الله

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں نئی جہتیں

علیم صبا نویدی

مرتب: پروفیسر کرامت علی کرامت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعتِ نبیؐ

میں

نئی جہتیں

علیم صبؔا نویدی

مرتب:

ڈاکٹر کرامت علی کرامت

زیر اہتمام:

ڈاکٹر جاویدہ حبیب

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب کا نام

نعتِ نبیؐ میں نئی جہتیں

موضوع

نعتِ نبیؐ پر مضامین

مصنف:

علیم صبا نویدی

مرتب :

ڈاکٹر کرامت علی کرامت

زیر اہتمام :

ڈاکٹر جاوید حبیب

تعداد: 786

قیمت: -/300 روپے

مطبع

تمل ناڈو اردو پبلی کیشنز، چنئی۔

***

Author
Aleem Saba Navedi
266, Triplicane High Road,
2nd Floor, Flat No.16
Rice Mandy Street,
Chennai - 600 005.
Cell : 98403 61399

Compiler
Dr. Karamat Ali Karamat,
Rahmath Manzil
Deewan Bazaar, Cuttak-1.(Orissa)

***

بابِ خوشبوئے فردوسِ بریں

بابِ خوشبوئے شاہِ دیں

بابِ خوشبوئے نور آفریں

باب خوشبوئے عرشِ بریں

باب خوشبوئے فکر آگیں

نقوشِ خوشبوئے رسول

قطعۂ تاریخ نعتِ نبیؐ ...... شاہ حسین نہری

اے نویدیؔ صبؔا ۔ خوب ہے نعت مہک

نثر آہنگ میں یہ نعتِ احمدؐ کی چمک

نعت میں نثر کی ہے تجربے کی یہ جھلک

تجربہ ہے یہ نیا آپ کی یہ بھی چمک

وقف اردو کے لیے آپ کی ہے یہ للک

آپ سے پائے ادب رفعتِ اوجِ فلک

سر بلند آپ رہیں لوگ سب جائیں ٹھٹھک

ایک شیدائے صبا آں کرامت زکٹک

شاہ تاریخ کہے

"نثر میں نعت مہک"

۱۴۳۵ (ہجری)

ڈاکٹر جاویدہ حبیب

''نقش لاثانی''

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر،
یہ کیسی ساعت ہے
یہ کیسا مقام ہے
یہ کیسا مرتبہ ہے
جو حضور اکرمؐ کی نظر التفاتِ خاص سے عطا ہوا ہے
میں خاموش تھی
سرد تھی
جامد تھی
نعت کی نورانی وسعتوں سے بے خبر
مصطفائی جلوؤں سے ناشناس
فیضانِ حبیبِ کبریا سے نابلد
نعتِ نبیؐ کی عقیدتوں، اور محبتوں سے دور دور
اچانک------**نعتِ نبیؐ** کا نور پھیلا
مرے سینے میں
میرے رگ و پے میں
میرے ذہنی نشیب و فراز میں
یہ کیسی نورانی تجلّی
یہ کیسی فرحت بخش خوشبوئیں
رواں دواں ہو گئیں
اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر،

☆☆☆

پروفیسر کرامت علی کرامتؔ

عرضِ مرتب

علیم صبؔا نویدی کو ان معنوں میں ''تمل ناڈو کا بابائے اردو'' کہا جاتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے بلند پایہ تخلیقی اور تنقیدی کارناموں کے ذریعہ اردو کے دامنِ شعر وادب کو مالا مال کیا بلکہ اپنی منفرد تحقیقی کاوشوں سے تمل ناڈو کے بہت سے گوہر آبدار کو قعرِ گمنامی سے باہر نکال کر ان سب کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ اس طرح جیسا دور دراز غیر اردو علاقہ پوری اردو دنیا کے ساتھ مربوط و منسلک ہوگیا۔ غیر اردو علاقے میں رہ کر اردو زبان وادب کے دیوانے جو قربانیاں دے رہے ہیں، ان کا صحیح اندازہ اردو علاقوں میں بسنے والے زبان وادب کے ٹھیکیدار شاید لگا نہیں سکتے۔ ان حضرات کی نظر اپنے گرد و نواح کے مخصوص علاقوں تک محدود رہتی ہے اور ان علاقوں سے زیادہ دور تک نہیں پہنچتی۔ غالباً یہی سبب ہے کہ علیم صبؔا نویدی کی مجموعی ادبی خدمات کو ابھی تک نظر انداز کیا گیا اور مرکزی علاقوں کے ایسے ایسے لوگوں کو اچھالا گیا جو تخلیقی معیار و مقدار کے اعتبار سے علیم صبؔا کے دروازے پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں تھے۔

علیم صبؔا کا دائرۂ تخلیقیت کافی وسیع ہے جو نثر میں افسانہ نگاری، تنقید نگاری اور تحقیق سے لے کر شاعری میں نظم وغزل کے علاوہ آزاد غزل، ہائیکو، ماہیے، سانیٹ، ترائیلے وغیرہ مختلف النوع اصنافِ سخن کو محیط ہے۔ اس سے قبل مختلف شعری اصناف پر مبنی ان کے کئی نعتیہ مجموعے ''مراۃ النور'' ''نور السمٰوٰت''، ''ن''، ''اسمِ احمدؐ'' شائع ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعۂ کلام علیم صبؔا کی نعتیہ نثری نظموں پر مبنی ایسا مجموعہ ہے جس کا ذائقہ ان کی دیگر نظموں سے مختلف ہے۔ اس لئے ان کا مطالعہ قارئین کرام کو نیا لطف دے جائے گا۔

اردو کے پورے نعتیہ کلام کے سرمائے پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پر غزل کا فارم ہی حاوی رہا ہے۔ ان غزلیہ نعتوں کے اشعار میں سرورِ کائنات سے جذبۂ محبت وعقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہیں حضورؐ کی صورت وسیرتِ حسنہ کی مدح سرائی ہوتی ہے تو کہیں امتوں کی زبوں حالی، مدینہ منورہ کی دید کی

خواہش، خواب میں یا قبر میں رسولؐ اکرم کے دیدار کی تمنا، میدانِ حشر میں امام الانبیاءؐ کی شفاعت اور جنت میں ساقیِ کوثرؐ کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر پینے کی آرزو کا اظہار ہوتا ہے۔ غزل کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن میں کہی گئی مختلف شاعروں کی تقدیسی نظموں میں بھی تقریباً اسی قسم کے جذبات کا اظہار ہوتا رہا ہے، البتہ اسالیب کے فرق کے ساتھ۔ لیکن علیم صبا کی یہ نثری نظمیں خود ''اپنی ذات'' میں ڈوب کر کہی گئی ایسی تقدیسی نظمیں ہیں جن میں آقائے نامدار احمدِ مجتبیٰ ﷺ کے روحانی اور نورانی رشتے کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

علیم صبا کی ان تمام نظموں کا کلیدی لفظ ''نور'' ہے اور اس لفظ سے نہ جانے وہ کتنے نئے نئے انداز کی علامت نگاری، استعارہ سازی اور پیکر تراشی کا کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعے کی تمام نظمیں گویا ''اول ماخلق اللہ نوری'' کی تفسیر و تعبیر معلوم ہوتی ہیں۔ اہلِ سنت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے نور سے رسول کا نور پیدا کیا اور رسولؐ کے نور سے ساری کائنات کی تخلیق ہوئی۔ اسی وجہ سے علیم صبا کہتے ہیں:

تہذیبوں کو نور دینے والا
لفظ و معنی کو شعور دینے والا
جذبوں کو جلوۂ ظہور دینے والا
سپنوں کو قرآنی آیتوں سے معمور کرنے والا
وہ نور ہی نور تھا
جو پھیل کر کائنات بنا
ارض و سما کی مقدس بارات بنا

(نظم: اول ماخلق اللہ نوری)

عشقِ نبیؐ کے طفیل شاعر پر مختلف اوقات میں مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔ مثلاً جب کبھی کالی کملی شاعر کے سر پر سایہ فگن ہوتی ہے تو شاعر محسوس کرتا ہے وہ سراپا منور ہو گیا ہے۔ (نظم معجزہ)

اُسی طرح جب شاعر رحمۃ اللعالمین کی رحمتوں کو جلوہ ریز پاتا ہے تو وہ خالقِ کائنات سے پوچھتا ہے:

وہ کون ہے؟
یہ وہی تو نہیں
جس کا ہماری پتلیوں میں نور ہے
اور وہ نور

جو پتلیوں سے نکل کر

ہر سو رواں دواں ہے

(نظم: نورانی پتلیاں)

نظم ''نورِ الٰہی'' کا آغاز اُسی معصوم تحیر آمیز سوالات سے ہوتا ہے جو ہر بچے کے ذہن میں فطری طور پر پیدا ہوتا ہے، یعنی آسمان سے زمین کا، سورج سے چاند کا اور سمندر سے گھٹاؤں کا یہ کیسا رشتہ ہے؟ ہم سب کہاں سے آئے ہیں اور ہمیں کہاں جانا ہے؟ ان سوالوں کا جواب شاعر ان الفاظ میں دیتا ہے:

بس نور کا دامن تھام لیں

سارے پنہاں رموز

اپنی ذات کے اندر

واضح ہو جائیں گے

جب ہم خود میں کھو جائیں گے

علیم صؔبا کے ذیل کی سہ سطری نظموں سے ان کا موقف واضح ہو جاتا ہے:

- میری کائنات کا سورج
  میری زندگی کا محور
  نورِ محمدیؐ
- حضورؐ کی نسبت سے میں
  معتبر ہو چکا ہوں
  منور ہو چکا ہوں

یعنی نورِ محمدیؐ میں ساری کائنات ڈوب چکا ہے، شاعر کا سارا وجود اس تجلی سے سرشار و شرابور ہو چکا ہے۔

دراصل عربی لفظ ''نور'' ایک ایسا لفظ ہے جس کا مترادف کسی بھی زبان میں کوئی دوسرا لفظ ہے ہی نہیں۔ قرآن حکیم کی چھوٹی سی آیت ''اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ '' کو مختلف مفسرین نے مختلف انداز سے سمجھا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مختلف مترجموں نے اس آیت کا ترجمہ الگ الگ انداز سے کیا ہے جس کی وجہ سے بعض ترجمے باہمی طور پر متضاد معلوم ہوتے ہیں اور ان میں بُعد المشرقین کا گمان ہونے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کے ترجموں پر غور کیجئے:۔

Allah is the light of the heavens and the earth.

(Marmaduke Pickthal)

☆☆☆

اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ (مولانا ثناء اللہ امرتسری)

☆☆☆

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا (مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی)

اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی (مرزا بشیر الدین محمود احمد)

مندرجۂ بالا چار ترجموں میں تقریباً ایک ہی مفہوم کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ان تراجم سے ہٹ کے دو اور ترجمے ملاحظہ فرمایئے:

(الف) اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا (مولانا اشرف علی تھانوی)

(ب) اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

ان دونوں قسم کے ترجموں میں اصل اختلافی پہلو یہ ہے کہ اللہ بذاتِ خود نور ہے کہ نہیں؟ مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کا کہنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ بذاتِ خود ایک نور ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ نور تو اس کی ایک مخلوق ہے اور مخلوق اور خالق ایک نہیں ہوتے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ''وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّور'' (اس نے ظلمت اور نور کو پیدا کیا)۔

یہ ثابت ہوا کہ جاعل و مجعول کبھی ایک نہیں ہو سکتے، کیونکہ جاعل بہ معنی خالق اور مجعول بمعنی مخلوق ہے اور خالق ہے اور خالق و مخلوق اور فاعل و مفعول کا ایک ہونا امرِ محال ہے۔ عام لوگوں کو خیال ہے اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے، حالانکہ عربی میں لفظ ''نور'' کبھی مصدر کے معنی دیتا ہے تو کبھی مفعول کے اور کبھی فاعل کے۔ اس لئے عرب مفسرین اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔ ''اللہ منور السموٰت والارض ط'' یعنی ''اللہ آسمانوں اور زمین کو منور کرنے والا ہے۔''

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مولانا تھانوی اور ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمے مولانا کاندھلوی کے وضاحت کردہ مفہوم سے بڑی حد تک قریب ہیں۔ لیکن اس ہیچ مداں راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ لفظ ''نور'' کا ترجمہ نہ "Light" ہو یا ''روشنی'' اس کا تعلق طبیعیاتی (Physical) کائنات سے ہے۔ جبکہ ''نور'' کا تعلق مابعد الطبیعیاتی (Metaphysical) اور طبیعیاتی دونوں طرح کی کائنات سے ہے۔ ''نور'' کا مفہوم اس قدر وسیع اور پُر اسرار ہے کہ اس کی معنوی گہرائی تک رسائی حاصل کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ طبیعیات میں روشنی یا "Light" کو فوٹن (Photon) اور برقی مقناطیسی لہر

(Electro-magnetic waves) کی شکل میں دیکھا جاتا ہے جبکہ مابعدالطبیعیاتی ''نور'' کا ان چیزوں سے دور دور کا واسطہ نہیں۔ اللہ بہرحال آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور راقم الحروف کے خیال میں قرآنی آیت ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط'' کو ''اَللّٰہُ مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' سے بدل دینا گناہِ عظیم بھی ہے اور لفظ ''نور'' کی وسیع دائرہ معنویت کو مسدود اور محدود کرنے کے مترادف بھی۔ بہرکیف یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ''اللہ کے نور'' کی کیفیت سوائے رسولؐ اللہ کے کسی اور کو معلوم نہیں۔

تصوف میں نورانی کیفیت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی نفسیاتی کیفیت ہے جس کا تعلق براہِ راست مابعدالطبیعیاتی تجربوں سے ہے۔ تصوف کے مختلف سلسلوں (مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقش بندیہ، سہروردیہ وغیرہ) میں مراقبہ کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ ان طریقوں سے گزرنے کے بعد سالک ایک ایسے مرحلے پر پہنچتا ہے جہاں اُسے مختلف قسم کے انوار کا سامنا ہوتا ہے۔ بقولِ حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، یہ نور کبھی سفیدی لئے ہوئے تو کبھی سبزی اور زردی کے ساتھ عقیق کی طرح یا سیاہی مائل ہوسکتا ہے۔ اگر وہ نور بائیں کندھے کی جانب سے نمایاں ہو رہا ہے، لیکن اس میں اتصال نہیں ہے تو وہ شیطان کا نور ہے۔ اگر وہ نور اوپر کی جانب سے یا پیچھے کی جانب سے آرہا ہے تو وہ فرشتے کا نور ہے۔ جو نور درمیانِ ذکر وفکر عموی طور پر ظاہر ہوتا ہے، وہ کراماً کاتبین کا نور ہوتا ہے۔ اگر نور اوپر سے ظاہر ہوا ہے اور سالک کے کندھے سے لگا ہوا نہیں ہے، تو وہ مرشد کا نور ہے۔ لیکن اگر وہی نور قبلہ کی سمت سے آرہا ہے تو وہ نورِ محمدی ﷺ ہے۔ (صفحات ۱۰۱ اور ۱۰۲ ''تحفۂ قربِ الٰہی'' از مسلم احمد الفصیحی ملاحظہ ہو (Alhuda Publications @ yahoo.com)

علیم صبؔا نویدی نے اسی نورِ محمدی پر ہی نثری نظم کی شکل میں اپنی نعت گوئی کی اساس رکھی ہے۔ یہ بات غزل کے فارم میں لکھی گئی نعتوں میں ممکن نہیں تھی۔ لہٰذا نثر نما نعتیں خود علیم صبؔا کی دیگر نعتوں سے بالکل الگ تھلگ کیفیت کی حامل نظر آتی ہیں۔

یہاں ایک اور اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علیم صبؔا نے نورِ محمدیؐ سے والہانہ جذبۂ شیفتگی کے اظہار کے لئے نثری نظم کا وسیلہ کیوں اختیار کیا؟ اس عمل کے لئے ''آزاد نظم'' کا پیرایہ اپنا سکتے تھے (جسے ترقی پسندی سے لے کر جدیدیت تک بیشتر شعراء نے اپنایا تھا)۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان (نثری نظم نما) نعتوں میں شاعری کے جذبات قالبِ الفاظ میں ڈھل کر اس قدر فطری انداز میں شگفتہ، شاداب اور تر و تازہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے خارجی اور داخلی آہنگ میں تصنع زدگی کا شائبہ تک نہیں گزرتا اور پھر علیم صبؔا جیسے مشاق شاعر کے لئے چھوٹے چھوٹے مصرعوں پر مبنی ان نثری نظموں کو پابند فارم میں ڈھالنا چٹکی بھر کا کھیل تھا۔ لیکن انھوں نے ایسا غالباً اس لئے نہیں کیا کہ ہمارے قارئین۔ یہ نثری نعتیں پڑھ کر ایک نئے ذائقہ، ایک نئے جمالیاتی نشاط

سے روشناس ہوسکیں۔

علیم صبؔا کی یہ نثر نما نعتیں فنِ شاعری کی تمام اہم خصوصیتوں مثلاً تشبیہات، استعارات، پیکر تراشی، علامت نگاری، معنی آفرینی، جذبات کی اضافی فراوانی وغیرہ سے مزین نظر آتی ہیں۔ بعض مقامات پر شاعر نے مختلف حاسوں (Senses) سے وابستہ پیکروں کو ایک ہی نظم میں یکجا کردیا ہے، ایک ہی دھاگے میں پرودیا ہے۔ مثال کے طور پر نظم ''سفر'' ملاحظہ فرمایئے:

پُرانے آسماں سے
طلوع ہونے والا نیا سورج
سب نے دیکھا
لیکن چند ذہین آنکھوں نے
اس کو چھوا ہے
اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے
کہیں وہ خاموش اتھاہ سمندر ہے
کہیں ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اجالا
کہیں وہ تجلی کا ظہور
وہ سفر جس کا کوئی انت نہیں

''پرانے آسماں سے طلوع ہونے والا نیا سورج'' کون ہے؟ ظاہر ہے کہ اسلام ہے جو پیغمبرِ اسلام کا نوعِ انسان کو بہترین تحفہ ہے۔ اس نظم میں شاعر نے پانچوں قسم کے حاسّوں (جنھیں سنسکرت میں پنچندریہ کہا جاتا ہے) سے وابستہ پیکروں کو بڑی خوش اسلوبی سے یکجا کردیا گیا ہے۔ یعنی:

(۱) آنکھوں نے اس کو چھوا ہے (پیکرِ لامسہ)

(۲) اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے (پیکرِ شامہ و ذائقہ)

نوٹ: یہاں امتزاجیت (Synesthesia) کا تجربہ انجام دیا گیا ہے۔

(۳) خاموش اتھاہ سمندر (پیکرِ سامعہ)

(۴) نورانی اُجالا اور تجلی کا ظہور (پیکرِ باصرہ)

اُسی طرح نظم ''نورانی لمحات'' میں بھی شاعر نے بیک وقت مختلف حاسّوں سے وابستہ پیکر اخذ کئے ہیں، مثلاً:

(۱) نکہت و نغمہ میں ڈوبے موسم (شامہ + سامعہ)

(۲) رنگ برنگی تتلیوں کا گیت (باصرہ + سامعہ)

(۳) سورجی کرنوں کا جلوس (باصرہ)

(۴) ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں (لامسہ)

مذکورہ نظم کا اختتام یوں ہوتا ہے:

سب کے سب
محوِ درودِ مصطفیٰؐ

علیم صؔبا نے مختلف حاسّوں سے پیکر اخذ کر کے ہمارے سامنے جس طرح ان کا ایک خوبصورت اور خوش رنگ آمیزہ پیش کیا ہے، اس کی مثالیں اردو کی دیگر پابند اور آزاد نظموں میں بھی بہت کم کہیں اور نظر آتی ہیں۔

علیم صؔبا کی نثر نما نعتوں کی ایک اور خصوصیت جو اپنی جانب قاری کا دامنِ دل بیک نظر کھینچتی ہے، وہ یہ ہے کہ شاعر فطری مناظر سے اپنا رشتہ استوار کرتے ہوئے ہر مقام پر جلوۂ نبیؐ کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔ یہ خوبی جوشؔ کے علاوہ بنگالی شاعر قاضی نذر الاسلام کی نعتوں میں بطورِ خاص پائی جاتی ہے۔ اردو کے کل نعتیہ سرمایے میں اس خصوصیت کا بڑی حد تک فقدان نظر آتا ہے۔ علیم صؔبا کی نعتوں کی ذیل کی مثالوں سے راقم الحروف کی یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے:

(الف)

میرا رشتہ
مسکراتے پھولوں سے
ہنستی کلیوں سے
بہاروں کی کونپلوں سے
پیڑوں کی چھاؤں سے
خوشبودار گاؤں سے
سرسبز و شاداب کھیتوں سے
ہری بھری پگڈنڈیوں سے
بہتی ندیوں سے

کہسار کے آبشاروں سے

جاگتے تالابوں سے

لہراتی جھومتی صبحوں سے

سرمست مہکتی شاموں سے

میرا رشتہ ہے مضبوط بہت

میں سب سے ہوں مربوط بہت

میری ذات میں نورِ نبیؐ ہے

میرا مقدر جوہری ہے (نظم: جوہری مقدر)

(ب)

ہریالی پہ مسکراتا ہوا

سرسبز پودوں میں لہلہاتا ہوا

تازہ پھولوں پتوں کی اوٹ سے جھانکتا ہوا

ایک چہرہ

منور چہرہ

کائنات کا بھید بھاؤ سمجھا رہا ہے (نظم: مقدس روانی)

غرض کہ اس مجموعے میں شامل تمام نثری نظمیں علیم صؔبا نویدی کے شعری سفر کے ایک نئے موڑ کا پتہ دیتی ہیں۔ امید قوی ہے کہ موصوف کا یہ مختصر سا شعری مجموعہ اردو کی تقدیسی شاعری کی تاریخ میں ایک نئے عہد کے آغاز کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆☆

بابِ خوشبوئے شاہ دیں

''شہر مصطفےٰ''

یہ شہر پھول والوں کا ہے
اس شہر میں
خوشبوئیں نہیں بکتیں
درد جنم نہیں لیتے
زخم نہیں مسکراتے
داغ نہیں جگمگاتے
سانسیں خون نہیں پیتیں
آنکھیں فریب نہیں دیتیں
ہاتھ خنجر نہیں رکھتے
پاؤں زنجیر نہیں پہنتے
آسماں ظلم نہیں ڈھاتے
سمندر قہر نہیں لاتے
پہاڑ آپس میں نہیں ٹکراتے
یہاں راتیں خوفناک نہیں ہوتیں
دن ظالم نہیں ہوتے
یہ شہر پھول والوں کا ہے
اس شہر میں
نورِ مصطفائی ہے
خوشبوئے خدائی ہے

☆☆☆

''نورِ اسمِ اعظم''

آسماں سے نور اُترنے کو ہے
زمین، سمندر، کہسار، سنسان جنگل
خزاں دیدہ کھیت
غم رسیدہ باغ و بہار
بے برگ و بے ثمر شجر
پژمردہ پھول
ادھ کھلی کلیاں
خاموش گلیاں
درد میں بھیگے ماحول
کرب میں سلگتے سائے
سسکتے لمحوں کی شامیں
دلکشی سے محروم صبحیں
فغاں آشنا چھتیں
آنسو بھرے در و دیوار
روندھے ہوئے جذبے
مسلی ہوئی آرزوئیں
کچلے ہوئے خواب
خوشی سے ناچ رہے ہیں
مسرت سے جھوم رہے ہیں
اپنی پناہوں میں نور بھر لینے کو
اسمِ اعظم کے سائے تلے گھر لینے کو

☆ ☆ ☆

''رحمانی دعا''

دھڑکنیں ناراض
خوشیاں خفا
مسکراہٹ ہونٹوں کو چھونے سے معذور
شہہ رگوں میں ٹھہر ٹھہر کر دوڑتے لہو کو
کون دے گا
رحمانی دعا
آپؐ کے سوا

☆☆☆

''منزلِ عرفان''

مصطفائی تہذیب کا
یہ شہر کتنا خوبصورت ہے
نمازیوں کی جبینوں پر قرآنی نور
اور اس نور کے آگے
زمیں، آسماں،
چاند، سورج
سمندر، ستارے
سبھی محوِ سجدہ ہو گئے ہیں
عرفانِ ذات میں کھو گئے ہیں

☆ ☆ ☆

''نورانی پیکر''

یہ کائنات
کئی بھیدوں میں گرفتار تھی
روز و شب
اک اک بھید
کھلتے جا رہے تھے
زمین و آسمان کے بھید
سمندر کے بھید
چاند سورج کے بھید
روشنی کے بھید
اندھیروں کے بھید
اور آدمیت کے بھید کے آگے
انسانیت کے بھید
جس سے اک نورانی پیکر
نمودار ہو کر
ساری کائنات پر مسلط ہو گیا ہے
آدمی پن کھو گیا ہے

☆☆☆

''فیضان درود''

درود پڑھو

عطر کی خوشبوؤں سے گھر مہکاؤ

صبح نورانی ہو جائے گی

رات سہانی

سینہ جگمگائے گا

سانسیں قرآنی

اور

آنکھیں رحمانی

☆☆☆

"نیا زمانہ"

میز پر رکھی کتابیں
کتابوں سے جھانکتی ہوئی نئی تہذیب
نئی روشنی
نئی نسل
ہمیں حضورؐ کی
صحیح شناخت دینے سے
معذور ہے
ایسا کیوں؟

☆ ☆ ☆

"ملاقات"

حضورؐ

آپؐ کے درود کا فیضان

انگلیوں میں روشنی آ گئی

سوچوں میں وسعتیں

قرطاس و قلم

مقدس فکر و اظہار سے

بغل گیر ہو گئے

☆ ☆ ☆

''نور تنہائی''

اک شب
اک مصطفائی کرن
میرے ذہن میں اُتر کر
خوشبو بن گئی ہے
اور میں نے
اس خوشبو سے
خود کو معطر کرلیا ہے
دامنِ تنہائی منور کرلیا ہے

☆ ☆ ☆

سواری

یہ دف بجاتی دوشیزائیں
رس بھرے راگوں کے دلکش باغ
مہکتے لمحوں کی باراتیں
مسرت میں جھومتی، مسکراتی شامیں
ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرند
شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں
لہلہاتے آنکھ مچولی کھیلتے پودے
نور کی رتھ پہ آنے والی
سواری کے منتظر ہیں

☆ ☆ ☆

صدقہ

یہ ہوا کے سرد جھونکے
لوبانی خوشبوئیں
فرحت بخش موسم
ساون رُتیں
سرمستیوں کے دن
مبارک راتیں
مقدس لمحات
روحانی تجلّیاں
حضورؐ کی آمد کا صدقہ

☆☆☆

''اے میرے محبوب''

میرا ماحول تعفّن آمیز
میرے گھر کے لوگوں کے دل زنگ آلود
در و دیوار شکوک آور
بستر گناہوں سے ملوث
نیندیں چاک گریباں
خواب برہنہ
جسم ناپاک
آرزوئیں صد چاک
راتیں بیوہ
دن مخنث

عبادت گاہوں سے دور
رہنے والوں کے پاس
نہ خوفِ خدا
نہ حبِّ رسولؐ
ہر طرف دھواں ہی دھواں
اے میرے محبوبِ خدا
اک نظر
عنایت کی
اس طرف بھی

☆☆☆

''محتاج سہارا''

آسماں

سہارا دینے سے مجبور

زمین

سنبھالا دینے سے معذور

سمندر

پی جانے پر آمادہ

ہمالہ

ٹوٹ کر گرنے کے لئے تیار

دور دور تک

بہی خواہ

خیر خواہی ناپید

گویا

ہر شئے کے چہرے پر

نفرت کے شعلے

آگ کے گولے

ایسے میں

ستم رسیدہ

گناہ گار

مجروح احساس لئے

کدھر جائے گا

آپ کا سہارا

نہ ملے گا تو مر جائے گا

☆☆☆

''نوارنی تبسم''

اُنگلیاں قرآن پڑھتی ہیں
آنکھیں
عربی لفظیات کے اندر سے
روشنی میں بھیگے ہوئے.
صالح نیک راہوں کی نشاندہی کرتے ہوئے
چہروں کا مطالعہ کرتی ہیں
اور
ان تمام چہروں میں
ایک چہرہ
جب چاپ.
خاموش نورانی ملبوس میں
تبسم ریز ہے

☆☆☆

''انمول نیکیاں''

مجھے خاموش رہنے دو
میرا رشتہ
نہ اس زمین سے ہے
نہ اس میں بسنے والوں سے
میری خاموشی کی آنکھوں میں دیکھو
جس میں ایک چہرہ نورانی ہے
سراپا قرآنی ہے
اس سے ملاقات کرلو
نیکیاں دامن میں بھرلو

☆☆☆

''مقدس روانی''

ہریالی پہ مسکراتا ہوا
سرسبز پودوں میں لہلہاتا ہوا
تازہ پھول پتوں کی اوٹ سے جھانکتا ہوا
ایک چہرہ
مُنوّر چہرہ
کائنات کے بھید بھاؤ سمجھا رہا ہے
زمین وآسمان کی شادابی کے
سمندر کی سیرابی کے
فکروفن کی سربلندی کے
شعورولاشعور کی زیریں لہروں کے
اور وہ
پوشیدہ رموز کے درواکیے
اپنی طرف کھینچ رہا ہے
اور
ہم سب
آہستہ آہستہ
اُس کی جانب رواں دواں ہیں۔

''یہ کون سی منزل ہے''

میری سوچوں نے
وضو کیا
اُنگلیوں نے درود پڑھا
عبادت ہوگئی
منبر ومحراب ششدر تھے
اور
سب نمازی حیراں۔

☆☆☆

"مبارک نام"

وہ

ایک نام

روشن اور مبارک نام

سینے میں جلوہ فشاں

ہونٹوں پر نقش گر

سانسوں میں خوشبوئیں بھرتا ہوا

انگلیوں کے پوروں سے نکل کر

پتلیوں کے ذہنوں سے اُتر کر

کون و مکاں کی آبرو بن چکا ہے

وہ ایک نام

مبارک نام

☆☆☆

''مقام لا''

نعتِ نبیؐ
لکھتے لکھتے
سرشاری کیفیتیں
مجھ پر طاری ہوگئیں
اور
میں
میں نہ رہا

☆☆☆

''آسرا''

دروددوں کا پاہا

مجرّب علاج

فریبی مسیحا

دغاباز لوگ

سب اپنے پرائے مفاد پرست

غرض کے پجاری

ہیں مطلب شعار

میرے دردوغم کا اک آسرا

سراپا غم خوار

امّی لقب

شاہِ عربؐ

☆☆☆

انکشافِ ذات

میری آنکھوں میں کون؟
میرے دل میں کون؟
واقف ہیں آپؐ

میں خاموش
میرے اندر کی کائناتؐ
باہر جگمگا رہی ہے

☆☆☆

"محروم فیضان رسولؐ"

اُس کی زبان نوچ لو
اُس کے ہاتھ قلم کردو
اُس کے احساس کو سولی پہ چڑھادو
اُس کی فکر زندہ درگور کردو
اُس کے اظہار کو سیاہی کا کفن پہنادو
اُس کے جذبوں کو گرم سلاخوں پہ رکھ دو
وہ اپنے آباو اجدا کی تہذیبوں کا دشمن ہے
وہ اُن کے صالح روایات کا مخالف
وہ اُن کے علمی اثاثے کا ناقدرداں
وہ اُن کے آثارِ قدیمہ کا منکر
وہ حضورؐ کے فیضان سے محروم
وہ زندہ ہے مگر مُردوں میں شامل۔

☆☆☆

''نورانی لمحات''

نکہت ونغمہ میں ڈوبے موسم

رنگ برنگی تتلیوں کا گیت

کھیتوں کی مسکان

پگڈنڈیوں کے راگ

سرسبز بیل بوٹے

شاداب باغ

ٹہنیوں پہ چہچہاتی چڑیاں

تالابی مناظر

سورجی کرنوں کا جلوس

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں

ہواؤں کی سرمستیاں

نورانی لمحات

سب کے سب

محوِ درودِ مصطفیٰؐ

☆☆☆

''جوھری مقدر''

میرا رشتہ
مسکراتے پھولوں سے
ہنستی کلیوں سے
بہاروں کی کونپلوں سے
پیڑوں کی چھاؤں سے
خوشبودار گاؤں گاؤں سے
سرسبز شاداب کھیتوں سے
ہری بھری پگڈنڈیوں سے
بہتی ندیوں سے
کہسار کے آبشاروں سے
جاگتے تالابوں سے
لہراتی جھومتی صبحوں سے
سرمست مہکتی شاموں سے
میرا رشتہ ہے مضبوط بہت
میں سب سے ہوں مربوط بہت
میری ذات میں نورِ نبیؐ ہے
میرا مقدر جوہری ہے۔

☆☆☆

دوسرا جنم

میں نے دوبارہ جنم لیا تھا
بڑے عجیب ماحول میں
لبوں پر
اک نئی مسکراہٹ لئے
سینے میں نئی تپش لئے
میرے ابّا
میری امّی
سب کے سب حیراں تھے
گھر کا گھر ششدر
میری آنکھوں میں
تجلیوں کی ایک نئی کائنات
جس کے آسماں پر
ایک مقدس آواز
درودِ مصطفیٰؐ کی روشن تھی

☆☆☆

وہ کون تھے

واقعی
میری آنکھوں نے طواف کیا
میرے لہو نے سجدہ
میرے ہونٹوں نے تلاوت کی
اور سانسیں محوِ نظارہ
آخرش
وہ کون تھے؟
جن کے آگے
چاند، سورج، زمین، آسمان
سب کے سب
باادب سر جھکائے
خاموش کھڑے تھے

☆ ☆ ☆

حبِّ محمدی

سر جھکایا
تو سامنے
خلدِ بریں تھا
سر اٹھایا تو
نہ آسماں
نہ چاند
نہ ستارے
عجب بے خودی تھی
نورانی جلوؤں میں بھیگی رُتیں
مجھے
اپنی جانب بُلا رہی تھیں
اور میں
آہستہ آہستہ
سچائی کا مقدس دامن تھامے
آگے بڑھ رہا تھا
حبِّ محمدی کی روشنی میں
خود اپنی ہی آگہی میں

☆ ☆ ☆

ندامت

میرے گھر کے ماحول میں
عبادتوں کی خوشبوئیں
درود کی کرنیں
وضائف کی بارشیں
نیک لمحوں کی قربتیں
ماں باپ کے
نیک اوصاف کی چاندنی
لیکن
میرا وجود
غلاضتوں کی دلدل میں دھنسا
ایک آئینے کے آگے
کشکولِ ندامت لئے
آنسوؤں کی
تمام تر سرحدیں
پار کر چکا تھا
خودی کو مسمار کر چکا تھا۔

☆☆☆

''معجزہ''

کالی کملی
میرے سر پر سایہ افگن کیا ہوئی
رحمتیں
میرے حق میں آ گئیں
میں
سراپا منور ہو گیا
میرے ظاہر و باطن کی کائنات
ذاتِ اقدس کے جلوؤں سے
نورانی ہو گئی
میرا سر
جو کل تک
سب کے آگے
سجدہ ریز تھا
آج میرے آگے
ایک دنیا سجدہ ریز ہے
یہ منظر
کتنا تعجب خیز ہے

☆☆☆

''مرہم''

میرا سینہ چھلنی چھلنی ہے
میری سانسیں پژمردہ
میرا دل دھڑکنوں سے نابلد
میرا ذہن آہ وفغاں کے شعلوں میں مقید
اور بدن کا ریشہ ریشہ زخموں سے چور
ٹیسوں سے معمور
کوئی خاکِ زمینِ مصطفیٰ لادے
میرے زخموں کے لئے پاہا بنادے۔

☆ ☆ ☆

''مقدس لمحات''

لب پر درودوں کا سلسلہ
جگماتی قرآنی آیتیں
معطر لمحات
روشن کائنات
چاند سورج
محوِ عبادت
زمین و آسمان
سجدہ زن
سرورؐ کونین کا صدقہ

☆☆☆

رحمانی دعا

دھڑکنیں ناراض
خوشیاں خفا
مسکراہٹ ہونٹوں کو چھونے سے معذور
شہ رگوں میں ٹھہر ٹھہر کر دوڑتے لہو کو
کون دے گا
رحمانی دعا
آپؐ کے سوا

☆ ☆ ☆

"نئی منزل"

میں خوش ہوں
میرے احساس کی کونپلیں
ہنوز تر و تازہ ہیں
اور
میرے اظہار کے
زمیں و آسماں
معطّر و منوّر ہو گئے ہیں
آپؐ نے نظرِ التفات کی
چند بوندیں ٹپکائیں
شکریہ
صد شکریہ
پیارے نبیؐ

☆ ☆ ☆

''نورانی پتلیاں''

اٹھو

اس سمت چلیں

جہاں رحمتیں ہی رحمتیں جلوہ ریز ہیں

جہاں شہادت کی اُنگلیاں

اشارے سے پڑھتی ہیں

درودِ مصطفٰے

ہم بھی

اسے وردِ جاں بنا کر

روشن زباں بنا کر

خالقِ کائنات سے پوچھیں

وہ کون ہے؟

یہ وہی تو نہیں

جس کا ہماری پتلیوں میں نور ہے

اور وہ نور

جو پتلیوں سے نکل کر

ہر سو رواں دواں ہے۔

☆ ☆ ☆

نورِ الٰهی

آسماں سے
زمین کا رشتہ کیسا؟
سورج سے
چاند کا سمبندھ کیسا؟
سمندر سے
گھٹاؤں کا واسطہ کیسا؟
یہ سب کیوں خاموش ہیں؟
ہم سب آئے کہاں سے؟
جانا کہاں ہے؟
آؤ۔۔۔۔
بس نور کا دامن تھام لیں
سارے پنہاں رموز
اپنی ذات کے اندر
واضح ہو جائیں گے
جب ہم خود میں کھو جائیں گے

☆☆☆

وسیلہ

آرزوؤں کے قدم عرش پر
جذبے فلک سے بغل گیر
فکر
سورج سے ناتہ جوڑے
احساس آسمانی
اظہار نورانی
نعت گوئی کا وسیلہ

☆☆☆

روشن جھولی

میری جھولی میں
دعائیں ہیں
انمول دعائیں
نورانی دعائیں
جن کے زیر سایہ
میں خود کو
اونچا اٹھالوں گا
عاقبت سنوارلوں گا
میری جھولی میں وہ دعائیں ہیں
جن کا رشتہ
حضورؐ کے دستِ مبارک کی
خوشبوؤں سے ہے

☆☆☆

نئی ملاقات

نفرتیں

پھینک دو

دور۔۔۔بہت دور

جانا ہم سب کو

ایک منزل کی تلاش میں

جس کے راہبر کی روشنی

ہمارے سینوں میں

ہمارے دلوں میں

ہماری آنکھوں میں

جلوہ فگن ہے

☆☆☆

نورِ اول

کب
کہاں
نور اُترا
نورانی برساتیں ہوئیں
لب کہنے سے معذور
آنکھیں گواہی دینے سے مجبور
عجب معجزہ ہوا
ناقص شام وسحر
گرد میں لپٹی ہوئی آب وہوا
صاف وشفاف ہوئی

کب
کہاں
نور اُترا
اُس کا نور تھا، اُسی نے دیکھا۔

☆☆☆

کیا ممکن ہے

میں خاک زاد ہوں
سراپا نورِ کونین آپؐ
بس ایک کرن
آپؐ کے چشمِ کرم کی
بھیک میں مل جائے مجھے
میں اپنے آپ کو تقسیم کردوں
جہانِ عرفان میں

اور

انا میری
سکڑ کے رہ جائے
آپؐ کے قدموں کی مقدس مٹی
جسے میں چوم لوں
کیا یہ ممکن ہے۔۔۔۔!!

☆ ☆ ☆

سجدہ

آئینہ

پیشِ نظر تھا

میں خاموش

چپ چاپ

اپنے عکس میں پوشیدہ

جوہر کی تلاش میں تھا

عکس نے مجھ سے کہا

سجدہ کرو

میں سجدہ ریز ہو گیا

اور مجھ میں

اک اور پیکر

سبک روی کے ساتھ

داخل ہو گیا

روشن کائنات لے کر

نعتِ محمدیؐ کی ۔۔۔ ☆☆☆

"سنہری آیتیں"

وہ ایک
معتبر
روشن لمحہ
میرے سامنے کھڑا تھا
میں دیکھ رہا تھا
خاموش۔۔ چپ چاپ
پھر میں نے
پڑھنے کی سعی کی
لمحے کے ہونٹوں پر
مبارک لفظوں میں
سنہری آیتیں نقش فشاں تھیں
پھر ان آیتوں سے
ایک چہرہ
نمایاں ہوا
مہذب، مقدر رشتے لئے

☆☆☆

''یقین کامل''

سانسوں پہ ہاتھ رکھ کر
خواہشون کے فاصلے ناپ کر
تنہائیوں کی نبض شناسی کون کرے گا
مسیحا کی ضرورت نہیں
وہ جانتا ہے
پہچانتا ہے
وہ ضرور اپنے محبوب کی التفاتی نظروں سے
اک دن نوازے گا
میرے محبوبِ کبریا مرے گھر آئیں گے
مقدر
سانسوں کے
سنور جائیں گے۔

☆ ☆ ☆

"تلاش"

کون ہے وہ
جس کا نورانی سفر
کائناتِ علم وفن کا تاجدار
جس کی تخلیقی ہنرمندی کے ست رنگی نقوش
سوچ کی نورس دھنک
احساس کے آنگن میں اُتر کر
انگلیوں کی روشنی سے
اپنے ماضی کی سیاہی میں اجالے ڈھونڈتا
پردۂ گمنامی میں روپوش جوہر کے مقدر کو جگاتا
ہاں وہی
صد جلوہ گاہِ طور کا روشن خیال
کون ہے وہ
نئی تاریخ علم وآگہی میں مہکتا، مسکراتا
ادب کی قسمتیں پیہم جگاتا

☆ ☆ ☆

''فقیر شاہِ دیں''

میں خاک زاد ہوں
آپؐ سراپا نورِ کونین
تھوڑی سی روشنی سہی
مل جائے بھیک میں
میں اپنے آپ کو تقسیم کر دوں گا
علم کی وسعتوں میں
جہاں میری انا کی تشنگی
فکر کی آفاقیت
سکون و طمانیت کی سانس لے
آپؐ کی مبارک سرزمیں کی مٹی
میرے زخموں کا مداوا سہی
میری آرزوؤں کا منبع نہیں۔۔۔!

☆ ☆ ☆

''مبارک چہرہ''

ابھی کچھ دیر پہلے

مرا کمرہ

کمرے کے در و دیوار

خوشبوؤں سے معطّر

نوری کرنوں سے منور تھا

میں نے دیکھا

ایک مبارک چہرہ

جس کے آگے محوِ سجدہ کائنات

چاند سورج

زمیں، آسماں، سمندر

جس کی پتلیوں کے نور سے

نمودار ہو کر

سب کے سب مسرور و مست ہیں

اور وہی نورانی چہرہ

اور اس کی پُر نور آنکھیں

مرے فکر و احساس کے سیاہ داغوں کو

،میرے وجود کو

غسل دے رہی ہے

میں خاموش، چپ چاپ

اور میرا مقدر

کمرے کے ایک کونے میں

ششدر کھڑا رہا۔

☆ ☆ ☆

اولُ مَا خَلقَ اللہُ نُورِی

وہ اک تحریر
جو آسمانوں میں نقش ہے
اُسے کس نے پڑھا
موت کے آگے
ازل و ابد
زماں و مکاں کے رشتے بے معنی ہیں
زندگی لاچار ہے
گرتی ہوئی چکنی مٹّی کی دیوار ہے
انسانی ناطے
ناطوں کا احساس
محبت کے ان مول جذبے
جذبوں کا پاس
دوستی کی آڑ میں اَنترتیں
نفرتوں میں کچے خون کی بُو باس
ننگی تہذیبیں

دھواں دھواں تاریخیں

سلگتے ہونٹ، جلتے الفاظ کے درمیاں

عرش تا فرش کے بھیدوں کی گرہ کھولنے والا

وہ کون تھا

تہذیبوں کو نور دینے والا

لفظ و معنی کو شعور دینے والا

جذبوں کو جلوۂ ظہور دینے والا

سینوں کو قرآنی آیتوں سے معمور کرنے والا

وہ نور ہی نور تھا

جو پھیل کر کائنات بنا

ارض و سما کی مقدس بارات بنا

اُسے پہچانو

وہ کون ہے؟

وہ کون ہے؟

وہ کون ہے؟

☆☆☆

بابِ خوشبوئے نور آفریں

پروفیسر علیم اللہ حالیؔ
"نثری نعتیں اور علیم صبؔا نویدی"

شاعری کی اثرانگیزی کے لئے اوزان و بحور اور قوافی و ردیف کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ اصل چیز ہے جذبے کی وارفتگی، موضوعِ سخن کے فن کار کا ناگزیر ذہنی رابطہ، اظہار کی تابانی اور بیان پر مکمل دسترس۔ اگر کسی فن کار کو یہ دولت مل جائے تو پھر اس کی شاعری دل نشیں ہو جاتی ہے۔ موضوع خواہ کچھ بھی ہو اگر فنکارانہ خصوصیات سے متصف ہے تو فن پارے میں رنگِ دوام پیدا ہو جاتا ہے۔ تخلیق کا صحیح منصب اسی طرح پورا ہوتا ہے۔ یہ دعویٰ کہ

من نہ دانم فاعلاتن فاعلات
شعر فی گویم بہ از آبِ حیات

اسی صورت میں قابلِ تسلیم ہوسکتا ہے جب فن کار متذکرہ بالا خصوصیات کا حامل ہو جائے۔ ہمارا عروض نظام بنیادی طور پر صوتی آہنگ کے حصول کا ایک آزمودہ وسیلہ ہے۔ جذبے کی وارفتگی بھی ایک صوتی آہنگ پیدا کرلیتی ہے۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ یہ ہمارے احساسات کو اس لئے متاثر کرتی ہے کہ اظہار کی بے تابی نغمگی کا باعث بن جاتی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے شعر العجم میں ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ایک چھوٹے بچے کو کیڑے نے کاٹ کھایا تھا۔ وہ اس کیڑے کا نام نہیں جانتا تھا۔ روتے چیختے گھر پہنچا اور اپنے باپ سے کہا کہ ایک خوبصورت رنگین پروں والا پرندہ گاتا ہوا تیزی سے آیا اور اس نے مجھے ڈس لیا ہے۔ اس بیان کو سن کر صاحب خانہ کے دوست نے معاً کہا کہ بخدا یہی شاعری ہے۔ غور کیجئے تو چھوٹے سے بچے کے اظہار میں شاعری کے تمام لوازم موجود ہیں۔ درد و سوز نغمہ و سرور، رنگ و صورت، محاکات، پیکر تراشی، اظہار کی برجستگی۔ غرض وہ تمام اجزا موجود ہیں جو اعلیٰ درجے کی شاعری کے لئے ضروری ہیں۔

اس تمہید کے بعد جناب علیم صبؔا نویدی کی ان نثری نعتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا مجموعہ زیر

اشاعت ہے۔علیم صبؔا نویدی نے اردو شعروادب کی اقلیم میں وہ شہرت حاصل کرلی ہے جو بہت سے لوگوں کو حاصل نہیں۔انہیں اس فتح ونصرت پر فخر کرنا چاہئے۔ایک اہم بات یہ ہے کہ ان کی شہرت عام کے پس منظر میں وہ متعدد فنی تجربات ہیں جو انہوں نے مختلف اصناف سخن کے سلسلے میں برتے ہیں۔اپنی غیر معمولی طباعی سے انہوں نے بظاہر خشک اور اردو کی شعری روایتوں سے منحرف اسالیب میں بھی اپنے تخلیقی جوہر کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے نثری نظم کی صنف کو بھی اس حد تک مقبول ومعقول بنانے کی کوشش کی ہے جس حد تک اس صنف میں قبولیت کی گنجائش ہے۔

جناب نویدؔی کی پیش نظر نثری نعتیں فطری طور پر زیادہ روشن اور تابناک ہیں کہ نعتوں میں مقدس ومطہر جذبوں کی فراوانی ہوتی ہے۔ایسے روحانی اور سرمدی جذبات دل نشینی کے حامل ہوجاتے ہیں۔بعض نعتوں (مثلاً سواری، نورانی تبسم، حب محمدیؐ اور تلاش وغیرہ) میں ایک غیر عجمی اور اعرابی لہجے کا احساس ہوتا ہے جس کی وجہ سے عشق رسول ﷺ کی وارفتگی قاری کے لئے زیادہ پُر اثر ہوجاتی ہے۔

نثری شاعری کے صنفی وجود کی بقا اسی وقت ممکن ہے۔جب جذبات کی ناقابل تسخیر یورش ہو،ایک ایسا والہانہ پن اور بے محابہ کیفیت ہو جس کا احساس غالؔب نے ”آ بگینہ تندی صہبا سے پگھلا جائے ہے“، کہہ کر ظاہر کرنا چاہا ہے۔علیم صبؔا نویدی کی مسلسل ریاضت اور روحانی ومعتقدانی کیفیت سے ان کی سرشاری کسی بھی ہیئت واسلوب پر حاوی ہوجاتی ہے۔اور یہ نثری نعتیں اس کی تابندہ مثالیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

پروفیسر طلحہ رضوی برق

علیم صبؔا کی نثری نعتیں

قلم را آں زباں نبود کہ سرِّ عشق گوید باز

ورائے حدِّ تقریر است شرحِ آرزو مندی

محبی علیم صبؔا نویدی کی نثری نعتوں کا مسودہ پیش نظر ہے۔ ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں موصوف کے مرسلہ تحفے پر جی خوش ہوا، متشکر ہوں۔

نعت فن شاعری کی ایک پاکیزہ اور مقدس صنف ہے۔ نثر نویسی شعر گوئی کے برعکس اور اس سے مختلف ہے۔ شعر کی پہلی شرط اس کا موزوں ہونا ہے خواہ وہ کسی صنف شاعری کا ہو۔ نثر میں اتفاقاً ہی کوئی فقرہ یا جملہ موزوں ہو جاتا ہے، بلا قصد و ارادہ۔

اردو میں روایت سے ہٹ کر جب شاعری کا چلن ہوا تو نثری نظمیں بھی لکھی جانے لگیں جو ''نظم معرّا'' اور ''نظم آزاد'' سے بھی الگ ہیں۔ نثری نظم میں چھوٹی بڑی نثری سطریں گویا مصرعوں کی جگہ لے لیتی ہیں۔ اس میں مبتدا و خبر اور دیگر لسانی ضابطے بھی نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی اس کا چلن شروع ہوا مگر عام نہ ہو سکا۔

''نثری نعتیں'' اپنے نام کے لحاظ سے احترام و تقدس کی حامل ہیں۔ علیم صبؔا نویدی نے رحمۃ للعلمین نبی مکرم ﷺ کی حیات و سیرتِ مبارکہ مقام نبوت و رسالت کا ذکر نثری انداز میں کیا ہے۔ حضور ﷺ سے ان کا جذبۂ عشق و محبت اور ادب و احترام قابل لحاظ ہے جو ایک سچے مومن کے لئے لازم ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

محترمی علیم صبؔا نویدی ایک پختہ کار اہل قلم اور خوش فکر شاعر ہیں۔ انھوں نے پابند شاعری کے بڑے ہی خوبصورت نمونے زیب قرطاس کئے ہیں جو کئی کتابوں کی شکل میں منظر عام پر آچکے ہیں۔

ان نثری نعتوں سے وہ اپنے فن پاروں میں ایک اور تازہ کار اضافہ کر رہے ہیں چھوٹی بڑی اڑتیس نثری نعتوں کا یہ مجموعہ دلچسپ اور لائق مطالعہ ہے۔ چند عناوین سے بھی نویدی کے پرواز فکر اور میلان طبع کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً حُبِ محمدی، معجزہ، وہ کون تھے، نور الٰہی، نور اول، محروم فیضانِ رسول، روشن جھولی، سجدہ، مبارک چہرہ، سنہری آیتیں، وسیلہ وغیرہ۔

ان کی دو ایک بہت ہی مختصر نثری نعتیں ملاحظہ ہوں:

(۱) مقام لا

نعتِ نبی

لکھتے لکھتے

سرشاری کیفیتیں

مجھ پہ طاری ہوگئیں

اور

میں

میں نہ رہا

(۲) رحمانی دعاء

دھڑکنیں ناراض

خوشیاں خفا

مسکراہٹ ہونٹوں کو چھونے سے معذور

شہ رگوں میں ٹھہر ٹھہر کے دوڑتے لہو

کون دے گا

رحمانی دعا

آپؐ کے سوا

ایک نعت اور ملاحظہ ہو جس کا عنوان ہے ''سفر''

پرانے آسمان سے

طلوع ہونے والا نیا سورج

سب نے دیکھا

لیکن چند ذہین آنکھوں نے

اس کو چھوا ہے

اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے

کہیں وہ اتھاہ سمندر ہے

کہیں اند بھی دھڑکنوں کا نورانی اُجالا

کہیں وہ تجلی کا ظہور ہے

وہ سفر جس کا کوئی انت نہیں

ان نظموں کا ایک ایک لفظ نورانی نقطہ ہے یا ہشت پہل ہیرا۔ خیالات کی دنیا کو روشن کرنے والا، بصیرت کے لئے روشنیوں کا ایک جھماکہ۔ تشبیہ استعارہ، کنایہ، مجاز اور اشاروں کی ایک سرسبز و خوش رنگ وادی۔ علیم اپنے قاری کو اپنے تراشیدہ الفاظ سے رنگ و نور کی دنیا میں دھکیل دیتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نویدی ایک ہوش مند، باخبر اور مشاق ادیب و شاعر ہیں، ذہانت ان کی بلائیں لیتی ہے۔ مجھے یقین ہے اہل نظر ان کی علمی کاوشوں سے محظوظ ہونگے۔

دعائے صبح و شام تو کلید گنج مقصود است   بایں راہ و روش میر و کہ باولدار پیوندی

پروفیسر احمد سجاد

نعت نبی ﷺ کی نئی جہتیں

''نعت نبی کی نئی جہتیں'' کے زیرِ عنوان ایک مختصر سے مجموعہ کا مسودہ اس وقت راقم الحروف کے پیش نظر ہے۔ جس کے تخلیق کار اردو دنیا کے مشہور و معروف شاعر وادیب، محقق ونقاد علیم صبا نویدی ہیں۔

جاننے والے جانتے ہیں کہ علیم صبا اپنی شعری ونثری تخلیقات میں گھسے پٹے موضوعات کے بجائے ہمیشہ نئے نئے موضوعات و عنوانات کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس لیے بجا طور پر وہ یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ:

خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو ۔۔۔ لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار

نعتیہ شاعری اردو میں اب ایک مقبول و محبوب صنف کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔ چنانچہ اب ملک اور بیرون ملک میں نعتیہ مشاعروں کا بھی سلسلہ چل پڑا ہے۔ اہل نظر کے علم میں ہے کہ صنف نعت چونکہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ سے قلبی تعلق ومحبت کا شعری اظہار ہوتی ہے اس لیے بعض اوقات اس کی نزاکت اور آداب 'حمد' سے بھی فزوں تر ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض شعرا خدا اور رسول کے فرق مراتب سے ناواقفیت یا جوش وجذبات میں ایک دوسرے کے مرتبے کو گڈمڈ کردیتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

علیم صبا نے بڑی خاکساری کے ساتھ رسول کریمؐ کے حضور اپنی نظم ''ندامت'' میں اظہار شرمندگی کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کے والدین اور خاندان میں ''عبادتوں کی خوشبوئیں'' اور ''درود کی کرنیں'' ہر جگہ ہر وقت چھائی رہتی تھیں مگر اس ماحول میں ان کی ذات ''غلاظتوں کی دلدل میں دھنسی'' ہوئی تھی۔ بالآخر اپنی خودی کو مسمار کرکے تائب ہوئے تو گویا ان کا ''دوسرا جنم'' ہوا تو گھر کا گھر ششدر رہ گیا اور اب ان کی آنکھوں میں ''تجلیوں کی ایک نئی کائنات'' اور درود مصطفیٰ کی مقدس آواز کی گونج تھی۔

بیشتر آزاد نظمیں مختصر ہیں مگر ان میں جو سرشاری اور سرمستی ہے وہ صوفیانہ بے خودی و بے کرانی کی یاد تازہ کرتی ہے۔ شاعر کی خوبی یہ ہے کہ اس سرشار کیفیت میں بھی اس نے حفظ مراتب کا پورا خیال رکھا ہے۔ ''مقام لا'' میں بھی اس کی ''آرزو'' یہ ہے کہ

میں خاک زاد ہوں
آپؐ سراپا نور کونین
تھوڑی سی روشنی سہی
مل جائے بھیک میں

حب رسولؐ کے انتہائی احساسات وجذبات کو شاعر نے تقریباً ہر نظم میں ''نور اور خوشبو'' کے مختلف الفاظ واشارات کو بڑے جذب و مستی کے عالم میں پیش کیا ہے۔ مثلاً

''ایک چہرۂ نورانی، سراپا قرآنی، ذات اقدس کے جلووں، سراپا منور، نورانی اجالا، خوشبو کا ذائقہ، نورانی ملبوس،

نورانی پتلیاں، روشن زباں، جلوہ فشاں، نورانی لمحات، سرمست مہکتی شام، نور نبیؐ، نورانی دعائیں، روشن کائنات، معطر لمحات، نوری کرنوں سے منور، نورانی چہرہ، پرنور آنکھیں، نورانی سفر، صد جلوہ گاہ طور، مصطفائی کرن، صبح نورانی، نئی روشنی، روشنی کے بھید، نورانی پیکر، قرآنی نور"۔

ان علامتوں میں شاعر کا جذب دروں جھلکا پڑتا ہے۔ اس نے "مصطفائی تہذیب" اور "شعر مصطفیٰ کے ذریعہ" قرآنی نور، عرفان ذات اور "یہ شہر پھول والوں کا ہے" کہہ کے کچھ بھی نہیں چھپایا ہے۔ مگر باانداز شاعرانہ کہ یہی عمدہ شاعری کی پہچان ہے۔ علیم صبا کا اسلوب بڑا پہلودار اور جامع ہے، جہاں جن کیفیات واحساسات کو ظاہر کرنا چاہیں ان کے لیے موزوں ترین الفاظ ان کے خامہ پرنور سے تجلی ریز ہونے لگتے ہیں۔

واضح ہو کہ ذات اقدس کی قدامت اور "نور محمدی" کے متعلق اکابر صوفیا نے اس کا مختلف انداز سے تذکرہ کیا ہے۔ مشہور صوفی اور فلسفی شیخ اکبر محی الدین ابن العربی (۱۲۴۰ء۔۱۱۶۵ء) سے بہت پہلے ہی حضور کریمؐ کی ہستی کی قدامت کا عقیدہ تسلیم کیا جا چکا تھا، جس کے مطابق اللہ نے جس کو سب سے پہلے پیدا کیا وہ نور محمدی ہے جو آدم میں آیا اور نسلاً بعد نسلاً تمام پیغمبروں میں ہوتا ہوا بالآخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا۔

علیم صبا کو حسب موقع الفاظ واسلوب کو فنکارانہ انداز میں برتنے کا سلیقہ آتا ہے اسی لیے مختصر نظموں اور بحروں کے آزادانہ استعمال کے باوجود ہر نظم موثر اور دل نشیں ہے۔ شاتم انبیاء یا جہاں حب رسول کے برخلاف گستاخان رسول کا تذکرہ آجائے تو وہاں علیم صبا کے زبان وبیان کی غضبناکی وقہرمانی دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔ مثلاً "محروم فیضان رسولؐ" اور "شہر مصطفیٰ" کو دیکھا جا سکتا ہے۔ شاعر نے اشارے کنائے میں ذات اقدس کی سیرت کے بعض پہلوؤں اور تاریخی واقعات کی طرف تو کم کم اشارے کیے ہیں مگر عشق رسولؐ میں وارفتگی اور نور الٰہی کے سیلاب تجلی کا بڑے موثر انداز میں جا بجا اظہار کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اردو کی نعتیہ شاعری میں "نعت نبی کی نئی جہتیں" اسم بامسمیٰ کی حیثیت سے منظر عام پر آئی ہے۔ اور عاشقانہ رسول کے لیے یہ ایک قیمتی تحفہ ہے۔

☆ ☆ ☆

علقمہ شبلیؔ، کلکتہ

نعت نبی ﷺ میں نئی جہتیں

نثری نظم کی ترکیب بھی میری فہم ناقص سے بالاتر رہی ہے۔ دو متضاد لفظوں کی یہ ترکیب ایک طرف انتشار اور بکھراؤ کی دعوت دیتی ہے تو دوسری طرف ترتیب و تنظیم کی متقاضی ہے۔ اس لئے اس پر طبع آزمائی ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ مگر اسے کیا کیجئے کہ مبتدی شعراء اور متشاعروں نے اسے آسان صنف سمجھ کر اپنا تختۂ مشق بنایا اور اس طرح اپنے عجز بیان کا ثبوت تو فراہم کیا ہی، اس صنفِ سخن کو بھی ذلیل ورسو کیا۔ اس لئے اس طرح کی بیشتر نظمیں سپاٹ اور چند نثری فقروں کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ اگر وہ شعرا جو مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے رہے ہیں اور جن کی کاوشیں پابند، آزاد اور معریٰ نظموں کی صورت میں سامنے آچکی ہیں، وہ نثری نظم کو بھی اپنا وسیلۂ اظہار بناتے ہیں تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے اور اس کے امتیازات کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔

جناب علیم صبؔا نویدی ہمارے ان قادر الکلا شاعروں میں سے ہیں جن میں تخلیقی وفور وہبی بھی ہے اور کسبی بھی۔ وہ ایک مدت سے مختلف اصناف سخن پر نہ صرف طبع آزمائی کرتے رہے ہیں بلکہ اپنی قادر الکلامی، زود گوئی اور جدت طرازی کی ایسی مثالیں پیش کرتے رہے ہیں جو نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ انہوں نے میدان شاعری میں نت نئے خوشگوار تجربے بھی کئے ہیں۔ جنہیں بہ نظر تحسین دیکھا گیا ہے۔ اس لئے جب ان کی کچھ نثری نعتیں موصول ہوئیں اور ان کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی تو ایک بار پھر اُن کی قدرت کلام اور ندرت بیان کا قائل ہونا پڑا اور بے ساختہ زبان پر آ گیا ۔

''دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا''

میں نے اپنے مضمون ''نعت اور شعریت'' میں نعت پر اظہار خیال کرتے ہوئے جو لکھا تھا، اس کا اعادہ یہاں غیر مناسب نہیں ہوگا۔

> ''جس طرح دوسری اصناف سخن قصیدہ، غزل، مرثیہ، مثنوی وغیرہ میں اعلیٰ شاعری کے لئے شعریت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح نعت کا بھی اصل جوہر وہ شعری قوت ہے جو ہر باذوق قاری کے لئے مقناطیسی کشش رکھتی ہے۔ صرف جذبات عقیدت یا موضوع کی معلومات سے شعر کی قدر و قیمت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اسے باوقار بنانے کے لئے فنی نزاکتوں اور شعری

ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھنا اور تخلیقی تجربوں کو شعری جمالیات اور عصری ادبی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہے۔ شعریت کے بغیر محض جذباتِ عقیدت اور احساساتِ قلبی کو نظم کر دینے سے نعت گوئی کا تقاضہ پورا نہیں ہوتا۔ عقیدت و شعریت کے حسین امتزاج ہی سے اعلیٰ نعت کی تخلیق ہو سکتی ہے بلکہ دیگر اصناف میں جس قدر موضوع کی حرمت اور خیال کی طہارت پر نگاہ رکھنی پڑتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ نعت گوئی کے لئے یہ ناگزیر ہے کیونکہ نعت گوئی کی منزل بہت دشوار ہے۔ یہاں ذرا سی بے احتیاطی سے شاعر کی فکری کاوشوں اور شعری ریاضتوں کا خون ہو جاتا ہے۔ ذرا حدِ اعتدال سے روگردانی کی اور اس کے ڈانڈے کفر و شرک تک پہنچ گئے۔ اس میں ادبی پابندیوں کے ساتھ ساتھ مذہب کی عائد کردہ پابندیوں کا لحاظ بھی ضروری ہے۔''

خوشی کی بات ہے کہ علیم صبؔا نویدی نے اپنی نعتوں میں شعریت کو مجروح ہونے نہیں دیا ہے۔ عقیدت و شعریت کے امتزاج سے جو فضا تیار ہوئی ہے وہ جاں فروز بھی ہے اور روح افزا بھی۔ نثری نظم میں ان کی نعتیں رسول اکرم ﷺ سے اُن کی عقیدت و محبت کی نشان دہی تو کرتی ہی ہیں، دوسری طرف ان میں تخلیقیت کا وفور بھی ہے۔ الفاظ کے خلاقانہ در و بست سے بیشتر نعتیں ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کی عمدہ مثالیں ہیں۔ یہ دلوں کو چھوتی ہیں۔ روح کو سرشار کرتی ہیں اور اس خاکی دنیا سے پرے ایسی فضا میں لے جاتی ہیں جہاں نور ہی نور ہے۔ لبوں پر درود و سلام ہیں اور سرِ نیاز سراپا ناز کے آگے خم ہے۔ زیادہ تر نظمیں مختصر ہیں اور کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معنی آفرینی کی مستحسن کوشش ہے۔ نظموں کے اقتباس دے کر میں ان کے تاثر کو مجروح نہیں کرنا چاہتا۔ جب تک پوری نظم سامنے نہ ہو اس سے مکمل طور پر احتظاظ و انشراح ممکن نہیں۔ محض نمونے کے طور پر ایک مختصر نظم پیش خدمت ہے:

صدقہ

یہ ہوا کے سرد جھونکے\
لوبانی خوشبوئیں\
فرحت بخش موسم\
ساون رُتیں\
سرمستیوں کے دن

مبارک راتیں

مقدس لمحات

روحانی تجلیاں

حضورؐ کی آمد کا صدقہ

کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مزید نعتوں سے محظوظ ہوں اور میری معروضات کی خود تصدیق کرلیں۔ یقین ہے کہ ان کی دوسری کتابوں کی طرح ان کی اس مجموعۂ نعت کی بھی علمی وادبی حلقوں میں پذیرائی ہوگی اور عام قاری کو بھی روحانی سرشاری سے ہم کنار کرے گی۔ تمنا ہے کہ علیم صؔبا نویدی صاحب تادیر صحت و تندرستی کے ساتھ زندہ رہیں تاکہ زبان وادب کے خزانے میں بامعنی اضافہ ہوتا رہے۔ ''امین دعا ازمن واز جملہ جہان آمین باد''!

☆☆☆

ڈاکٹر شارب ردولوی، لکھنو

علیم صبانویدی اور نثری نعت

اردو میں نعت گوئی کی روایت فارسی شاعری سے آئی اور اسے اب فروغ حاصل ہوا کہ ہر صنفِ سخن پر چھا گئی۔ قصیدہ، رباعی، قطعہ، مخمس، مسدس اور غزل کی ہیئت میں لوگوں نے اپنی عقیدت اور رسولِ اکرم ﷺ سے اپنی محبت کا اس طرح اظہار کیا کہ وہ عبادت بن گیا۔ نعت گوئی عام شاعری کے مقابلے میں مشکل بھی ہے اور نازک بھی۔ شہنشاہوں کی شان میں جو قصیدے لکھے گئے ان میں شعراء نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے لیکن نعت میں تعریف بھی حدادب میں ہی رہ کر کی جا سکتی ہے فارسی کا ایک شعر ہے ۔

ہزار بار بہ شویم دہن بہ مشک وگلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

(ہزار بار بھی اپنی زبان مشکل وگلاب سے دھوتا ہوں پھر بھی تیرا نام لینا بڑے ادبی ہے)

یہ تہذیب نعت ہے کہ تمام احتیاط و احترام کے باوجود نام لینا بے ادبی محسوس ہوا۔ نام تو ہم اس کا لیتے ہیں جو برابر والا ہو پھر جو بڑوں میں سب سے بڑا ہو، جو احترام والوں میں سب سے محترم ہو اس کا نام کس طرح لیا جائے۔ اسے کمال احترام اور کمال عقیدت کے علاوہ کیا کہیں گے۔ جب احترام کے اس کمال پر کوئی پہنچے تب اس کی ہر نعت کے لئے قلم اُٹھائے جس کے لئے یہ گنبد بے در خلق کیا گیا۔ خسرو نے تو کالق کونین اور اس کے محبوب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا۔ یہ بھی ایک انداز عشق ہے یا جسے دیوانگی کہیں۔ ۔

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

(خسرو رات جس محفل میں تھا اس پر خدا خود میر مجلس تھا اور محمدؐ شمع محفل)

اردو کے ایک اور شاعر نے قطع میں بڑی خوبصورت بات کہی ہے۔ نعت کا یہ انداز اور ایک عاشق رسول کی یہ سادگی معصومیت دیکھئے۔ ۔

دو ایک کو چاہیں تو بُرا ہوتا ہے   آپس میں سلوک ناروا ہوتا ہے
اللہ کے محبوب کو چاہا میں نے   اب دیکھئے واصف مرا کیا ہوتا ہے

سوداؔ و ذوقؔ نے اگر نعتیہ قصیدے لکھے تو حالیؔ و اقبالؔ سے لے کر جدید شعراء تک لوگوں نے مختلف اسالیب سخن میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا یعنی نعت کسی ایک شعری ہیئت میں محدود نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا جذبہ ہے

جو ساری ہئیتی قیود کو توڑ کر مدح سرور کائنات میں سر بہ سجود ہو جاتا ہے۔ اس راہ میں دیوانگی ہی ہشیاری ہے۔

وقت اور زمانے کی تبدیلی کے ساتھ زبان اور اظہار کے طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ آج شاعری کلاسیکی اظہار اور اسالیب سے نکل کر کتنے ہی اسالیب میں منقسم ہو گئی ہے۔ لیکن نعت کی نزاکت اور احترام اس نئے تجربات میں رکاوٹ رہا۔ افتخار عارف اور کئی دوسرے شعراء نے آزاد نظم کی صورت میں نعت و منقبت لکھی ہیں لیکن عام طور پر پابند شاعری ہی نعت گوئی میں مقبول رہی۔

علیم صؔبا نویدی اردو کے اہم شاعر، محقق ہیں ان کی ایک بڑی خصوصیت ان کے شعری تجربات ہیں۔ میرے خیال میں علیم صؔبا نویدی نے اردو شاعری میں جتنے تجربات کئے ہیں اتنے کسی اور نے نہیں کئے۔ وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے نثری نظموں میں نعت گوئی کا تجربہ کیا۔ میں نثری شاعری کا مداح نہیں ہوں لیکن اسلوب و اظہار میں تبدیلی وقت کا تقاضہ بھی ہوتی ہے اس لئے اسے انکار نہیں کیا جا سکتا میں علیم صؔبا نویدی کے تجربات اور ان کی تخلیقی اُپج کی قدر کرتا ہوں۔ نثری نعت لکھنا ایک بڑی جراءت کا کام تھا اس لئے کہ نعت گوئی سے وابستہ اسلوب کی ایک بڑی روایت کو توڑنا آسان نہیں تھا۔ علیم صؔبا نویدی نے اس احترام اور نزاکت اظہار کے تمام پہلوؤں پر سخت گرفت رکھی ہے۔ ان کی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ علم دنیا کے ساتھ علم دین سے بھی بہرہ ور ہیں۔ اس لئے یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جب ممدوح حبیب خدا ہو تو مداح یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ جبرئیل کو بھی ایک حد پر اک جانا پڑا تھا۔ علیم صؔبا نویدی نے جو نثری نعتیں لکھیں وہ مدح رسولؐ جب ایک عاشق کا سپاس نامہ ہیں جسے پڑھ کر دل کو وہی سکون، وہی مسرت اور کیفیت محسوس ہوتی ہے جو کسی بھی منظوم نعت کو پڑھ کر ہوتی ہے۔ ان کی یہ نعت ملاحظہ کیجئے۔

ہریالی میں مسکراتا ہوا
سرسبز پودوں میں لہلہاتا ہوا
تازہ پھول پتوں کی اوٹ سے جھانکتا ہوا
ایک چہرہ
منور چہرہ
کائنات کے بھید بھاؤ سمجھا رہا ہے
زمین و آسمان کی شادابی کے
سمندر کی سیرابی کے
فکر و فن کی بلندی کے

شعور و لاشعور کی زیریں لہروں کے
پوشیدہ اموز کے در وا کئے
اپنی طرف کھینچ رہا ہے
اور
ہم سب
آہستہ آہستہ
اس کی جانب رواں دواں ہیں۔ (مقدس روانی)

علیم صبا نویدی نے نعت گوئی کا جو منفرد انداز اختیار کیا ہے وہ رسول اکرم ﷺ سے عقیدت اور محبت کا بے حد پر خلوص اظہار ہے۔ جس میں نہ کسی طرح کا تصنع ہے اور نہ اہتمام۔ ان کی ایک اور چھوٹی سی نعت دیکھئے۔

وہ
ایک نام
روشن اور مبارک نام
سینے میں جلوہ فشاں
ہونٹو پر نقش گر
سانسوں میں خوشبوئیں بھرتا ہوا
انگلی کے پوروں سے نکل کر
پتلیوں کے دریچے سے اتر کر
کون و مکاں کی آبرو بن چکا ہے
وہ ایک نام
مبارک نام (مبارک نام)

یہ نعتیں اس کا اظہار ہیں کہ محبت پابند رسم و رواج نہیں ہوتی۔ میں علیم صبا نویدی کو اس نئے مجموعے اور نئے اسلوب نعت کے لئے ہدیۂ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

☆ ☆ ☆

مختؔار ٹونکی

نعت النبیؐ کی نئی جہت

کہنے کو نعت حضرت عالی وقار کی منہ میں زبان چاہئے پروردگار کی

ماؔہر القادری

نعتیہ شاعری اپنے مواد و موضوع اور طرز و آہنگ کے لحاظ سے اردو شاعری میں کوئی مستقل صنف سخن نہ ہونے کے باوجود ایک منفرد شناخت رکھتی ہے مگر اس سے عہدہ برآور ہونا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں فی زمانا یہ دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کوئی قلمکار نعت گوئی پر خامہ فرسائی کرتا ہے یا کسی نعت گو شاعر کے مجموعۂ کلام پر تبصرہ کرتا ہے تو اس کا اولین جملہ یہی ہوتا ہے کہ نعت گوئی راہِ دشوار و پر خار ہے، تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے اور گویا پل صراط کی مانند ہے جس پر ہر ایک قدم پھونک کر رکھنا ہوگا۔ اسی ضمن میں عرفی شیرازیؒ کے چار مصرعوں کو بھی دہرایا جاتا ہے کہ ''اس رہِ نعت ست نہ صحرا''۔ کہ تیز روی دکھائی جائے اور نہ ''مدیح کے وجم'' ہے کہ قدرت کلام سے کام لیا جائے۔ بلا شبہ مدح سرور کائناتؐ جذبۂ ایمان کی نشانی اور ذکر نبی مکرمؐ خداوند قدوس کی ہم زبانی ہے کیونکہ ع

آبروئے ما زِ نام محمدؐ است

کہا گیا ہے کہ حمد باری تعالیٰ کے لئے عشق الٰہی اور دیوانگی و وارفتگی ضروری ہے وہی نعت شریف کے واسطے محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت مندی و ہوشیاری و فرزانگی بہر طور لازمی ہے کچھ یوں ہی نہیں کہا گیا ہے کہ

با خدا دیوانہ و با مصطفیٰؐ ہشیار باش

نعت کی شاعری واللہ حد درجہ احتیاط کی متقاضی ہوتی ہے کہ شاعر حدود آداب سے تجاوز نہ کرے۔ وہ صحیح العقیدہ ہو، مذہب کی واقفیت سے بہرہ ور ہو، قرآن و حدیث سے وابستہ ہو اور عشق نبیؐ و محبت رسول ﷺ

کے مظہر جذبے سے سرشار ہو۔ نزولِ شعر کے وقت شاعر ذہن ودماغ اور قوت متخیلہ پر حضور سراپا نور ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات ہی حاوی ہو۔ مدّاحِ نبی ﷺ حسان ابن ثابت انصاریؓ بہت پہلے کہہ گئے ہیں کہ

مَـا اِنْ مَـدَحْـتُ مُـحَـمَّـداً بِـمـقـالتـی
الٰـکـنْ مَـدحْـتُ مَـقَـالتِـی بِـمُـحَـمَّـدِ

واضح یاد کہ عہد حاضر میں ایسے سخنوروں کی بھی کمی نہیں جو شوقیہ طور پر نعت گویوں میں اپنا نام لکھانے کی خاطر طبع آزمائی کررہے ہیں مگر علیم صبؔا نویدی کے لئے لاریب یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہوشمند وحساس نعت گو شاعر ہیں اور نعتیہ شاعری کا اہتمام کرنے میں وہ آداب واحترام اور احتیاط والتزام پر خصوصی توجہ دیتے ہیں یوں تو علیم صبؔا نویدی کی شخصیت اردو شعروادب میں منارۂ عظمت کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے اپنی خدمات جلیلہ اور مستحسن کارناموں سے نہ صرف برصغیر بلکہ عالم گیر پیمانے پر اپنی سخنورانہ جہاں گیری ثابت کی ہے۔ ہر صنف ادب پر یکساں دسترس رکھنے والے قلم کار کے لئے یہ کہاں مشکل ہے کہ وہ قلزم نعت میں شناوری نہ کرسکے۔ ''مراۃ النور'' ''نورالسمٰوات'' ''ن'' ''نوراعظم'' ''اسم تاب'' وغیرہ نعتیہ مجموعے انھیں بہترین ساعت بھی ثابت کرتے ہیں۔ مستزاد یہ کہ انھوں نے نعت شریف میں ہیئتی تجربات کے جوہر دکھائے ہیں۔ ''نورالسمٰوات'' میں ان کو بہت سے نعتیہ سانیٹ راقم الحروف کو بہت پسند آئے اور ان کی یہ ادائے مجتہدانہ میری نظر میں مقبول ٹھہری اور اب وہ جہانِ نعت کو نثری نظموں میں سمیٹنے کی سعی مستحسن کررہے ہیں جو سونے پر سہاگہ کا مصداق بنیں گی۔ مجھے ذاتی طور پر پابند شاعری کے مقابلے میں 'نثری نظم' بے جواز لگتی ہے مگر علیم صبؔا نویدی کی نثری نعت پڑھ کر متاثر ومعترف ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور بعض جگہ تو احسنت ومرحبا کے الفاظ کہنے پڑے۔ انھوں نے بہر طور یہ ثابت کردیا کہ۔

شرط سلیقہ ہے ہر ایک امر میں　　　عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے

سب سے پہلے عرض کردوں کہ نعت شریف میں موضوع کی یکسانیت کی وجہ سے تنوع پیدا کرنا اور جدت وندرت کے پھول کھلانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ کمالات نبوت اور مدارج رسالت کے بیان میں عقل کو پاسبان رکھ کر بھی کوئی نئی بات مشکل سے کہی جاسکتی ہے۔ مگر علیم صبؔا نویدی ہیئت پسند ہونے کے ساتھ کیفیت نگار بھی ہیں۔ واقعہ نگاری میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ وہ اس ڈھنگ سے اپنی فکر پارہ پارہ کی قندیلیں روشن کرتے ہیں کہ موضوع کے در و بام خود بخود جگمگا اٹھتے ہیں اور فضا کو مبین ومنور کردیتے ہیں اور قاری کے ذہن میں بھی نور کی کرنیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ ایک نثری نعت ''سواری'' مثالاً ملاحظہ ہو جس میں انھوں نے پامال خیال کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ نثری نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

سواری

یہ دف بجاتی دوشیزائیں
رس بھرے راگوں کے دلکش باغ
مہکتے لمحوں کی باراتیں
مسرت میں جھومتی، مسکراتی شامیں
ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرند
شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں
لہلہاتے آنکھ مچولی کھیلتے پودے
نور کے رتھ پہ آنے والی
سواری کے منتظر ہیں......

ایک تو لفظوں کا انتخاب ہی جاذب نظر ہے۔ پھر دف بجاتی دوشیزائیں قاری کو پسِ منظر میں لے جاتی ہیں اور سرور کی کیفیت سے ہمکنار کرتی ہیں۔ وحدت خیال اور وحدت تاثر سے بھی سرشاری ہوتی ہے۔ اگر اس نثری نعت کے بطن میں اترا جائے تو فکر و معنی کی پرتیں بھی کھلتی نظر آئیں گی۔ اسی طرح ان کی دوسری نثری نعتوں میں یک گونہ تنوع ملے گا اور وحدت تاثر بھی ایک اکائی پر مرکوز نظر آئے گی۔ ممدوحِ اعظم ﷺ کی شان میں انھوں نے ''اسمِ محمدؐ'' کے مجموعے میں جو کچھ کہا ہے یا زیرِ نظر مجموعے میں جو رطب اللسانی کی ہے اسے دیکھ کر مجھے یہ کہنے میں بھی ذرا بھی باک نہیں کہ ع

مدح خوانی کے لئے حق نے اتارا ان کو

عام طور پر نثری نظمیں غنائیت سے محروم ہوتی ہیں کیونکہ ان میں ردیف و قافیہ کا التزام نہیں ہوتا اوزان بھی پارہ پارہ ہوتے ہیں لیکن ان نثری نعتوں میں راگنی کی کیفیت بھی کسی حد تک ملتی ہے۔ ویسے تو ہر نثری نعت موضوع کے لحاظ سے مکمل ہے اور آخر میں ایک تاثیر چھوڑتی ہے لیکن علیم صؔبا نویدی کی پیش کش کا طریقہ بھی منفرد ہے وہ کہیں کہیں ایسے ٹکڑے چھوڑ دیتے ہیں کہ پوری نثری نعت پڑھے بنا مفہوم پر روشنی نہیں پڑتی مثلاً ''معجزہ'' کا اختتامیہ دیکھئے:

میرا سر
جو کل تک
سب کے آگے

سجدہ ریز تھا
آج میرے آگے
ایک دنیا سجدہ ریز ہے......

یہ معجزہ کیسے ہوا؟ پوری نثری نعت کو بغور پڑھے اس کا ادراک ممکن نہیں ہے۔اسی طرح ایک نثری نعت شریف کا درمیانی حصہ اس طرح ہے۔

عکس نے مجھ سے کہا
سجدہ کرو
میں سجدہ ریز ہو گیا......

کتنا بلیغ ٹکڑا ہے جو اپنی جگہ بھرپور کیفیت کا حامل ہے مگر پوری نثری نعت سے اس کے درد و محبت اور بھی واضح ہوں گے۔کوئی بھی پابند نظم یا نثری نظم اور شعر پارہ چاہے طویل ہو کہ مختصر تب ہی بہتر و بہترین کہا جاسکتا ہے کہ اس کا خاتمہ قاری کو شاندار لگے۔دوسرے لفظوں میں اس کے ذہن پر ایک نقش چھوڑے۔علیم صبؔا نویدی کے یہ نعت پارے اس خوبی کی کسوٹی پر بھی کھرے اترتے ہیں۔اس میں کوئی کلام نہیں کہ انھوں نے ''نوراولیں'' سے اس قدر اکتساب فیض کرلیا ہے کہ نورِ مجسم کے طفیل ان کی شفقت بھی نورانیت کے سانچے میں ڈھل گئی اور وہ ہمیشہ نورانی قندیل سے اپنے قصرِ شاعری کو روشن کرتے ہیں۔بہر کیف میری نظر میں ان کی یہ سعئی مشکور بھی بارگاہِ رسالت میں مقبول ہوگی اور اہل نظر کی نظر میں بھی پسندیدہ ٹھہرے گی۔دعائیہ طور پر کہہ دوں کہ اے علیم صبؔا نویدی

کیا ہے یہ کام خوب ہی تو نے
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر سید شکیل دسنوی (کٹک)

علیم صبانویدی کی نثری نعتیہ شاعری

نعت گوئی کا پس منظر جتنا مقدس ہے اتنا ہی جاذب توجہ اور وسیع بھی ہے۔ عربی فارسی اور اردو کے شعراء نے نعت گوئی کا بیش بہا خزانہ وراثت کے طور پر دنیائے شعر و ادب کو عطا کیا ہے جس پر بجا طور پر ناز کیا جاسکتا ہے۔ علیم صؔبا نویدی کی جدت پسند فطرت نے اس سمت ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے نظم معریٰ یعنی (Blank Verse) میں نعت گوئی کا نیا تجربہ کیا ہے۔ زیر ترتیب مجموعے میں شامل تمام نعت بنیادی طور پر نثری ہیں اور اپنی ایک انفرادیت رکھتی ہیں۔

نثری نظم مجموعی طور پر وہ صنف سخن ہے جس کا شمار نہ تو شعری ادب میں کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی نثری ادب میں۔ نثری نظم آج اپنی ہیئت کی تلاش میں تجربات کے بے آب و گیاہ صحرا سے گزر رہی ہے۔ اگر معتبر اور مستند شعرا نے دست گیری نہیں کی تو امکان ہے کہ دوسری اصناف سخن کی طرح یہ بھی اردو ادب کی تاریخ میں گمشدگی کا استعارہ بن کر رہ جائے۔ اس پس منظر میں مستند اور تجربہ کار شاعر علیم صؔبا نویدی کی یہ کاوش قابل ستائش ہے جو آگے چل کر نثری شاعری کے لئے ایک سنگِ میل ثابت ہو سکتی ہے۔

اردو نعت گوئی وہ صنف سخن ہے جس میں بیشتر اساتذہ سخن نے طبع آزمائی کا شرف حاصل کرنا باعث افتخار سمجھا ہے۔ امیر مینائی ہوں یا حالی، حفیظ جالندھری ہوں یا بیدم شاہ وارثی، فاضل بریلوی ہوں یا ماہر القادری سبھوں نے فخر البشر کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ عربی اور فارسی نعت گو شعرا کی طرح اردو نعت گو شعرا کی فہرست بھی کافی طویل ہے۔ ان کے والہانہ اشعار سے نعت گوئی کا افق منور ہے۔ علیم صؔبا نویدی بھی اپنی نثری نعت گوئی کا جدید تجربہ لے کر پیش پیش ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں شعری شعور حب رسول ﷺ کا تقدس اور قرآن کی حکیمانہ بصیرت اپنی تمام تر رعنائی، گہرائی اور گیرائی کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ ایسے کلام کی دل آویزی اور وجدانی کیفیت ہر صاحب ایمان کو اپنے سحر انگیز تاثر میں گرفتار کر لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

تمام اصناف سخن میں نعت گوئی درحقیقت نہایت حساس اور پرخطر صنف شاعری ہے۔ پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے۔ مشہور فارسی شاعر عرفیؔ کے خیال میں نعتیہ شاعری تلوار کی دھار پر چلنے کا فن ہے۔ عشق رسول ﷺ میں جذبہ وتخیل کی پرواز اگرچہ حد سے زیادہ بلند ہوئی تو صفاتِ خداوندی کی مملکت میں دراندازی کا خطرہ سر پر منڈلانے لگتا ہے اور اگر ہلکی سی لغزش ہوگئی تو شانِ نبوت میں گستاخی کا مرتکب ہوسکتا ہے اور اپنی عاقبت خطرے میں ڈال لیتا ہے چنانچہ ہر قدم پر احتیاط بے حد لازمی ہے۔

نعت گوئی صرف رسول پاک کی تعریف پر مبنی نہیں ہے بلکہ نشانِ نبوت کی مکمل تصویر کشی کا نام ہے جس ایمان تروتازہ اور روح سرشار ہو جائے۔ اچھی اور سچی نعتیہ شاعری ابتدا میں کیف وسرور سے ہمکنار کرتی ہے اور بعد ازاں احساس وافکار پر کچھ ایسی کسک چھوڑ جاتی ہے جو دل ودماغ پر دیر تک ایک کرب نشاط انگیز کیفیت سے ہمکنار کرتی ہے اور اپنی وجدانی کیفیت کی گرفت سے نکلنے نہیں دیتی۔

جہاں تک علیم صؔبا نویدی کی نثری نعت گوئی کا تعلق ہے اس کی بنیاد مغربی شاعری کے (Blank Verse) پر استوار ہے۔ مغربی ادب میں نظم معریٰ یعنی (Blank Verse) مقبول ترین صنف سخن میں شمار ہوتی ہے۔ علیم صؔبا نویدی کی نثری نعت بھی ایک دلچسپ اور کامیاب تجربہ کے زمرے میں رکھی جاسکتی ہے۔ انھیں اگر ایک علامتی شعر تصور کیا جائے تو یہ شعر اپنی معنوی تہہ داری کے ساتھ ذہن میں اترتا چلا جائے گا۔ نثری نظم بحر اور وزن پر مبنی عروض نظام کی نفی ہے۔ جس کی ہیئت (Structure) اکثر وبیشتر واقعاتی ہوتا ہے اور اس میں شاعری کی سی تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نثری تحریر کو نظم کی طرح پیش کرنا کاروارداتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ علیم صؔبا نویدی کی جدت طرازی کو حسان بن ثابت کی نعتیہ شاعری کی جدید توسیع کے طور پر دیکھا جائے تو بے جانہ ہوگا۔

شعور کی پختگی اور شعر گوئی پر دسترس ان کے نعتیہ کلام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ اشعار کے تیور اس صنف سخن پر ان کی قادرالکلامی اور فنی مہارت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کے موضوعات آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے مربوط ہیں۔ تہہ دار اور پیچیدہ افکار کو نہایت سادہ سلیس زبان میں اس طرح ادا کرتے ہیں کہ بات دل میں اتر جائے۔ جو کیفیت دل پر گزرتی ہے اشعار کے پیرہن میں مجسم ہوکر سامنے آجاتے ہیں۔ ان کے یہاں استعارے، تشبیہات اور لفظیات کا قابلِ قدر ذخیرہ موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

قمرؔ سنبھلی، لکھنو

زرخیز تخلیقی ذہن کی حامل شخصیت علیم صباؔنویدی

نصف صدی سے زاید مدت سے تخلیقی کاموں میں مصروف ایک زرخیز ذہن کی حامل شخصیت جناب علیم صباؔ نویدی بڑے انہماک سے مختلف روایتی اور نئی نئی اصناف سخن پر اپنے ادبی کاموں کے ذخیرے میں مسلسل اضافے کر رہے ہیں اور نئے نئے تجربوں سے بھی ادبی دنیا کو چونکاتے رہتے ہیں۔ تخلیقی کاموں کے ساتھ تحقیقی میدان میں بھی آپ کا قلم برابر متحرک نظر آتا ہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود بغیر کسی تھکن کے احساس کے اردو شعروادب کو اپنی نگارشات سے مالا مال کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ دوسری اصناف شعری کے ساتھ نعت میں بھی مختلف پہلوؤں سے دادِ سخن دے رہے ہیں اور کئی زاویوں سے تجربات کر کے اس کے دامن کو وسعت بخش رہے ہیں۔ آپ کے ادبی کارنامے رسالوں کے صفحات نیز مستقل کتابوں کی صورت میں اہلِ ادب کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ اس تجرباتی دور میں ''نثری نظم'' نے بھی کچھ لوگوں کو اپنی گرفت میں لیا ہے۔ جس کے نمونے برابر نظر سے گزر رہے ہیں۔ ہر چند کہ ذاتی طور پر ناچیز (قمرؔ سنبھلی) ''نثری نظم'' سے اتفاق نہیں رکھتا اور اسے ''نثر پارے'' کے طور پر دیکھتا ہے۔ بہر حال جناب علیم صباؔ نویدی نے نثری نظم پر خاصا کام کیا ہے اور اب اس سلسلے کی ایک اہم کڑی کی طور پر باقاعدہ نعتیہ مجموعہ منظر عام پر آ رہا ہے۔ اس وقت آپ کے ایسے ہی نعتیہ کلام کے مسودے کا کچھ حصہ میرے سامنے ہے جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اس کلام میں بھی پاکیزہ جذبات، حضور اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کے مختلف گوشے اور آپ کی تعلیمات کے روشن پہلو جگہ جگہ محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا سے والہانہ محبت رکھنے والے ایک خوش عقیدہ مسلمان کے جو دلی جذبات وخیالات اپنے آقاؐ کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ وہ سب بڑے سلیقے سے ان

نظموں (نثر پاروں میں) دامنِ دل کھینچتے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں بعنوانِ ''سفر'' آپ کے احساسات:

پرانے آسماں سے
طلوع ہونے والا نیا سورج
سب نے دیکھا
لیکن چند ذہین آنکھوں نے
اس کو چھوا ہے
اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے
کہیں وہ خاموش اتھاہ سمندر ہے
کہیں ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اُجالا
کہیں وہ تجلّی کا ظہور
وہ سفر جس کا کوئی انت نہیں

یہاں بالکل نئے اور غیر روایتی انداز میں اس مضمون کو نعت کے پیکر میں ڈھالا گیا ہے۔ مندرجۂ ذیل نظم ملاحظہ فرمائیں۔

سواری

یہ دف بجاتی دوشیزائیں
رس بھرے راگوں کے دلکش باغ
مہکتے لمحوں کی باراتیں
مسرت میں جھومتی مسکراتی شامیں
ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرند
شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں
لہلہاتے آنکھ مچولی کھیلتے پودے
نور کے رتھ پہ آنے والی
سواری کے منتظر ہیں

کبھی وقت نعت گوئی میں استغراق کا عالم بھی شاعر پر گزرتا ہے کہ نعت گو اس سرشاری کے عالم میں خود اپنی ذات کی بھی نفی کرتا نظر آتا ہے۔ مندرجۂ ذیل نظم ''مقامِ لا'' ملاحظہ فرمائیں۔

نعتِ نبیؐ
لکھتے لکھتے
سرشاری کی کیفیتیں
مجھ پر طاری ہو گئیں
اور
میں
میں نہ رہا............''مقامِ لا''

غرض علیم صؔبا نویدی کے اس نئے انداز اور تجرباتی صنف کے نعتیہ مجموعے میں آپ کو صفحے صفحے پر اسی طرح کے روح کی تسکین اور جذبات کی سرشاری کے نمونے ملیں گے۔ یہ اللہ کی توفیق ہے کہ جناب علیم صؔبا نویدی کتنی ہی اصناف پر مکمل دسترس رکھتے ہوئے تصنیفات کے ڈھیر لگاتے جا رہے ہیں۔ خدا ان کے علم اور قوتِ عمل میں مزید اضافے فرماتا رہے اور وہ اسی طرح اردو ادب کی آبیاری کرتے رہیں۔

مجھے یقین ہے ان کی دیگر تخلیقات کی طرح یہ مجموعہ بھی قبولیت کا شرف حاصل کرے گا اور شاعر کی نجات کا بھی ذریعہ بنے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

قمؔر سنبھلی، لکھنو
معرفت مولانا برہان الدین سنبھلی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنو

نثری نعتیں اور علیم صبؔا نویدی.........ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط

''نعت'' موضوعی صنفِ شاعری میں شمار ہوتی ہے۔ اس موضوع کا تعلق ہماری عقیدت اور عقیدے سے ہے، جو ہم حضرت محمد ﷺ کے تئیں رکھتے ہیں اور ''مسلمان'' کے جز وایمان میں داخل ہے۔ اردوزبان کی ابتداء ہی سے اس صنف کے آثار اس کے ادب میں پائے جاتے ہیں۔ فی زمانہ نعتیہ ادب کی مقبولیت میں خوب ترقی ہوئی ہے اور جہاں قدیم زمانے میں چند نعتوں پر شعراء کرام اکتفا کر لیتے تھے آج اس کی بہ نسبت نعتیہ مجامع کثرت سے شائع ہورہے ہیں۔ اتنا ہی نہیں نعت جیسی مقدس صنف میں اب تو تجربوں کو بھی روا رکھا جانے لگا ہے۔ علیم صبا نویدی نے نعتیہ شاعری میں ہوئے تجربات پر ایک مکمل کتاب اردو ادب کو دی ہے۔ یہ کتاب نعتیہ شاعری کے تحقیقی ادب میں نہایت اہم ہے۔ موصوف نے نعتیہ ادب پر چند تنقیدی مضامین بھی سپرد قلم کئے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ خود نعتیں بھی کہتے ہیں اور ان کی نعتوں کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتوں کا ہے۔ ''صلصلۃ الجرس''، ''منحمنا''، ''فارقلیط''، وغیرہ اسی قبیل کے نعتیہ مجموعے اس سے قبل شائع ہو کر مقبول ہوئے ہیں۔ ان میں سیرت رسولؐ پر طویل نثری منظومات ہیں اور حضرت محمدؐ کی ثنا و توصیف پر بھی نثری نظمیں شامل ہیں۔ علیم صؔبا نویدی نے اپنی نثری نعتوں میں صرف مدحتِ رسولؐ ہی بیان کی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ان نعتوں میں جو گل بوٹے شاعر نے کھلائے ہیں ان میں عقیدت کی مہک قلب وذہن کو معطر و مطہر کرنے والی ہے۔ ان نثری نعتوں کا خاص وصف یہ ہے کہ ان میں عقیدت کا غلو نہیں ملتا۔ شاعر نے آپؐ کی ذات کو مدحت میں خیرالبشر تو ضرور کہا ہے مگر فوق البشر بنانے کی عمداً کوشش نہیں کی۔ اس اعتبار سے زیرِ نظر مجموعے کی نعتوں میں آپؐ کی ذاتِ بابرکات بشریت کے متور ہالے میں پیکرِ نور نظر آتی ہے۔

تقدیسی ادب میں عقیدت کی شاعری کو شعریت سے معرا سمجھا جاتا ہے۔ حمد، نعت، منقبت ومناجات کو اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے، لیکن علیم صؔبا نویدی کی ان نثری نعتوں میں شعری اوصاف کو برتنے کی دانستہ کوشش کی گئی ہے۔ ان کی نثری نعت ''سواری'' کو اس ضمن میں بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ ہجرت کے موقع پر مدینہ میں آپؐ کا استقبال کرنے کے لئے انصاری لڑکیوں نے بڑا اہتمام کیا تھا اور ''بدر علینا'' یہ گیت وہ گنگنا رہی تھیں۔ اسی واقعہ کی طرف اس نثری نظم میں اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ دف بجاتی دوشیزائیں
اس بھرے راگوں کے دلکش باغ
مہکتے لمحوں کی باراتیں
مسرت میں جھومتی، مسکراتی شامیں
ٹہنیوں پر چہچہاتے پرند
شاخوں پر ڈولتی تتلیاں
لہلہاتے آنکھ مچولی کھیلتے پودے
نور کے رتھ پر آنے والی
سواری کے منتظر ہیں

اس نظم میں اس بھرے راگ، مہکتے لمحے، مسکراتی شامیں، ڈولتی تتلیاں، آنکھ مچولی کھیلتے پودے وغیرہ تراکیب میں شعری حسن بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ تاریخی واقع کو شاعر نے شعریت میں دھندلا نہیں ہونے دیا۔ ان کی نثری نعتوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں آپؐ کی ذات واعمال کا پس منظر سراسر ارضی صداقتوں سے جڑا ہوا ہے۔ فوق الفطری اور معجزنما کوائف سے شاعر نے کلیتاً اجتناب برتا ہے لیکن تقدس وپاکیزگی سے سرمو انحراف نہیں کیا۔

علیم صؔبا نویدی نئی لفظیات وضع کرنے کی بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان نثری نعتوں میں انھوں نے چند اوصافی تراکیب بنائی ہیں۔ جیسے ''سورجی کرن'' ''جاگتے تالاب''، ''محو نظارہ سانسیں''، ''نورانی برساتیں''، ''روشن کائنات''، ''روشن لمحہ''، ''مبارک لفظ''، ''آسمانی احساس''، ''نورانی اظہار'' وغیرہ۔ ان نثری نعتوں میں قدرتی مناظر کی منظر کشی جاذب نظر، فرحت بخش اور سکون پرور ہے۔ ''ہواؤں کے سرد جھونکے''، ''سلون رت''، رنگ برنگی تتلیوں کا گیت، کھیتوں کی مسکان، پگڈنڈیوں کے راگ، سرسبز بیل بوٹے، ٹہنیوں پر چہچہاتی چڑیاں، تالابی مناظر، وغیرہ لفظیات میں کئی حسین مناظر عکس ریز ہیں۔

ان نثری نعتوں کا یہ بھی وصف ہے کہ ان میں شریعت وشعریت کا بدرجۂ اتم خیال رکھا گیا ہے۔ نہ تو شریعت کی زد میں شعریت آئی ہے نہ شعریت کے دبیز پردے میں شریعت پوشیدہ ہے۔ ان نثری نعتوں میں علیم صؔبا نویدی نے صنائع بدائع کا بھی بحسن وخوبی استعمال کیا ہے۔ نثری نعتوں کے مجموعوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ علیم صؔبا کا یہ مجموعہ بھی مقبول ہوگا۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر جاوید احمد کامٹوی

علیم صبؔا نویدی کی جدت پسندی (نثری نعتوں کے آئینے میں)

اردو ادب کے منظر نامے پر ایک نام تیزی سے ابھرا ہے۔ ہمارے علاقے کے محبوب راہیؔ اور چینئی کے علیم صؔبا نویدی ایسے دو افراد ہیں جن کے نام ملک کے کسی بھی علاقے سے شائع ہونے والے اخبار ،رسائل میں تواتر سے دیکھے جاسکتے ہیں اور خوشی کی بات یہ ہے کہ جنوبی ہند جسے اردو مرکز سے دور سمجھے جانے والے علاقے کے یہ حضرات یہاں کی نمائندگی کررہے ہیں۔

عموماً اردو شعرا تبرکاً اپنے مجموعہ کلام کی ابتداء حمد نعت وغیرہ سے کرتے ہیں۔مگر چند اہل قلم ایسے ہیں جنہوں نے نعت گوئی کے میدان کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ایسے خوش نصیبوں میں علیم صؔبا نویدی کا شمار ہوتا ہے۔

نعت گوئی ایک مشکل فن ہے اس میں شاعر کو موضوع سے چھیڑ چھاڑ کی آزادی نہیں ہوتی اسے خود کو افراط وتفریط سے بچاتے ہوئے چلنا پڑتا ہے ذرا سی غلطی آخرت کی ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔ بیاں میں غلو بھی ناپسندیدہ ہے شاعر کا تخیل آسمان کی بلندیوں کو چھوسکتا ہے مگر نعت گوئی میں اسے پرواز کی آزادی نہیں ہوتی اس میں محبت نبوی ﷺ سے سرشاری، عشق محمدیؐ کا سوز ہونا ضروری ہے تاکہ قارئین تک یہ اپنے احساسات کو موثر زبان میں پہنچا سکے،اس محدود میدان میں جوہر دکھلانا ہی خوبی ہے اور معاملہ جب مروجہ ہیئت سے پرے نئے فارم میں خیالات کے اظہار کا ہو تو شاعر کی دقتیں بڑھ جاتی ہیں۔علیم صؔبا نویدی اپنی ندرت طبع کے لئے یاد کئے جاتے ہیں چنانچہ روایتی انداز کی ردیف وقافیہ والی شاعری کے علاوہ انھوں نے سانیٹ، ہائیکو میں نعتیں کہہ کر اردو شاعری میں ایک بنیاد ڈالی ہے اس کا اعتراف پروفیسر سید سجاد حسین نے یوں کیا ہے۔

''وہ انفرادیت کا حامل، جدیدیت کا علم بردار، نئی جہتوں کا متلاشی اور نت نئے تجربات کو شعروادب میں روا رکھنے والا ایک عظیم فن کار ہے۔''

(صفحہ ۷ پروفیسر سید سجاد حسین ''اسم محمدؐ'' مطبوعہ ۲۰۱۳)

علیم صؔبا نویدی نعتوں کے مجموعے ''مراۃ النور'' ''نورالسموات'' ''ن'' ''نورِ اعظم'' لے کر حاضر ہو چکے ہیں اور ''اسمِ محمدؐ'' کے تحت ان کی چنندہ نعتوں کا یکجا کر دیا گیا ہے مگر موجودہ مجموعہ ان کی نثری نعتوں پر مشتمل ہے۔ سانیٹ، ہائیکو کے بعد نثری نعتوں کے یہ نمونے علیم صؔبا کی اولیت کو ثابت کرتے ہیں اس اعتبار سے وہ اردو میں بیشتر اصناف کے موجد، مجاہد اور مجتہد ہیں۔ علیم صؔبا کی غزلوں کا مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف غزلیہ شاعری کے ماہر ہیں لیکن ان کی نعتوں کو دیکھنے پر یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کا خاص میدان نعت گوئی ہے۔ یہ انفرادیت زبان و بیان پر قدرت اور ان کے فنی اظہار کی بدولت ہے۔ اس خوبی کو مشاہیر، نقادوں اور دانشوروں نے سراہا ہے۔ سبھی مشاہیر کی آرا کا اظہار طوالت کا سبب بنے گی اس لئے چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

''صؔبا کی شاعری نے بہت سے پتھروں کو بولنے پر اکسایا ہے'' (پرکاش فکری - رانچی)

''صؔبا کے یہاں روایت کی چھوٹ بھی ہے اور جدید انداز سے کہنے کا سلیقہ بھی

(محسن بھوپالی - پاکستان)

''صؔبا کی غزلوں میں جدید حسن کے ساتھ نام نہاد جدیدیت کی تمام خامیوں سے احتراز بھی ہے۔''

(پروفیسر آزاد گلاٹھی، پنجاب)

اس اعتبار سے ہندو پاک ہی نہیں دنیا کے دوسرے گوشوں کے دانشورں نے ان کی عظمت کو سلام کیا ہے۔

اس مجموعہ کی نثری نعتیں اردو میں ایک نیا تجربہ ہیں، یہ نعتیں ردیف و قافیہ کی پابندی سے آزاد ضرور ہیں مگر ان میں نغمگی، وارفتگی اور نئے پن کا فنی اظہار ملتا ہے۔ ان میں شاعر کی آرزوئیں، تمنائیں، دعائیں اور نبی برحق سے ان کی عقیدت سبھی کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ نعتیں عشق نبی ﷺ میں ڈوب کر کہی گئی ہیں۔ اس لئے سیدھے دل میں اتر جاتی ہیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش ''نور'' سے ہوئی تھی اس لئے یہ نورانیت صؔبا کے کلام میں جابجا بکھری نظر آتی ہے۔ ''نور اول'' ''نورِ الٰہی'' ''نورانی تبسم'' ''نورانی پتلیاں'' ''نورانی لحات'' اس کی واضح مثالیں ہیں۔ نعت ''محروم فیضان رسول'' میں اس شخص کی نامرادی کو بیان کیا گیا ہے جو آپ ﷺ کی محبت سے خالی ہو۔ اس طرح حُبِ نبوی کے سارے گوشوں کی ترجمانی کر دی گئی ہے۔

نعتوں میں عموماً ہندی الفاظ کے استعمال سے گریز کیا جاتا ہے مگر صؔبا نے انت، بھید بھاؤ، ساون، سمبندھ، راگ جیسے سرل ہندی الفاظ کو استعمال کر کے محؔسن کاکوروی کی روایت کی پیروی کی ہے۔ یہ الفاظ غیر

مانوس نہیں محسوس ہوتے ۔ صؔبا اپنے بیان میں تائید پیدا کرنے کے لئے نئی تراکیب نئے مفہوم کا استعمال کرتے ہیں ۔ اے میرے محبوب، (صفحہ ۲) میں ''راتیں بیوہ - دن مخنث'' اسی طرح ''لوبانی خوشبوئیں'' (صفحہ ۴)، ''گرتی ہوئی چکنی مٹی'' (صفحہ ۱۹) ان کے علاوہ اور نئی تراکیب استعمال کی گئی ہیں۔ ''اے مرے محبوب'' میں غضب کی منظر کشی کی گئی ہے۔ ''مقام لا'' کو بطور نمونہ دیکھیں۔

مقام لا
نعت نبیؐ
لکھتے لکھتے
سرشاری کیفیت
مجھ پر طاری ہوگئی
اور
میں
میں نہ رہا

صؔبا کے ترائیلے، ہائیکو، سانیٹ اور اب نثری نعت یہ سب اردو شاعری میں نئے تجربہ ہیں اپنی بات کو علامہ ناوک حمزہ پوری کی اس رائے پر ختم کرتا ہوں۔

سہل کب ہے سمجھنا تجھ کو صؔبا
ہر سخن ترا اک مقام سے ہے

(تبصرہ ''نور اعظم'' علامہ ناوک حمزہ پوری ص ۱۸)

☆☆☆☆☆

پرنسپال علی منیر، ہزاری باغ

نثری نعت کی نئی سمت

''رہے شعراء تو ان لوگوں کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کیا''۔ اس حکم کے بعد سب سے بڑی راحت ''اِلّاَ الّـذِیـنَ'' کے بعد ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کے پاس ایمان کی دولت ہوگی اس کا عمل بھی صالح ہوگا کیونکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اور اگر دونوں اوصاف موجود ہوں تو شاعر حسان بن ثابت بھی ہو سکتا ہے جسے نعت گوئی کے طفیل منبر رسولؐ کا قرب حاصل ہوا۔

نعت کا یہ فن عربی زبان و ادب سے فارسی اور پھر اردو شاعری کا ایک اہم ستون بن گیا۔ شاعروں نے اسے اپنے مجموعہ کلام کے آغاز میں خیر و برکت کا ذریعہ بنالیا کیونکہ اس میں صرف اور صرف مدح رسولؐ ہوتا ہے۔ عربی زبان میں اس کا معنی بھی مدح، تعریف، توصیف و خصائل، احوال و کوائف کو بیان کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ نعت کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ برادرانِ وطن بھی جب اردو غزلوں کا کوئی مجموعہ شائع کراتے ہیں ایک نعت ضرور اس مجموعے میں شامل کر لیتے ہیں اور اسی جذبے نے اس متبرک صنف کو روائت پسندی کے دائرے میں مقید کر دیا ہے۔ چنانچہ بہ ایں وجہ برادرم ناوکؔ حمزہ پوری فرماتے ہیں: ''وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس میں ان کی عقیدت نہیں ہوتی، بلکہ روایت پرستی کا مظاہرہ ہوتا ہے''۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مدینہ کی گلیوں میں جان دینے والے شعراء سارے ذرائع اور وسائل کے باوجود کبھی بھی اس کی کوشش نہیں کرتے۔

فن نعت گوئی بھی دوسرے اصناف شاعری کی طرح ہیئتی تجربوں کا شکار رہا ہے۔ مختلف اصناف میں لاحقوں اور سابقوں کے ساتھ اس طرح کے تجربوں کا رواج عام ہوتا چلا گیا۔ آزاد غزل، غزل نما، آزاد نظم، نثری نظم، دوہا غزل، دوہا نعت، نثری نعتیہ نظم وغیرہم، ان سارے ہیئتی تجربوں سے اردو شاعری کا کتنا بھلا ہوا یہ تو اردو زبان و ادب کے نقاد ہی بتا سکیں گے۔ میں تو صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ کیا ان تجربوں کو دوام حاصل ہوگا یا یہ بھی قصیدوں کی طرح دم توڑ دیں گے۔ اس ضمن میں سید مبارک علی فرماتے ہیں: ''غزل، نظم، قطعہ، مثلث وغیرہ کے لئے کسی بحر و وزن کی پابندی نہیں ہوتی۔ بحر کے نام کا سابقہ لگا کر اسے شائع کرنا بے معنی ہے''۔

علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتیہ نظموں کا مجموعہ جو نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے کے ضمن (فہرست) میں آتا ہے اور جہاں تک میری جانکاری ہے یہ تجرباتی مجموعہ غالباً دو گتّوں کے درمیان پکی سیاہی میں شائع شدہ پہلا مجموعہ ہے۔ اب اس کی ادبی حیثیت کا فیصلہ تو اشاعت کے بعد اہل قلم حضرات ہی کریں گے۔ زیر نظر نثری نعتیہ نظموں میں کل ۴۶ طویل اور مختصر نعتیہ نظمیں ہیں جو خالص نثر میں لکھی گئی ہیں۔ اس سے قبل کہ میں ان نعتوں پر کچھ لکھوں مجھے کہنے دیجئے کہ فن نعت گوئی ادب کا مشکل ترین فن ہے۔ اس کے راستے پر چلنا بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز دھار پر چلنے کے مترادف ہے کہ ذرا سی غلطی ہوئی کہ نہ تو دین کے رہے اور نہ دنیا

کے۔ عاشقانِ رسولؐ نے اللہ اور رسولؐ کے درمیان کی باریک لکیر کے مدنظر نعت کہی تو یہ اس کی کامیابی کی ضمانت ہے ورنہ نبی نبی ہے خدا خدا ہے یا نبی خدا ہے، خدا نبی ہے کہنا دونوں ایمان کے خاتمے کا باعث ہوسکتا ہے۔ اس لئے 'بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'۔

علیم صبا نویدی کثیر الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ اردو نثر و نظم کی کوئی ایسی صنف نہیں ہے جس پر انھوں نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ نثری نعتیہ نظمیں ان کی تازہ تخلیق ہے۔ اس سے قطع نظر کہ مجھے ان کی نثری نعتیہ نظم کی ترکیب پسند نہیں کیونکہ یہ نثر میں کی گئی "مدح رسولؐ" ہے۔ اس لئے اسے نثری نعت کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ نعت اگر نظم کے فارم میں لکھی جائے تو نعتیہ نظم اور اگر نثر میں لکھی جائے تو نثری نعت کہی جائے گی۔ اس لئے نثری نعتیہ نظم کی ترکیب غلط ہوگی۔ چونکہ علیم صبا نویدی کو زبان و بیان پر مکمل قدرت حاصل ہے اور ساری ادبی دنیا ان کے قلم کی معترف ہے۔ اس لئے بلا شک و شبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان نثری نعتوں میں بھی مدحت رسول کی وہی بھینی بھینی خوشبو رچی بسی ہے جو ان کی پابند نظموں میں موجود ہے۔ نثری نعت کے چند سطور ملاحظہ فرمائیں:

معجزہ

کالی کملی
میرے سر پہ
سایہ فگن کیا ہوئی
رحمتیں
میرے حق میں آگئیں
میں سراپا منور ہوگیا
میرے ظاہر و باطن کی کائنات
ذات اقدس کے جلووں سے
نورانی ہوگئی

آمد رسول

یہ سرد ہوا کے جھونکے
لوبانی خوشبوئیں
فرحت بخش موسم
ساون کی رُتیں
سرمستیوں کے دن
مبارک راتیں
مقدس لمحات
روحانی تجلیات
حضور کی آمد کا صدقہ

علیم صبا نویدی کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ ایک اچھے شاعر، نثر نگار اور مقرر ہیں۔ عموماً یہ تینوں اوصاف کسی ایک انسان میں جمع ہو جانا ناممکن تو نہیں لیکن از حد دشوار ہے۔ میں ان کے قلم کی روانی کا معترف ہوں۔ میرے چنئی قیام کے دوران میرے کمرے میں بیٹھ کر غزلیں کہتے اور مجھے سناتے۔ میں ان کی زود گوئی پر رشک کرتا۔ وہ ایک اچھے ادیب اور شاعر ہی نہیں بلکہ ایک اچھے انسان بھی ہیں۔ اور اس وجہ سے میں انہیں چنئی کا "گڈ سمریٹن" کہتا ہوں۔ تین قسطوں میں تقریباً ڈیڑھ ماہ قیام کے دوران ان کی شاعری کے قوس و قزحی رنگ اور ان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوا۔ سرور کائنات کی مدح میں از سرتا بقدم کہی گئی بے شمار نعتوں کے کچھ مجموعے مثلاً: "مراۃ النور"، "نور السموات"، "اسم محمدؐ" وغیرہم ان کی عقیدت و محبت کے مظہر ہیں جن کا انتخاب جناب سلیمان اطہر جاوید نے نقشِ قلم کے نام سے کرایا ہے۔ دو نثری نعتیں اور ملاحظہ ہوں۔

سفر

پُرانے آسمان سے
طلوع ہونے والا نیا سورج
سب نے دیکھا
لیکن چند ذہین آنکھوں نے
اس کو چھوا ہے
اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے

نورانی پتلیاں

اٹھو
اس سمت چلیں
جہاں رحمتیں ہی رحمتیں جلوہ ریز ہیں
جہاں شہادت کی انگلیاں
اشارے سے پڑھتی ہیں
درودِ مصطفٰےؐ

''نعت میں نئی جہتیں'' علیم صبا نویدی کی نثری نعت کا مجموعہ ہے جو خالص نثری انداز میں کہی گئی ہیں لیکن نثر میں غزلوں کے لب ولہجہ سے قریں تر ہونے اور اس کی غنائیت، موسیقیت اور مترنم الفاظ اور لہجے کی بنا پر اسے نثری نظم کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ غرض نعت رسولؐ کے مختلف پہلوؤں جیسے ان کی آمد، رسالت، ذات وصفات شمائل وخصائل از سرتا بقدم حضور کی تعریف وتوصیف کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ نثری نعتوں کے چند سطور ملاحظہ فرمائیں:

کیا ممکن ہے

میں خاک زاد ہوں
سراپا کونین آپ
بس ایک کرن
آپ کے چشم کرم کی
بھیک میں
مل جائے مجھے
میں اپنے آپ کو تقسیم کردوں
جہانِ عرفان میں

مبارک چہرہ

ابھی کچھ دیر پہلے
میرا کمرہ
کمرے کے درودیوار
خوشبوؤں سے معطر
نورانی کرنوں سے منور تھے
میں نے دیکھا
ایک مبارک چہرہ
جس کے آگے محوِ سجدہ کائنات

مقام لا

نعت نبی
لکھتے لکھتے
سرشاری کیفیتیں
مجھ پر طاری ہوگئیں
اور میں میں نہ رہا

موسم

میرا دل دھڑکنوں سے نابلد
میرا ذہن آہ وفغاں کے تھیلے میں مقید
اور بدن کا ریشہ ریشہ زخموں سے چور
کوئی خاکِ زمینِ مصطفٰےؐ لادے
میرے زخموں کے لئے پھاہا بنادے

کہا جاتا ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل کے درست نہیں۔
رسول کی محبت کا دعویٰ ان کے احکام کی پیروی ہے یعنی رسول کی اطاعت ان کی محبت کا ادنیٰ سا تقاضہ ہے کہ محبوب کی پسند کو اپنی پسند بنالیا جائے۔نعت گو اور نعت خواں حضرات قابل صد احترام ہیں کہ ان کی رگوں میں حضور کی محبت موجزن ہے۔ان کے قلم اور ان کی آواز کو میں سلام کرتا ہوں۔لیکن اس صنف میں ایک عبرت ناک واقعہ نقل کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں جو برادرم ناوک حمزہ پوری کے ساتھ پیش آیا کہ ایک نعتیہ مشاعرے میں نماز عشاء سے لے کر فجر کے پہلے تک مشاعرہ چلتا رہا لیکن فجر کی جماعت میں نصف سے بھی کم نعت گو شعراء نظر آئے۔اللہ قول وفعل کے اس تضاد سے ہم مسلمانوں کو بالعموم اور نعت گو شعراء کو بالخصوص محفوظ فرمائے اور رسول کی محبت میں استواری عطا فرمائے۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
مَرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو (غالبؔ)

☆☆☆

Ali Munir,
Principal(Redtd.),
Editor:-UFUQ-E-ADAB,
Friends Colony,
Moh.:-Pugmil,
Hazaribagh-825301(JHARKHAND)
Mobile No,:-09431796561

ڈاکٹر رؤف خیرؔ

خواجہ ادب نواز

بے آب گیاہ علاقے کے کسی اندھے کنویں میں ایک قافلے کے کچھ لوگوں نے شہداب کی تلاش میں ڈول ڈالا تو ڈول میں میٹھے پانی کے ساتھ ساتھ میٹھی صورت والا ایک حسین بچہ بھی برآمد ہوا اس خوش ذوق بچے کی میٹھی زبان نے سارے قافلے کا دل موہ لیا۔ اردو ادب کا یہ خوش مذاق لڑکا بازار مصر پہنچا تو سارا شہر اس کا گرویدہ ہوگیا حتی کہ ایک عجوزہ نے بھی اس کی بولی لگائی مگر وہ عزیز مصر کے مقدر میں تھا اور جب ذرا ہاتھ پاؤں نکالے تو زلیخا نے اس کے دامن پر ہاتھ ڈالا شکر ہے کہ اس کا دامن پیچھے سے پھٹا اور یہ گریبان چاک نفس کے شر سے نبرد آزما اپنی فطری معصومیت کی حفاظت میں کنج قفس کو اس نے اہمیت دی اور گوشہ نشین ہوگیا اور جب سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں پر ''شب خون'' مارنے لگیں تو سوائے اس کے شہر میں کوئی اور تعبیر دینے والا باقی نہ رہا۔ اسی نے اس کنج بے آباد کو لائق اعتنا بنایا، عزیزانِ بے ادب کو اپنی تخلیقی تعبیرات سے روشناس کروایا۔ اب سارا شہر اس کے فکر و فن کا لوہا ماننے لگا۔ اس کی ہرفن مولائی حیثیت ہر فرعون و نمرود ادب سے داد پاتی رہی۔ یہ وہی خوش مذاق، خوش سخن، خوش اخلاق، خوش فکر و خوش ادا شخصیت ہے جسے دنیائے فکر و فن علیم صؔبا نویدی کے نام سے جانتی ہے۔ یہ بھلے ہی یوسف نہ سہی ادب کا ابو یوسف ضرور ہے جس کی ایک جنبشِ قلم سے اسلاف کی کنیز کا ''باب الداخلہ'' اخلاف کی دستک پر کھل جاتا ہے۔ نتیجتاً ابو یوسف کا منہ موتیوں سے بھر جاتا ہے کہ اس نے وہ دروازہ بڑے سلیقے سے کھول دیا جسے بند سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ہر صنفِ سخن میں نئے نئے دریچے وا کیے، کلمۂ حق سے رد کفر کیا۔ اور خود کو شناخت کی حدوں میں لایا یہ سب اہلِ ادب کب مانتے تھے، بڑی مشکل سے منوایا گیا ہوں حمد و مناجات، نعتیہ سانیٹ، ہائیکو، آزاد غزل، نظم و غزل کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں علیم صؔبا نویدی نے اپنی پہچان نہیں کروائی۔

اب نثری نعتوں کا ایک انوکھا تجربہ ان کا شناس نامہ بن گیا ہے

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرؔت میں کچھ مزہ نہ رہا

علیم کی نثری نظم کی ہیئت میں لکھی ہوئی نثری نعتیں بھی چونکاتی ہیں ان میں ایسی روانی ہے کہ قاری کو جوہر شناس بنانے لگتی ہے۔

- **جوہری مقدر**

میرا رشتہ
مسکراتے پھولوں سے
ہنستی کلیوں سے
بہاروں کی کونپلوں سے
پیڑوں کی چھاؤں سے
خوشبودار گاؤں سے
سر سبز و شاداب کھیتوں سے
ہری بھری پگڈنڈیوں سے
بہتی ندیوں سے
کہسار کے آبشاروں سے
جاگتے تالابوں سے
لہراتی جھومتی صبحوں سے
سرمست مہکتی شاموں سے
میرا رشتہ ہے مظبوط بہت
میں سب سے ہوں مربوط بہت
میری ذات میں نورِ نبی ہے
میرا مقدر جوہری ہے

علیم کا ''مقامِ لا'' بھی سوچنے پر مجبور کرنے والا ہے

- نعتِ نبی لکھتے لکھتے

سرشاری کیفیتیں
مجھ پر طاری ہوگئیں
اور میں

میں نہ رہا

علیم صؔبا نویدی ایسے ماحول اور ایسے بے حس معاشرے سے نالاں ہے جو کتاب وسنت کا ادراک نہیں رکھتا اور جو اس ''نور'' سے نابلد ہے جو ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے بھیجا گیا علیم کہہ اُٹھتے ہیں:

- محروم فیضانِ رسول
اس کی زبان نوچ لو
اس کے ہاتھ قلم کردو
اس کے
احساس کو سولی پر چڑھادو
اس کی فکر کو زندہ درگور کردو
اس کے اظہار کو سیاہی کا کفن پہنادو
اس کے جذبوں کو گرم سلاخوں پر رکھ دو
وہ اپنے آبا واجداد کی تہذیبوں کا دشمن ہے
وہ ان کے صالح روایات کا مخالف
وہ ان کے علمی اثاثے کا ناقدرداں
وہ ان کے آثارِ قدیمہ کا منکر
وہ حضور کے فیضان سے محروم
وہ زندہ ہے مگر مردوں میں شامل

جس طرح آنکھ والا اور اندھا برابر نہیں ہو سکتے اسی زندہ مردہ مساوی نہیں اسی لئے علیم صؔبا کہتا ہے اے میرے محبوبِ خدا:

- میرا ماحول تعفن آمیز
میرے گھر کے لوگوں کے دل زنگ آلود
درودیوار شکوک آور
بستر گناہوں سے ملوث
نیندیں چاک گریباں
خواب برہنہ

جسم ناپاک

آرزوئیں صد چاک

راتیں بیوہ

دن مخنث

عبادت گاہوں سے دور

رہنے والوں کے پاس

نہ خوف خدا نہ حب رسول

ہر طرف دھواں ہی دھواں

اے میرے محبوب خدا

اک نظر عنایت کی اس طرف بھی

علیم نے بے رسول و بے خدا معاشرے کا خاکہ کھینچ کر اس کے دن رات کی علامتی کیفیت بیان کردی۔

شاید قافیہ وردیف کی پابندی کی وجہ سے وہ یہ سب کچھ کھل کر کہہ نہ پاتے جو ان نثری نعتوں میں کہہ گئے۔ اس طرح ان نثری نعتوں کا جواز نکل آتا ہے۔ کوئی خواجہ غریب نواز ہے، کوئی خواجہ بندہ نواز ہے تو علیم صؔبا نویدی ''خواجہ ادب نواز'' ہے۔ KGN اور KBN کی طرح KAN کا نام ہے ٹامل ناڈو کی سرزمین سے ابھرنے والا یہ خواجہ ادب نواز کے کوفہ و بغداد میں کبھی بھلایا نہ جاسکے گا اس کی خواجگی سے انکار کوئی دشمنِ ادب ہی کرسکتا ہے۔

خواجہ ادب نواز (KAN) علیم صؔبا نویدی کے ملفوظات، مکتوبات، تصنیفات و تالیفات بے شمار ہیں ایک تخلیق کی ابھی آمد ہونے نہیں پاتی آنول کٹنے نہیں پاتی ہے کہ دوسری تخلیق کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اس نارنگی و نیرنگی شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں کئی باأثر راہی اور جاوید ین ہیں جو اس کے نام اور کام کی تشہیر کرتی رہیں گی ویسے یہ کام وہ خود بھی احسن طریقے پر ایک زمانے سے انجام دیتا آرہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کبھی منظرنامے سے محو ہونے نہیں دیتا اور نہ اپنے مقام کو اردو ادب کے نقشے میں بے نشان ہونے دیتا ہے۔

رؤف خیؔر

موتی محل، گولکنڈہ، حیدرآباد

ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی

نویدیؔ کی نعتیہ نثری نظمیں

ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اجالا

نعت کا فن عظیم بھی ہے اور قدیم بھی، یہ نہایت وسیع بھی ہے اور وقیع بھی۔ نعت کا موضوع ایک ایسی ذات گرامی سے وابستہ ہے جس کی عظمت لامحدود اور جس کی وسعت بے پایاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعت کا سمندر شعر وسخن کی کسی ایک صنف یا کسی مخصوص ہیئت میں کبھی قید نہ رہ سکا اور جدید وقدیم تمام شعری اصناف اور ہیئتوں میں اس کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

جناب علیم صباؔ نویدی عصرِ حاضر کے ایک ایسے ہی ممتاز ومنفرد نعت گو شاعر ہیں، جو رسول کریمؐ کی ذات اقدس سے والہانہ عشق وعقیدت اور محبت ووارفتگی کے ساتھ سرزمین حجاز گہری وابستگی اور دبستگی رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کے عشق ومحبت کا جوار بھاٹا بھی شاعری کی کسی ایک ہیئت میں قید نہ رہ سکا ہے اور انہوں نے قدیم شعری اصناف وغزل اور رباعیات وقطعات کے ساتھ ساتھ جدید شعری ہیئتوں نثری نظم، تین سطری نثری نظم، ثلاثی، آزاد غزل، سانیٹ، ترائیلے، ہائیکو، واکا، ماہیا پھر اسی کے ساتھ گیت، دوہا اور لوری وغیرہ میں بھی نعتیہ شاعری کے کامیاب نمونے اور تجربے پیش کئے ہیں۔

جناب علیم صباؔ نویدی کی نعتیہ نثری نظموں کا ایک مختصر قلمی مجموعہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، جو عنقریب زیورطبع سے آراستہ ہونے جا رہا ہے۔ لیکن سب سے پہلے نثری نظم اردو شاعری میں آزاد غزل کی طرح ایک ایسا تجربہ ہے جو ابھی تک اردو شاعری کی روایت کا مضبوط حصہ نہ بن سکا ہے۔ بہرحال اردو شاعری میں قافیہ، ردیف کی بندش اور وزن و بحر کی قید و بند کا احساس تو معریٰ نظم کی ابتدا سے پہلے ہی ہو چکا تھا، لیکن نظم معریٰ میں صرف قافیہ وردیف ہی سے چھٹکارا حاصل کیا گیا تھا۔ آزاد نظم ایک قدم آگے بڑھ کر بحر سے چھٹکارا حاصل کر لیتی ہے جب کہ نثری نظم وزن کی غلامی کو بھی ختم کر ڈالتی ہے۔ جہاں شاعری میں صرف جذبہ کے بہاؤ اور دباؤ کے تحت، بول چال کی زبان کے آہنگ اور جملے کی نثری ترتیب کو اپنا لیا جاتا ہے۔ اب چونکہ نعت گو شعراء نے ہر دور میں نعت کے مضامین کو کم وبیش تمام اصناف سخن میں قلم بند کیا ہے اور جو صنف شعر جس عہد میں زیادہ مقبول ومروّج رہی، اس صنف کو نعت کے لئے بھی اسی اعتبار سے استعمال کیا گیا۔ لہٰذا آج نثری نظم کے فارم میں بھی نعتیں خوب خوب کہی جا رہی ہیں۔

جناب علیم صباؔ نویدی اس لحاظ سے یقیناً لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے جدید شعری ہیئتوں میں نعتوں کے حوالہ سے بعض بڑے کامیاب تجربے کئے ہیں۔ نویدیؔ کی ان نورانی نثری نعتوں میں رسول اکرمؐ سے عقیدت ومحبت کے اظہار، آنحضرتؐ کی زندگی کو نئے زاویوں سے دیکھنے دکھانے اور نعت کے باب میں فکر وفن کی نئی راہیں کھولنے کی ایک کامیاب

کوشش نظر آتی ہے۔ یقیناً فکر ونظر کے لحاظ سے ان کی نوعیت اور ہیئت پرانی اور روایتی نعتوں سے بہت مختلف ہیں۔ ان کی د
جدت پسند طبیعت نے نئے نئے اسلوب وانداز میں نعتیہ جذبات کی ایسی خوبصورت ترسیل کی ہے کہ مشام جاں معطر اور
قلب ونظر منور ہو جاتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ اب نویدی کی چند نثری نعتوں کی بنت میں اترا جائے اور ان کی چند سطریں
پیش خدمت کر دی جائیں۔

۱) پرانے آسماں سے/طلوع ہونے والا نیا سورج/سب نے دیکھا
/لیکن چند ذہین آنکھوں نے/اس کو چھوا ہے/اس کی خوشبو کا
ذائقہ چکھا ہے/کہیں وہ خاموش اتھاہ سمندر ہے/کہیں ان دیکھی
دھڑکنوں کا نورانی اجالا/کہیں وہ تجلی کا ظہور/وہ سفر جس کا کوئی
انت نہیں۔ (سفر)

۲) کالی کملے/میرے شر پر سایہ فگن کیا ہوئی/رحمتیں میرے حق
میں آگئیں/میں سراپا منور ہو گیا/میرے ظاہر و باطن کی کائنات
ذات اقدس کے جلووں سے/نورانی ہو گئی (معجزہ)

۳) یہ دف بجاتی دوشیزائیں/رس بھرے راگوں کے دلکش باغ/
مسرت میں جھومتی مسکراتی شامیں/ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرندے/
شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں/نور کے رتھ پر آنے والی/سواری کے منظر
ہیں۔ (سواری)

۴) میرا رشتہ/مسکراتے پھولوں سے/ہنستی کلیوں سے/خوشبودار
گاؤں سے/بہتی ندیوں سے/کہسار کے آبشاروں سے/جاگتے
تالابوں سے/لہراتی جھومتی صبحوں سے/سرمست مہکتی شاموں
سے/میرا رشتہ ہے مضبوط بہت/میں، سب سے ہوں مربوط بہت
/میری ذات میں نور نبیؐ ہے/میرا مقدر جوہری ہے۔
(جوہری مقدر)

نویدی نے ان نظموں میں نئی شاعری کے اس آبدار عنصر کا بالخصوص لحاظ رکھا ہے جو ایمائیت سے عبارت ہے۔ بلاشبہ اس علامتی طرزِ ابلاغ نے اُن کی نعتوں کو ایک ایسی تہہ داری سے ہم کنار کیا ہے، جس میں عمق اہم بات یہ ہے کہ نویدی کی ان نعتوں کے تناظر میں اگر انہیں نور اور نکہت کا نعت گو شاعر کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا، اُن کے پورے نعتیہ کلام میں بار بار روشنی اور خوشبو کا ذکر آتا ہے، ان دونوں باتوں کے بغیر وہ اظہار خیال ہی نہیں کرتے۔ مذکورہ بالا نعتوں کے چند مصرعوں کو ہی دیکھئے: ۔

طلوع ہونے والا نیا سورج، ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اجالا،
کہیں وہ تجلی کا ظہور، میں سراپا منور ہو گیا، نور کے رتھ پہ آنے والی
سواری، میری ذات میں نور نبی ہے، نورانی جلووں میں بھیگی
رتیں، حب محمدی کی روشنی میں، جس کے راہبر کی روشنی، ہماری
آنکھوں میں جلوہ فگن ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب ان مصرعوں کو چھوڑیئے، اس مجموعہ میں شامل چند نعتیہ نظموں کے عناوین پر ایک نظر ڈالئے، جو نورانیت سے معمور ہیں۔ مثلاً اور ماخلق اللہ نوری، نورانی تبسم، نورانی پتلیاں، نورانی لمحات، روشن جھولی، نور الٰہی، نور اول وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی نعتیہ شاعری کے پانچ مجموعے۔ ۱) مراۃ النور (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) ۲) نور السموات (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) ۳) ن (مطبوعہ ۱۹۹۰ء) ۴) نور اعظم (مطبوعہ ۲۰۰۰ء) ۵) اسم محمدؐ (مطبوعہ ۲۰۱۳ء) شائع ہو چکے ہیں، جن کے نام ہی سے انوار رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔

جناب علیم صبا نویدی نے نور اول کے مظاہر کو بڑی محنت اور احتیاط سے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے اور عشق رسولؐ کی تنویر سے اپنے فکر و فن کی دنیا کو روشن کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا روشنی ان کی نعتیہ شاعری کا بنیادی استعارہ ہے اور وہ اپنی شاعری میں روشنی کے سفیر بن کر نمودار ہوئے ہیں، جس سے خود اُن کی پوری شخصیت اور شاعری منور ہے۔

میرے نزدیک اس مجموعہ میں شامل نویدیؔ کی وہ نعتیں زیادہ مؤثر اور روح پرور ہیں، جس میں انہوں نے ملت اسلامیہ کی بے چارگی و بے کسی اور حالت زار کا ذکر کر کے رسول کریمؐ سے اس کا مداوا طلب کیا ہے، کہیں کہیں تو وہ سراپا دعا اور مجسم سوال بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں ان کی صرف ایک نعت بہ عنوان 'محتاج سہارا' پیش خدمت ہے:

"آسماں/ سہارا دینے سے مجبور/ زمین/ سنبھالا دینے سے معذور/
سمندر/ پی جانے پر آمادہ/ ہمالہ/ ٹوٹ کر گرنے کے لئے تیار/ دور دور
تک/ بہی خواہی/ خیر خواہی ناپید/ گویا/ ہر شئے کے چہرے پر/ نفرت

کے شعلے / آگ کے گولے / ایسے میں / ستم رسیدہ / گناہ گار / مجروح
احساس لئے / کدھر جائے گا؟ / آپ کا سہارا / نہ ملے گا تو مر جائے گا۔‘‘

واقعہ یہ ہے کہ جدید اردو نعت عصری آگہی اور ملی شعور کا مرقع ہے، اور یہ تاریخی و ملی شعور عصری حسیت، غم امروز اور اندیشۂ فردا کے عناصر علیم صؔبا نویدی کی نعتیہ شاعری میں بھی پوری طرح جلوہ گر ہیں۔

ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی
گورنمنٹ ڈگری کالج، کاروار، کرناٹک

سعید رحمانی، کٹک

علیم صبانویدی کی نعتیں نثری نظم کی ہیئت میں

حضرت علیم صبانویدی اردو ادب میں ایک ہمہ جہت اور اجتہاد پسند شخصیت کے بطور معروف ہیں۔ زود نویس اور زود گو بھی ہیں لیکن اس زود گوئی میں بھی انھوں نے ایسی ہوش مندی کا ثبوت دیا ہے جس کی بنا پر ان کی شاعری رطب و یابس سے پاک نظر آتی ہے۔ شاعری میں بیشتر اصنافِ سخن کو انھوں نے اپنی طبع رسا کا محور بنایا ہے اور ہر صنف میں بصیرت و بصارت کے چراغ فروزاں کیے ہیں۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ان کی نعتوں کا تازہ ترین مجموعہ ''نعتِ نبی کی نئی جہتیں'' جلد ہی منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ اس میں شامل سبھی نعتیں نثری نظم کے فارم میں کہی گئی ہیں۔ نعت ایک ایسی صنف ہے جس کے لیے کوئی مخصوص فارم نہیں ہے۔ آپ چاہیں کسی بھی ہیت میں نعت کہہ سکتے ہیں۔ خواہ وہ قصیدہ ہو، مسدس، مخمس یا درآمد شدہ اصناف جیسے سانیٹ، ہائیکو، ماہیا، ترائیلے، دوہا یا پھر آزاد غزل، آزاد نظم اور نثری نظم وغیرہ۔

نویدی صاحب نے ان سبھی ہیتوں میں اپنی تخلیقیت افروزیوں کے گل بوٹے کھلائے ہیں۔ ان میں سے نثری نظمیں ابھی بھی تجرباتی مرحلہ سے گزر رہی ہیں کیونکہ بعض ثقہ حضرات اسے بطور صنف تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے باوجود نثری نظمیں کہی جا رہی ہیں اور انھیں آج کے مستند ادیب، ناقد اور ماہرِ لسانیات حضرت گوپی چند نارنگ کی تائید حاصل ہے۔ اس کے فنی جواز کو صوتیات کی مدد سے بڑے سائنٹفک انداز میں موصوف نے ثابت کر دیا ہے کہ عروض کے آہنگ کی طرح نثر میں بھی اتار چڑھاؤ اور سُر تال جیسا آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح نثری نظمیں بھی ہمارے ادب کا حصہ بن سکتی ہیں۔ نثری نظم کہنے والوں میں چند معتبر نام ہیں سجاد ظہیر، وزیر آغا، ڈاکٹر انور سدید، شہریار، منیر نیازی، باقر مہدی، حامدی کاشمیری، مخمور سعیدی وغیرہ اور ان کے ساتھ نثری نظم کہنے والوں کا ایک بڑا قافلہ بھی رواں دواں ہے۔ اس قافلے میں حضرت علیم بھی شامل ہیں۔ وہ اب تک بڑی تعداد میں نثری نظمیں کہہ چکے ہیں اور اب ان نثری نظموں پر مشتمل ان کا نعتیہ مجموعہ ''نعتِ نبی کی نئی جہتیں'' جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اس میں شامل جتنی نعتیں راقم الحروف کی نظر سے بھی گزری ہیں ان کی روشنی میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ موضوع و مواد کے اعتبار سے یہ نعتیں نہ صرف لائق ستائش ہیں بلکہ ان میں عشقِ رسول کی ایک سرشارانہ کیفیت بھی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان نعتوں کی سب سے بڑی خوبی ان کا رمزیہ اور استعارائی نظام اور معنیاتی تفاعل ہے جس سے شاعر کی خلاقانہ ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ ان کے ایمائی اور استعارائی نظام سے لطف اندوز ہونے کے لیے یہاں ان کی ایک نعتِ پاک ''شہرِ مصطفےٰ'' کے چند مصرعے ملاحظہ فرمائیں:

یہ شہر پھول والوں کا ہے

اس شہر میں

خوشبوئیں نہیں مہکتیں

درد جنم نہیں لیتے

زخم نہیں مسکراتے

داغ نہیں جگمگاتے

نظم کا یہ ایمائی انداز آخر تک برقرار ہے اور ان تین مصرعوں کے ساتھ نظم کا اختتام اس طرح ہوتا ہے:

اس شہر میں

نورِ مصطفائی ہے

خوشبوئے خدائی ہے

ایک دوسری نعتِ پاک بعنوان "معجزہ" کے تحت انھوں نے حضور اکرم ﷺ کی کالی کملی کے معجزنما اوصاف کا خاکہ اس طرح پیش کیا ہے:

کالی کملی

میرے سر پہ سایہ فگن کیا ہوئی

رحمتیں میرے حق میں آ گئیں

میں سراپا منور ہو گیا!

اس خوبصورت نعتِ پاک کا نقطۂ ارتکاز Thirlling بھی ہے اور نبی کریم ﷺ کی بے انتہا رحمتوں کا برملا اعتراف بھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

سراسر

جو کل تک

سب کے آگے سجدہ ریز تھا

آج میرے آگے دنیا سجدہ ریز ہے

یہ منظر

کتنا تعجب خیز ہے!!!

اس میں شک نہیں کہ آقائے دوجہاں کی چشمِ کرم جس پر بھی ہو جائے وہ ذرہ سے ماہِ کامل بن جاتا ہے اور اسی خیال کو نویدی صاحب نے موثر انداز میں پیش کرکے اپنی شاعرانہ ہنرمندی دکھائی ہے۔ اس مجموعے میں شامل یوں تو سبھی نعتیں بجذ اب توجہ کا باعث ہیں مگر جن نعتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ان میں سواری، نورانی تبسم، نئی منزل، حبِ محمدی، نورِ اول، مبارک چہرہ، رحمانی دعا قابلِ ذکر ہیں۔ یہ نعتیں جہاں شاعر کے عشقِ رسول کے والہانہ جذبوں کا اظہاریہ ہیں، وہیں ان سے شعری بصیرت، فکری طہارت، شگفتگی اور ندرتِ زبان و بیان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ حسبِ معمول ان سبھی نعتوں میں صبانویدی صاحب کا ایمائی اور استعاراتی اندازِ بیان نمایاں ہے۔ نور کی رتھ، خاموش نورانی ملبوس، نظرِ التفات کی میٹھی بوندیں، سورجی کرنوں کا جلوس، نورانی جلووں میں بھیگی رتیں، نورانی برساتیں جیسے خوبصورت علائم و استعارات سے مزین یہ شاعری قاری پر ایک سحر ساطاری کردیتی ہے۔

دل تو چاہتا تھا کہ یہاں ان کی چند مختصر مختصر نعتیں بطور حوالہ پیش کروں مگر طوالت کے خوف سے مزید حوالے پیش نہ کرکے اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو سرکارِ دوجہاں ﷺ کے سایۂ عاطفت میں چلنا پسند کرتے ہیں۔ نویدی صاحب بھی اسی راہ کے رہرو ہیں۔ ایسے راہی کے لیے کامرانیوں کی بشارت بھی ہے اور اخروی نجات کا مژدہ بھی۔

اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ علیم صبانویدی صاحب کا ایمائی اور استعارائی اندازِ فکر ان کی شاعری کو ایسی دل کشی اور جاذبیت عطا کرتا ہے، جس کی مثال دوسروں کے یہاں خال خال ہی ملتی ہے۔ یہی وہ اندازِ فکر ہے جو انھیں دیگر شعرا سے ممیز بھی کرتا ہے۔ دوسری اہم بات ان کی خلاقانہ فطرت ہے۔ جس صنف کو بھی ان کے صریرِ خامہ کا لمس مل جاتا ہے وہ معراج کی بلندی چھولیتی ہے۔ امید ہے کہ نثری نظم کی ہیئت میں یہ نعتیں بھی اپنی خوشبوؤں سے قاری کے ذہن و دل کو بھی نہ صرف معطر کریں گی بلکہ دور تک اور دیر تک ان کی بازگشت بھی سنی جاتی رہے گی۔ نثری نظموں پر مشتمل اس منفرد اور اردو کے اولین مجموعہ کی اشاعت پر دلی مبارکباد کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ عقیدت کے یہ نذرانے بارگاہِ رسالتمآب میں شرفِ قبولیت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ علیم صبانویدی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

ڈاکٹر وحید کوثرؔ کرنول

نثری نعتیہ نظموں کا نمائندہ شاعر.........علیم صبؔا نویدی

علیم صبؔا نویدی کی شخصیت اردو دنیا کے لئے محتاجِ تعارف نہیں۔ انہوں نے اردو شعروادب کی مختلف جہتوں کو اپنی فکری اور اپنے فن کی روشنی عطا کی ہے جو ان جہتوں پر آگے بڑھنے والوں کے لئے مینارِ نور سے کم نہیں۔ وہ ایک اچھے شاعر ہیں اور شاعری کی ہر نئی پرانی صنف میں طبع آزمائی فرما کر اپنی روانیٔ طبع اور پختہ صلاحیتِ شعر گوئی کا ثبوت دیا ہے۔

علیم صبؔا نویدی کی شخصیت کا ایک پہلو ان کا عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے۔ نعت گوئی چاہے کسی بھی صنفِ شاعری میں ہو اس ذاتِ اقدس کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے جذبات واحساسات، عقیدت ومحبت اور اپنی بے مائیگی اور کسر نفسی کا اظہار ہے جس سے متعلق ہر مومن کا اس ذاتِ اقدس پر ایقان وایمان ہے کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' اس ذاتِ اقدس سے مخاطب ہو کر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب یہ ساری کائنات آپ ہی کے صدقے میں بنائی گئی ہے۔ علیم صبؔا نویدی نے سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علی وسلم سے حصولِ التفات کے لئے نعت گوئی کی راہ اپنائی ہے۔ اس سلسلے میں موصوف کا ایک اہم کارنامہ ''نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے'' ہے۔ انہوں نے مختلف ہیئتوں (قدیم وجدید) میں کہی گئی اردو نعتوں کو نہ صرف ایک جا مع کر دیا ہے بلکہ اس موضوعی صنف کا ایک ایسا گلدستہ تیار کر دیا ہے جس کی مہک اردو نعت گوئی کی دنیا میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔

زیرِ نظر نثری نعتوں کا مجموعہ بھی اسی سلسلے کی ایک اور کڑی ہے۔ جہاں تک نثری نظم کا تعلق ہے یہ صنف انگریزی زبان کے اثر سے اردو میں رائج ہوئی ہے۔ ولیم کارلوس نے انگریزی میں نثری نظموں کو فروغ دیا۔ اردو میں ترقی پسندی اور جدیدیت کے اثرات سے خود کو بچانے کے رجحان نے نثری نظم کو وجود بخشا۔ اس طرح اس کا رشتہ انگریزی نظم سے قائم ہو گیا۔ نثری نظم کے شعراء نے ایک طرف فیض، سردار جعفری اور مخدوم محی الدین کے اثرات سے دامن بچایا تو دوسری طرف راشد، میراجی اور اختر الایمان کے اثرات سے بھی اپنے کو دور رکھا۔

آزاد نظم نے جب بحور اور اوزان کے استعمال میں آزادی اختیار کی تو اس آزادی نے ایک قدم آگے بڑھ کر نثری نظم کی راہ ہموار کر دی۔ اس صنف کا تمام تر انحصار الفاظ پر ہوتا ہے۔ ذہن کی پرواز، دل کی دھڑکن اور جذبات واحساسات کا اظہار الفاظ ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ نثری نظم میں الفاظ کی ترتیب، خیال اور موسیقی دونوں کو سہارا دیتی ہے۔ یورپ میں نثری نظم پیراگراف کی شکل میں لکھی جاتی ہے لیکن اردو میں مصرعوں کی طرح سطریں چھوٹی بڑی کر دی جاتی ہیں اس لئے بھی کہ دیکھنے میں یہ نظم معلوم ہو لیکن اس میں نثر کا تسلسل قائم رہتا ہے۔ اردو میں شعرِ منثور اور ادبِ لطیف کے نام سے جو کچھ لکھا گیا نثری نظم اسی کی ایک شکل قرار دی جاسکتی ہے۔ یہ صنف تمام قدیم شعری روایات کو رد کرتی ہے۔ شاید اسی بنیاد پر مظہر امام نے اپنے ایک مضمون میں کہا ہے کہ ''نثری نظم کو باقاعدہ صنف کہنا مناسب نہیں اور نثری نظم کہنے والے شاعروں کو اس پر اصرار بھی نہیں، صنف تو دراصل نظم ہے اور نظم کی مختلف ہیئتیں یا شکلیں'' لیکن خود مظہر امام، شمس الرحمٰن فاروقی اور وزیر آغا جیسے نقاد اس کو شاعری کے زمرے میں شامل نہ کرتے ہوئے بھی مستقبل میں اس کے امکانات کو رد نہیں کرتے۔

پاکستان میں نثری نظم ایک تحریک کی شکل میں سامنے آئی اس کارواں کو قمر جمیل اور مبارک احمد نے آگے بڑھایا اور کئی نوجوان شعراء اس میں شامل ہو گئے۔ جن میں افضال احمد سید، سارہ شگفتہ، عذرا عباس، تنویر انجم، نجمہ منصور، سیما غاں، ثروت حسین، شوکت عابد، انیس ناگی، احمد ہمیش اور اعجاز احمد وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ہندوستان میں ڈاکٹر محمد حسین، ندا فاضلی، صادق، احتشام سید، نصیر احمد ناصر، رفیق سندیلوی، ابرار احمد اور سلیم آغا قزلباش نے اس صنف کو سہارا دیا۔ جہاں تک علیم صبؔا نویدی کا سوال ہے انہوں نے یورپ سے آئی اصناف میں نہ صرف طبع آزمائی فرمائی ہے بلکہ ان اصناف میں نعتیں لکھ کر ان اصناف کو نیک وپاک اور عشق وعقیدت کی راہ دکھائی ہے۔ ثبوت کے طور پر ان کا نعتیہ ہائیکو کا مجموعہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور اب زیرِ نظر مجموعہ نثری نظم میں نعت گوئی کے نمونے پیش کرتا ہے۔

علیم صبؔا نویدی نے اپنی تالیف ''نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے'' کے صفحہ ۹۸ پر اپنی دو نثری نعتیہ نظمیں اور صفحہ ۹۹ پر نصف درجن تین سطری نعتیہ نظمیں شامل کی ہیں۔ جہاں تک نثری نعتیہ نظموں کا تعلق ہے خود موصوف کا بیان ہے۔

''آزاد نعتیہ نظموں کے بھرپور مطالعہ سے ہماری معلومات میں اتنا ضرور پھیلاؤ آیا کہ ہمارے نعت گو شعراء نے موضوعاتی شاعری میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر نئے پہلو اجاگر کئے ہیں۔

ان آزاد نظموں اور نثری نظموں کے مضامین میں بھی آداب و احترام، طریقۂ اظہار میں احتیاط اور موضوعات میں وسعت و گہرائی کا نہایت عمدگی سے احاطہ کیا ہے اور نعت کے ماخذات میں حدیثِ رسول ﷺ کو بھی مشعلِ راہ بنایا ہے۔" (نعتیہ شاعری میں ہیئتی تجربے صفحہ ۹۹)

زیرِ نظر مجموعہ میں کل ۳۸ نثری نعتیہ نظمیں ہیں۔ ہر نظم اپنے عنوان کا حق ادا کرتی ہے اور بعض میں شاعر کا جذبہ اور احساس ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ جس سے عقیدت و محبت کا پہلو نکھر آیا ہے۔ اس طرح شاعر اپنے اس تجربے میں نہ صرف کامیاب ہے بلکہ اس نے اپنی اس کوشش کے ذریعہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری دی ہے۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر آفاق احمد آفاقی

نعتیہ شعری روایت میں قابل قدر اضافہ

علیم صبؔا نویدی کا شمار ان شعرا و ادباء میں کیا جانا چاہئے جنھوں نے اردو زبان و ادب کی آبیاری میں خلوص و نیک نیتی کے ساتھ دلچسپی لی ہے۔ درجنوں نثری و شعری نگارشات اس بات کی بین ثبوت ہیں کہ علیم صبؔا نویدی اپنی عمر کے تمام لمحوں کو اردو کے لئے وقف کر دیا ہے۔ یہ اردو سے ان کے والہانہ عشق ہونے کا ثمرہ ہی ہے کہ انھوں نے اردو زبان کو وسیع تر مناظر میں استعمال کیا ہے۔ شعری اظہار کے مختلف اسالیب اور اصناف میں اپنے احساس و جذبات کو پیش کیا ہے۔ تاریخ، تہذیب، ثقافت اور ادب کے تاریخی مصادر کے پہلو بہ پہلو معاصر شعر و ادب پر گہری نظر رکھنے والے اس قلم کار کی جملہ تخلیقات اقدار جہات اور اقدار فن کی بہترین ترجمانی بھی ہیں۔

علیم صبؔا نویدی کے نعتوں کا مجموعہ ''اسم محمدؐ'' ادبی حلقوں میں دوسری تصانیف کی طرح ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ڈاکٹر جاویدہ حبیب نے ان کے نثری نعتوں کا مجموعے کو ترتیب دیا ہے۔ ''نثری نعتوں'' کے اس مجموعے کے مطالعے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہاں بھی علیم صبؔا نویدی کے وسیع تجربات اور مشاہدات پوری طرح مترشح ہوئے ہیں۔ عشقِ رسولؐ میں ڈوبا ہوا ہر نثری فن پارہ قاری کے اندر حلاوت اور ایمان و یقین کی تراوٹ پیدا کرتا ہے۔ تقریباً چالیس نثری نعتوں پر مشتمل اس مجموعے میں ہر نعت کے لئے ایک عنوان مختص کیا گیا ہے اور اسی موضوع کے تحت پوری نعت ارتقا پذیر ہوتی چلی گی ہے۔ مثلاً معجزہ، سفر، اے میرے محبوبِ خدا، سواری، محتاج، نورانی تبسم، مبارک چہرہ، مرحم، امید قوی، مقاملا، تلاش، رحمانی دعا وغیرہ وغیرہ۔

علیم صبؔا نویدی کی نعتیہ شاعری کا اختصاص یہ ہے کہ وہ کہیں بھی مبالغے سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ یعنی نعت لکھنے کے عمل کو راہِ پل صراط پر چلنے کے مترادف قرار دینے والے خیال پر وہ پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔

وہ نبی اکرمؐ کی ذات کو نبی قوم انسان کی فلاح و صلاح کا محور و مرکز تصور کرتے ہیں۔ وہ کالی کملی کی رحمتوں سے اپنے قلب و جگر کو منور اور روشن پاتے ہیں اور اس کی برکت سے دنیاوی و اُخروی زندگی میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت تصور کرتے ہیں۔ وہ نبی اکرمؐ کی ذات کو ''طلوع ہونے والا نیا سورج'' کہتے ہیں جس نے

پرانے آسماں کی تقدیر بدل دی۔ کفر و جہالت، تاریکی و گمراہی کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا اور پھر ۔

''سب نے دیکھا
لیکن چند ذہین آنکھوں نے
اس کو چھوا ہے
اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے
کہیں وہ خاموش اتھاہ سمندر ہے
کہیں اَن دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اُجالا
کہیں وہ تجلی کا ظہور
وہ سفر جس کا کوئی انت نہیں'' (سفر)

علیم صؔبا نویدی تاریخ اسلام کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ بالخصوص حضور اکرمؐ سے قبل انسانیت جس طرح پامال ہو رہی تھی، کفر و جہالت، توہم پرستی، ظلم و بربریت اور تشدد نے جس طرح انسانوں کی زندگی پر قدغن لگا دیا تھا۔ وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ۔تعفن آمیز ماحول، زنگ آلود دل، برہنہ خواب اور ضمیر چاک آرزوؤں نے انسانوں کے دلوں کو خوفِ خدا سے عاری اور حبِّ رسولؐ سے خالی کر دیا تھا۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ کی ہی ذات تھی جس نے انسانیت کے دکھ کا مداوا پیش کیا اور تاریکی و گمراہی کا قلع قمع کر کے انسانوں میں اللہ کا خوف اور احساسِ ذمہ داری پیدا کی۔ آپؐ نے کائنات کے بھید بھاؤ کو مٹایا، رنگ و نسل، علاقائیت، زبان گروہ اور ہر طرح کے تعصب سے اس سرسبز و شاداب زمین کو پاک کیا۔ آپؐ کے قول و فعل کی یکسانیت، آپؐ کے اعمال و کردار بے مثل، آپؐ کے اخلاق و اطوار بے نظر گویا ہر عمل ہمارے لئے ایک ایسا ماڈل جس کی پیروی سے دنیا منور اور روشن ہوتی ہے اور انسان کی ترقی، فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔

علیم صؔبا نویدی نے اپنے اس نعتیہ مجموعے میں نبیٔ اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کو تخلیقی جامہ پہنایا ہے۔ ہر نعت کا لب ولہجہ اچھوتا، زبان و بیان میں تازگی اور ہر لفظ رسول اکرمؐ کی حیاتِ مبارکہ کی تشریح معلوم ہوتا ہے۔ اچھوتی تراکیب، نادر تشبیہات اور عشقِ محمدیؐ میں سرشار شعری کیفیتیں قاری پر ایک ایسا تاثر قائم کرتی ہیں جس کے ذہن و فکر میں تازگی اور قلب و جگر میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ شعری مجموعہ اردو نعتیہ شاعری کی روایت میں ایک قابلِ اضافہ ہے اس لحاظ سے علیم صؔبا نویدی مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر شارق عدیل

نثری نظم کو نعت کی خوشبو سے معطر کرنے والا شاعر
علیم صبانویدی

اردو دنیا میں علیم صبؔا نویدی نے اپنے علمی نور کو جس طرح مختلف موضوعات کی کتب میں تقسیم کیا ہے اس کی مثال کسی بھی زبان کے شعروادب میں ذرا مشکل سے ہی دستیاب ہوگی۔

چونکہ انھوں نے ہر اس شعری احساس کو زندگی عطا کی ہے جو فطرت کے حسن سے منور ہے اور آپ نے نئے تجربات کا خیر مقدم بھی پوری زندہ دلی کے ساتھ کیا ہے۔ چونکہ تجربات ہی شعروادب کی راہوں میں امکانات کے چراغ روشن کیا کرتے ہیں، مگر کچھ لوگ تجربات کے نام پر پتا نہیں کیا کچھ اُگلتے ہیں اور قاری کے مزاج کو مجروح کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مثلاً محبوب غزل وغیرہ چونکہ اس قبیل کے تجربات میں تخلیقی ترنگ نہ ہونے کے برابر ہوا کرتی ہے۔ اس لئے رسائل وجرائد کے مدیران کو تجربات کے نام سے واہیات تخلیقات کی اشاعت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فطرت کا یہ اصول ہے ہر آنے والی نئی چیز کا ماضی ضرور ہوا کرتا ہے اس لئے ہم کسی بھی تجربے کو ایک دم نیا تجربہ قرار نہیں دے سکتے، نثری نظم کا بھی اپنا ماضی ضرور ہے لیکن کچھ لوگ نثری نظم کو شعری راستے کا دوڑا تصور کرتے ہیں اور کچھ لوگ تو اس معصوم کے نام سے ہی چڑ جاتے ہیں، مگر اس سچائی سے شاید ہی کسی کو انکار ہی کہ نثری نظم کی زندگی میں کئی ایسے شعری تجربوں نے دم توڑا ہے جو گزرے ہوئے وقت میں تحریک کی صورت اختیار کر گئے تھے مگر آج وہی تجربے شعرا کے تخلیقی احساس تک سے محو ہو چکے ہیں، اس کے برعکس نثری نظم دھیرے دھیرے ہی سہی اب بھی سفر کر رہی ہے اور ادبی دنیا میں اپنے وجود کے ہونے کا احساس دلا رہی ہے۔

چونکہ نثری نظم میں عروضی آہنگ کے علاوہ سب کچھ نظم کے مماثل ہی ہوا کرتا ہے۔ اس کی تخلیق میں زبان وبیان اور موضوع پر گرفت بے حد ضروری ہوا کرتی ہے۔ اس لئے عروضی آہنگ سے سروکار نہ رکھنے کی

بناء پر نثری نظم کو کارآسان قرار نہیں دیا جا سکتا چونکہ اس کے مخالفین بغیر اس کی تخلیقی راہوں سے گزرے ہی اس کی مخالفت پر آمادہ نظر آتے ہیں، مگر علیم صؔبا نویدی ایسے معتبر فنکار کے حوالے سے اپنے شعری وجود کی اہمیت کو روشن سحر کی طرح ادباب فکر ونظر پر واضح کر چکے ہیں وہ بھی نثری نظم کے عشق میں گرفتار نظر آتے ہیں، اور کمال حیرت ہے کہ ان کی نثری نعتوں کا مجموعہ اشاعت کی منزل سے گزرنے کے لئے بے تاب ہے۔

میں سمجھتا ہوں مذکورہ مجموعہ نثری نعت کے حوالے سے پہلا مجموعہ ہے جو اپنے حوالے سے گفتگو کا طالب ہے۔ چونکہ اس کے اوراق پر نعت کا جو احساس فروزاں ہے وہ قاری کے دل ودماغ کو رسول اکرم ﷺ کی محبت سے لبریز کر دیتا ہے۔ میں اپنے دعویٰ کی تائید میں ایک نعت رقم کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

کالی کملی
میرے سر پر سایہ فگن کیا ہوئی
رحمتیں
میرے حق میں آ گئیں
میں
سراپا منور ہو گیا
میرے ظاہر و باطن کی کائنات
ذاتِ اقدس کے جلوؤں سے
نورانی ہو گئی
جو کل تک
سب کے آگے
سجدہ ریز تھا
آج میرے آگے
ایک دنیا سجدہ ریز ہے
یہ منظر
کتنا تعجب خیز ہے

مکمل نعت کا مطالعہ کر لیجئے اور محسوس کیجئے کہ نعت اپنے معنوی حصار سے باہر قوم رکھنے کی حمایت میں نہیں ہے اور شعرا کو اس صداقت کی انگلی پکڑ کر نعت کے تخلیقی راستے پر سفر کرنا چاہئے کہ ہر اعتبار سے نعت کا

مفہوم ادا ہو جائے تو یقیناً شعرا کی عاقبت سنور سکتی ہے۔ نعت کا آخری حصہ دیکھیں شاعر کس عمدگی کے ساتھ عروضی آہنگ کی غیر موجودگی میں بھی نعت کو قوافی کے لمس سے آراستہ کر کے نثر میں بھی موسیقی کا احساس دلانے کی کوشش کرتا ہے جو نثری نظم کے وجود کو مزید زرخیزیت عطا کرتا ہے۔

''روشن جھولی'' نام کی نظم ''الفاظ'' کے سنگم کا بہترین نمونہ ہے۔

میری جھولی میں
دعائیں ہیں
انمول دعائیں
نورانی دعائیں
جن کے زیر سایہ
میں خود کو
اونچا اٹھا لوں گا
عاقبت سنوار لوں گا
میری جھولی میں وہ دعائیں ہیں
جن کا رشتہ
حضور کے
دستِ مبارک کی
خوشبوؤں سے ہے

نظم کے اندر بہاؤ کی بہتات کو نظر انداز کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور اس مقام پر ہی نثری نظم کے مخالفین کو ٹھہر کر یہ سوچنا چاہئے کہ اس کے وجود کو یکسر نظر انداز کرنے سے اب تک کیا حاصل ہوا ہے۔ نظم کی دونوں آخری سطریں جس خوبصورتی سے اپنی معنویت پر اصرار کرتی ہیں۔ وہ نظم کے خالق کی ذہانت کا ثبوت مہیا کرا دیتا ہے۔ اسی قبیل کی ایک اور نظم ''صدقہ'' دیکھیں۔

لب پر درودوں کا سلسلہ
جگمگاتی قرآنی آیتیں
معطر لمحات
روشن کائنات

چاند سورج

محوِ عبادت

زمین و آسمان

سجدہ زن

سرورِ کونین کا صدقہ

تحریر کردہ نعت میں قوافی کی مداخلت نے نثر کے احساس کو بھی عروض آہنگ سے قریب کر دیا ہے چونکہ نثری نظم کے باب میں مذکورہ مجموعہ اضافے کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے قوی امکان ہے کہ آنے والے وقت میں نثری نظم اظہار کی مزید راہوں میں سفر کرتی ہوئی نظر آئے۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر رونق شہری

نثری نظم میں نعت گوئی - ایک مبارک قدم

پیغمبر اسلام ہادئ برحق، محسنِ انسانیت، سید الابرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی تمام تشبیہات و استعارات ان کے شایانِ شان موزوں نہیں ہو سکتے۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا کے مصداق کسی بھی صنف میں صفات رسول کا مکمل اظہار نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اہلِ دانش ہوں کہ عقیدت مند سب پہ روشن ہے عظمت سرکار ﷺ کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دل و دماغ کے بیچ ایک متوازن سی کیفیت کو راہ اپنے میری عافیت محسوس ہوتی ہے اور حضور کی ذاتِ اقدس پر عالمانہ نگاہ ڈالنے سے قبل سوئے قلم کی تیزی پر لگام لگاتے ہوئے نظم و ضبط کی خوش خلق فضا کی طرف دھیان مرکوز ہونے لگتا ہے۔

علیم صبا نویدی اردو شعر و ادب کے ایک ایسے فنکار رہیں جن کا تخلیقی سرچشمہ گہرے مطالعات و مشاہدات کے ثمر بار کیفیت و حلاوت سے پھوٹتا ہے۔ انہوں نے اردو شاعری میں نئے تجربات کے عنوان سے ایک ایسی کتاب لکھی تھی جس جدید نظم، سانیٹ، نثری نظم، ترائیلے آزاد غزل، ہائیکو، غزل نما نثری غزل، ماہیا، ترو ینی، کہ مکرنی، دوہا، دوہا گیت، دوہا غزل، کنڈلیا دوہکا دوپدے، حکونی، چولولے، چھلّے، نظمانے، ماہیا غزل غزنم غزلیہ، موشح نما غزل، دوپتی، لوری گیت، جیسی پرانی اور نو دریافت اصناف پر محیط تحقیقی معلومات تھیں۔ میرے پیش نظر نویدی کا نثری نعتیہ نظموں کا مسودہ پیش نظر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی نثری نظموں میں ایک نئی پیش رفت کا اشاریہ ہے۔ علیم صبا نویدی کی ادبی خدمات کا اعتراف مختلف مکتبۂ فکر کے لوگوں نے کیا ہے۔ یہ ایک زمانہ سے ''نورِ جنوب'' نامی رسالے کے مدیر ہیں۔ ان پر چار پی۔ ایچ ڈی بھی ہو چکی ہیں۔ انہیں آزاد غزل کا پہلا صاحب مجموعہ کلام کہلانے کا فخر حاصل ہے ان کا تخیلاتی ذہن کچھ نیا پیش کرنے میں معاونت کرتا ہے۔ شعر و ادب میں کچھ ایسے حضرات بھی ہیں جو ادب کی عمارت کی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ تا کہ

راہگیران ادب کی نگاہ یکلخت پڑے۔ کبھی کبھی یہ تجربہ خام بھی ثابت ہوا ہے۔ اس کے کئی مضحک پہلو سامنے آتے ہیں۔ ان پہلوؤں میں ایک پہلو شعور قارئین کی نظر میں مصنوعی حربگی سے شہرت حاصل کرنا بھی ہے۔ آج کل کتابوں کو ترتیب دینا بھی خالق ہونے کے مساوی سمجھا جارہا ہے۔ جبکہ یہ کام خاصا تکنیکی ہے۔ علیم صؔبا نویدی خیر سے کثیرالاصناف مواد کو پیش کرتے ہوئے ان میں علیم صؔبا کی حیثیت کلیدی ہوتی ہے۔ نثری نظم ہی کیوں نہ اس کی اہمیت وافادیت پر ان کی نظر عمیق ہے۔ نثری نظم بحیثیت چند تا حال متنازعہ فیہ ہے۔ اردو کا ایک وسیع حلقہ آج بھی اسے حلق سے نیچے اتارنے کو تیار نہیں ہے۔ ہندی میں ساری جدید کویتائیں نثری نظم کی مرہونِ منت ہیں۔ بقول غالبؔ ''کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کے لئے'' ہی معنویت کو پیش نظر رکھیں تو نثری نظم کی تخلیق کی غرض وغایت بہ آسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ادب کے دو اہم ناقدین میں شمس الرحمٰن فاروقیؔ اور گوپی چند نارنگ کی اس کی صنفی شناخت کے لئے متضاد آراء قائم کرتے نظر آتے ہیں۔ اردو نظم کی بنیادی اور لسانیاتی طور پر جن شرائط کی تکمیل شروع کی جاتی رہی ہے وہ بحور واوزان کی سختی سے پابندی پر قائم رہنا ہے لیکن اس مکانِ مقفل میں بھی ایک در وا کرتے ہوئے ایک دو زحاف کی کمی کرتے ہوئے متعینہ بحر میں ہی سر لہر کی اتباع کی گئی۔ جسے ہموار اور خوش آہنگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ میری سمجھ سے زمان ومکان کی ساری حدود ٹوٹ رہی اور لسانی سطح پر بحور واوزان میں بھی توڑ پھوڑ جاری ہیں۔ دوسری زبانوں سے منتقل اصناف کی اردو میں پذیرائی اس بات کا ثبوت ہے۔ ہم غیر محسوس طریقے سے فعل مستحن کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ ایسے میں آخر علیم صؔبا نویدی مدحتِ رسول کے اظہار کے لئے نثری نظموں کا وسیلہ قائم کرتے ہیں۔ تو ان کے جذبے سے زیادہ عقیدے کی تحسین ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ طبیعتاً بھی علیم صؔبا نویدی تمام منظوم اصناف میں قدرت کاملہ کی نشاندہی کرچکے ہیں۔ ان کی نثری نعتوں میں ایک بات جو قدر مشترک کی حیثیت رکھی ہے وہ یہ کہ ہر نظم میں معروضی طرزِ اظہار کو اپنایا گیا ہے۔ یعنی شاعر بارگاہِ رسول میں ملتجانہ مدعا پیش کرتے ہوئے اپنی اوقات کی پذیرائی حضور کے حوالے سے یوں کرتا نظر آتا ہے۔

کالی کملی
میرے سر پر سایہ فگن کیا ہوئی
رحمتیں
میرے حق میں آگئیں ہیں
سراپا منور ہوگیا
میرے ظاہر وباطن کی کائنات

ذاتِ اقدس کے جلوؤں سے نورانی ہو گی

میرا سر

جو کل تک سب کے آگے سجدہ ریز تھا

آج میرے آگے ایک دنیا سجدہ ریز ہے

یہ منظر کتنا تعجب خیز ہے

محولہ یہ نظم کے کچھ ٹکڑے بکھرے بکھرے معلوم ہوئے ہیں لیکن تاثر کی وحدت بھی رکھتے ہیں۔شاعر نے ''کالی کملی'' کا بہت پرانا استعارہ استعمال کیا ہے اس کے سایہ فگن ہونے پر ظاہر و باطن کی دنیا کا منور ہونا ایک نئی بات کا انکشاف ہے جو ذات بابرکات سے وابستہ ہے۔اس نظم میں کالی کملی کو نئی معنویت سے روشن کر کے نویدی نے ''ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی نجات کے مساوی گمبھیر فکری نظام کی تشکیل کی ہے۔ اس نظم کا عنوان ''معجزہ'' شایانِ شانِ رسول ہے۔''شعر'' کے عنوان سے نثری نظم بھی پرانے آسماں سے نورانی اجالا دریافت کرنے کی بات دورِ جہالت کے تاریخی تناظر کو پیش کرتی ہے۔اس نورانی سفر کا خاتمہ نہیں ہونے کی بات کہہ کر شاعر نے فخر موجودات کے تئیں حق پرستی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

''اے میرے محبوب خدا'' میں بشریت کی کمزوری کے باب میں شاعر نے اپنی ذاتِ احقر کے حوالے سے عنایت کی نظر متوجہ کرنے کی استدعا موجود ہے۔اس نوع کے لہجے میں حد درجہ شائستگی مترنم ہے محتاج سہارا میں بھی یہی کیفیت ہے۔''نورانی شبنم'' میں گلِ کلامِ الٰہی کی شکل میں ایک نام حروفِ آیت قرآن میں مہکنے اور تبسم ریز ہونے کا معاملہ درونِ معنی ہے۔''صدقہ'' میں شاعر کو جید حاصل خوشگوار لمحے حضور کی آمد کا صدقہ معلوم ہوتے ہیں۔اس طرزِ اظہار میں تطہیر ذات کا عمل دکھائی دیتا ہے۔میرے نزدیک ویسے بھی نعت گوئی تطہیر قلب کا معاملہ ٹھہرتا ہے اور اس زاویے سے جہاں بھی حضورؐ اکرم کی مداحی دیکھنے کو ملتی ہے۔اس خوش قسمت شخص کی قربت حاصل کرنے کو جی چاہتا ہے۔''آسرا'' نئی منزل جوہری مقدر میں تخلیقی طور پر نئے Similies اور Metaphors خلق کئے گئے ہیں۔''نورِ اول'' کی تخلیق میں علیم صؔبا نویدی دانشوری بحرِ ذخار میں ڈوبتے نظر آتے ہیں جب بھی یہ کہتے ہیں۔

کب کہاں نور اترا

اس کا نور تھا اسی نے دیکھا

وسیلہ میں نویدی نے فکر و احساس کے سفر کی کہانی چند نثری ٹکڑیوں کے ذریعہ ادا کرنے اور نعت گوئی کے جواز کو مربوط کرنے کی کوشش یوں کی ہے۔

آرزوؤں کے قدم عرش پر
جذبے فلک سے بغل گیر
فکر سورج سے ناتہ جوڑے
احساس آسمانی
اظہارِ نورانی
نعت گوئی کا وسیلہ

''مرہم'' میں دکھی شاعر کی التجا کی تان اس بات پر ٹوٹتی ہے۔

کوئی خاکِ زمینِ مصطفٰےؐ لادے
میرے زخموں کے لئے پاہا بنادے

اور رحمانی دعا بھی اسی قبیل کی نظیر ہیں۔ تلاش میں ترسٹھ سال کا ہر ایک لمحہ معجزہ تیرا سے ہٹ کر حضور کو ایک دانشور کردار میں پیش کرتے علیم صبؔا نویدی نے نورانی سفر کو زماں ومکاں کو روشن کرنے والی ذات اقدس کو تاریخ علم وآگہی کا منارۂ نور قرار دیتے ہیں۔ جو برحق ہے۔ یہی نہیں نویدی نعت کہتے وقت ''مقامِ لا'' تک پہنچتے ہیں جہاں ان کی شناخت گم ہوجاتی ہے اور صرف سرشاری کیفیت طاری رہتی ہیں۔

مصطفٰےؐ پڑھ کر کوچۂ طیبہ کی گلیوں کا طواف کرنے کو جی چاہتا ہے یہی اعجاز نعتِ نثر بھی ہے اور علیم صبؔا نویدی کے جذبے کی طہارت خیزی بھی ہے۔ مجموعی طور پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان نثری نظموں میں نویدی نے انتہائی عقیدت سے زانوئے ادب کیا ہے۔ جس میں طبیعت کا فقر جھلکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر آفاق عالم صدیقی

ندرت پسند حضرت علیم صبؔا نویدی کا نیا کارنامہ
''نعت نبی میں نئی جہتیں''

علیم صبؔا نویدی اردو زبان وادب کا ایسا نام ہے جو اپنے کاموں اور کارناموں کی وجہ سے انفرادی شناخت رکھتا ہے۔ وہ بہ یک وقت ایک تجربہ پسند شاعر وادیب ہیں تو ایک قابل فخر محقق اور نقاد بھی ہیں ان کے تصنیفی تالیفی کاموں کے تناظر میں انہیں دیو قامت شخصیت کا حامل ادیب قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ وہ کام کی زیادتی کے باوجود نہ تو تھکان کا شکار ہوتے ہیں اور نہ کسی قسم کی یکسانیت کے روادار نظر آتے ہیں۔ گویا وہ ہر وقت نہ صرف یہ کہ ''ہے خوب سے خوب تر کہاں'' کی جستجو میں لگے رہتے ہیں بلکہ نئے امکانات کی دریافت پر بھی خاطر خواہ توجہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے قارئین ان سے کبھی مایوس نہیں ہوتے ہیں۔ تخیل وتفاعل کی رنگا رنگی علیم صبؔا نویدی صاحب کی پہچان ہے۔ ان کا تخلیقی کارنامہ اکثر لوگوں کو مبہوت کرنے میں کامیاب رہتا ہے۔

اس وقت ان کی نثری نعتوں کا مسودہ ''نعتِ نبیؐ میں نئی جہتیں'' میرے پیش نظر ہے اور کہنا چاہئے کہ نعتیہ نظموں کے شوق میں حضرت علیم صبؔا نویدی نے عشق نبیؐ کے ساتھ ساتھ سیرت نبیؐ کے بعض اہم رموز سے واقفیت کا بھی خوب خوب ثبوت فراہم کیا ہے۔ ان کی نثری نعتیہ نظموں میں جو دلکشی پیدا ہوئی ہے وہ دراصل ان کے تجربے کی صداقت سے ان کے عقیدے کی صالحیت کی برکت ہے۔ میرا خیال ہے کہ نویدی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق نعتیہ نظموں کا یہ مجموعہ بھی عجلت ہی میں ترتیب دیا ہے اور اس کی اشاعت کا بھی آناً فاناً ارادہ کرلیا ہے۔ اس کے باوجود یہ مجموعہ عاجلانہ نظمیہ بیان کے عیوب سے بہت حد تک پاک ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ کسی بھی کتاب۔ یا کسی بھی صنف شاعری کا لحن ایک عرصہ دراز تک علیم صاحب کے اندر گونجتا رہتا ہے اور وہ اندر ہی اندر اس لحن کی تربیت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب انہیں محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کا

موجودہ لحن اپنا وجود پا چکا ہے تو نہایت تندہی سے اسے لفظوں کے پیکر میں ڈھال کر یا پھر حرف وصوت کے رگ و ریشے میں اتار کر قارئین کے حوالے کر دیتے ہیں اور قارئین میں سے بیشتر جو باطنی تربیت اور لحن یابی سے ناواقف ہیں اسے حضرت علیم کا عاجلانہ کارنامہ سمجھنے کے فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ ان کے فن پارے سے کوئی گہرا اور جذباتی رشتہ قائم نہیں کر پاتے ہیں، جس سے فن پارے کی صحت یا فنکار کے فنکارانہ کمال پر تو کوئی حرف نہیں آتا ہے البتہ ادب کے سنجیدہ قاری کا المیہ واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ کچھ دوسری نوعیت کی گفتگو ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ انسان خدا کی حمد وثنا اور نبی اکرمؐ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اس کے باوجود اپنی آرزو مندانہ سعی وجستجو اور خواہش وآرزو سے باز نہیں آتا ہے اور عشق کے الوہی جذبے کا اظہار کسی نہ کسی شکل میں ضرور کرتا ہے۔ ''نعت نبیؐ میں نئی جہتیں'' بھی اسی آرزو مندانہ کوشش اور جذبہ عشق کی مثال ہے، جس کے دروبست میں شاعر کے جذبے کی صداقت اور وفور کو بخوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ نعتیہ نظموں کے چند ٹکڑے اور مصرعے ملاحظہ فرمائیے۔

- ہریالی پہ مسکراتا ہوا
سرسبز پودوں میں لہلہاتا ہوا
تازہ پھول پتوں کی اوٹ سے جھانکتا ہوا
ایک چہرہ
منور چہرہ.................. (مقدس روانی)

- یہ ہوا کے سرد جھونکے
فرحت بخش موسم
ساون رتیں
حضورؐ کی آمد کا صدقہ.............. ''صدقہ''

- درودوں کا پھاہا
مجرب علاج
سب اپنے پرائے

ہیں مطلب شعار

سراپا غم خوار

امی لقب

شاہ عرب...............''آسرا''

- وہ کون تھے؟

جن کے آگے

چاند، سورج، زمین، آسمان

سب کے سب

باادب سر جھکائے کھڑے تھے...........''وہ کون تھے''

نعتیہ نظموں کے ان ٹکڑوں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علیم صبؔا نویدی نے روایتی نعتیہ طرز تخاطب سے الگ ہٹ کر کچھ کہنے کی کوشش کی اور جہاں تک ممکن ہوسکا ہے نبی اکرمؐ کی سیرت کے کسی واقعے، یا پھر ان کی ذات والا صفات کے کسی ایک رخ یا پھر ان کی آمد کی وجہوں میں سے کسی خاص وجہ، اور ان کی ورود سعود سے پیدا ہونے والی لطافت وسعادت کی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور حتی المقدور ان تمام چیزوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے اسلام کا تعلق ہے۔ ان کی بعض نظمیں تو واضح طور پر کسی خاص واقعہ کا منظوم بیان معلوم ہوتی ہیں۔ مگر جذبے کی صداقت یہاں بھی قائم رہتی ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظمیں ''سواری'' ''نئی ملاقات'' وغیرہ دیکھی جاسکتی ہیں۔ نبی اکرمؐ سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے سب سے زیادہ محبت اپنے رب سے ہو اور پھر اپنے نبیؐ سے ہو۔ نبیؐ سے اسی محبت کے اظہار کے طور پر لوگ نعتیں لکھتے ہیں اور ان کی ذات وصفات کے علاوہ ان اشیا اور مقامات سے بھی اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں جس کا تعلق نبی اکرمؐ کی ذات سے ہے۔ چوں کہ حضور اکرم ﷺ کو شہر مدینہ سے محبت تھی اور انہوں نے یہیں سے دین اسلام کی تبلیغ کا کام کیا اور پھر اسی کی خاک میں آسودہ ہوئے اس لئے ہر نعت خواں کے یہاں مدینہ کا ذکر بڑے عقیدت مندانہ اور والہانہ انداز میں ہوتی ہے۔ علیم صبؔا نویدی صاحب کے یہاں بھی مدینے کا ذکر اور اس کی خاک کی اکسیریت کا ذکر بار بار ہوا ہے۔ مگر انہوں نے خاک زمین مصطفیٰؐ کا لفظ استعمال کرکے اس میں مکہ کو بھی اس خوبی سے ضم کردیا ہے کہ ایک خاص طرح کا توازن پیدا ہوگیا ہے۔ ایک مثال دیکھئے:

- میرا سینہ چھلنی ہے
میری سانسیں پژمردہ
میرا دل دھڑکنوں سے نابلد
میرا ذہن آہ وفغاں کے شعلوں میں مقید
اور بدن کا ریشہ ریشہ زخموں سے چور
ٹیسوں سے معمور
کوئی خاکِ زمینِ مصطفیٰؐ لادے
میرے زخموں کے لئے پھاہا بنادے............ ''مرہم''

علیم صبؔا نویدی نے نہایت آسان اور نثری زبان میں نعتیہ نظمیں کہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شعریت کے فقدان کے باوجود نظمیہ ساخت کے درو بست میں رچی بسی فنکارانہ خوش اطواری قارئین کو مایوس نہیں ہونے دیتی ہے۔ قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ عشق نبیؐ کی وارفتگی میں علیم صاحب ان حدود کو بھی عبور نہیں کرتے ہیں جن سے عابد و معبود کا احساس قائم ہے ظاہر کہ یہ احتیاط اور یہ شعور اسلام سے گہری واقفیت، شریعت وطریقت سے آگاہی اور خدا و نبیؐ کی عظمت وحرمت سے آگاہی وسرشاری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علیم صبؔا نویدی نے جہاں نثری نعتیہ نظمیں لکھ کر اردو میں ایک اور صنف کی ایجاد و اوّلیت کا سہرا اپنے سر پر باندھا ہے۔ وہیں انہوں نے نعت گوئی کے نام پر پھیلائی جانے والی بدعت سے گریز کر کے نعت رنگ شاعری کی صحت کا بھی احساس دلایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ حضرت علیم صبؔا نویدی کا یہ مجموعہ کلام اردو کے باذوق اور بالخصوص تجربہ پسند تخلیقی اور اختراعی فنکار کے لئے ایک تحفہ ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر آفاق عالم صدیقی
زبیدہ ڈگری کالج، بے نگر، شکاری پور
ضلع، شموگا، کرناٹک

رفیق شاہین، علی گڑھ

علیم صبا نویدی بحیثیت نعت گو

نعت اُردو شاعری کی ایک ایسی صنف سخن ہے جو حضرت محمد ﷺ کی مدح وثنا اوران کی سیرتِ پاک کے بیان سے مختص ہے۔ اسے شعرائے کرام کی پسندیدہ صنف کا درجہ حاصل ہے۔ نعت ابتدا سے ہی عربی فارسی اور دیگر زبانوں کے وسیلے سے اپنا ارتقائی سفر طئے کرتی رہی اور آج تو یہ اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی ہے۔

دنیائے ادب میں آفتاب عالمتاب کی مانند تاباں درخشندہ محقق، نقاد، ادیب اور شاعر علیم صؔبا نویدی جنہیں کثیر الموضوعات شاعر تسلیم کیا جاتا ہے اور جنہوں نے متعدد جدید وقدیم اور ملکی وغیر ملکی اصناف میں اپنی تخلیقی جولانیوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ تقدیسی ادب کی صنف نعت میں بھی انہوں نے اپنے آفریدگارانہ پروردگارانہ خلاقانہ ہنرمندانہ فنکارانہ فسوں کارانہ اور ساحرانہ جمال وجلال اور کمال کی خوب خوب جلوہ پاشیاں کی ہیں۔ عام طور پر نعت کے لئے شعرائے عظام بطور ہیئت غزلیہ یا پھر پابند وآزاد نظم کے طور طریقوں کو اختیار کرتے رہے ہیں لیکن علیم صؔبا نویدی کا اختصاص یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جودت طبع کا مظاہرہ کرتے ہوئے نعت گوئی کے لئے نثری نظم کی ہئیت کا انتخاب کیا ہے۔ نثری نظموں کو اگرچہ ادب کا ایک حلقہ شک وشبے کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن نویدؔی صاحب کی نثر میں جو نظم کا خوشگوار رنگ وآہنگ نغمگی بکھیر رہا ہے اُس سے متاثر ہوکر لگتا ہے مخالفین بھی نثری نظم کی اہمیت وافادیت اور اس کی دلفریب معنویت وتاثریت کے دل سے قائل ہوجائیں گے۔ موصوف نے علامات واستعارات کی زبان میں فطرت کے سحرانگیز مناظر کی مصوری اور لب ولہجے کی غنایت ونوشیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دلی عقیدت کا شعری اظہار جس خوش اسلوبی سے کیا ہے۔ وہ بے نظیر وبے عدیل ہے۔ نظم ''مقدس روانی'' میں حضور صلعم کے رخ روشن کی مرقع کشی میں جو شعریت، شیرینیت، تقدیست اور معنویت پیدا کی گئی ہے۔ وہ قاری کو خوشبو کی طرح روح میں اترتی

محسوس ہوتی ہے۔ ان کے فکروفن ہنرمندانہ اور ساحرانہ جمال وکمال سے لطف اندوز ہونے کے لئے اُن کی اس نظم کی چند ابتدائی سطریں مشتے نمونہ ازخروارے ملاحظہ ہوں۔

''ہریالی پر مسکراتا ہوا، سرسبز پودوں میں لہلہاتا ہوا، تازہ پھولوں کی اوٹ سے جھانکتا ہوا، ایک چہرا، منور چہرا، کائنات کے بھید بھاؤ سمجھا رہا ہے، زمین وآسمان کی شادابی کے، سمندر کی سیرابی کے، فکروفن کی سربلندی کے، شعور ولاشعور کی زرین لہروں کے''

ان کی مختصر نظم ''صدقہ'' بھی سرور کائنات حضرت محمد صلعم کی ذات اقدس کی حرمت وافضلیت پر دال ہے کہ اُس ذات پاک کی آمد بابرکت سے کس طرح عرب کی سرزمین سے جہل کی تاریکیاں دور ہوگئیں اور دنیا بھر میں کس طرح تہذیب وتمدن کا اُجالا پھیل گیا۔ خوشنما استعاروں کی خوشبو سے اطہر ومعطر اُن کی یہ جانفزا نظم اپنے اندر کائنات کی سحرزائیوں کی وجدانی لطافتیں لئے ہوئے ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

''یہ سحر کے سرد جھونکے، لوبانی خوشبوئیں، فرحت بخش موسم، ساون رُتیں، سرمستیوں کے دن، مبارک راتیں، مقدس لمحات، روحانی تجلیاں، حضورؐ کی آمد کا صدقہ۔''

اسی طرح ان کی نظم ''محتاج سہارا'' بھی ان کی ایک موثر اور اہم نعتیہ نظم ہے جس میں انہوں نے دنیاوی اعتبار سے اور روحانی طور پر بھی خود کو معذور لاچار اور بے کس وبے بس مان کر حضور صلعم کے سہارے، جو سب سے بڑا سہارا ہے کو پانے کی شدومد سے تمنا اور آرزو کی ہے۔ نظم میں رواں دواں بیانیہ اور جذبات واحساسات کا تخلیقی اظہار واسلوب دل کو موہ لیتا ہے۔ یہی خوبی ان کی نعت ''اے میرے محبوب'' میں بھی اُبھر کر سامنے آئی ہے۔ بے بضاعتی اور ذاتی بے مائیگی کے شدید احساس کی مصوری اور آقا کے کرم والتفات کی التجا پر مبنی ان کی اس مکمل نعت کے اندراج کے ساتھ ہی درمضمون بند کرتا ہوں ساتھ ہی میں اس نعتیہ مجموعے کی مرتبہ محترمہ ڈاکٹر جاویدہ حبیب کو بھی اس کارِ خیر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

''میرا ماحول تعفن آمیز، میرے گھر کے لوگوں کے دل زنگ آلود، در و دیوار شکوک آور، بستر گناہوں سے ملوث، نیندیں چاک گریباں، خواب برہنہ، جسم ناپاک، آرزوئیں صد چاک، راتیں بیوہ، دن محنت، عبادت گاہوں سے دور، رہنے والوں کے پاس، نہ خوف خدا، نہ حب رسول، ہر طرف دھواں ہی دھواں، میرے محبوب خدا، اک نظر، عنایت کی، ادھر بھی۔''

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر منظور احمد دکنی

علیمؔ صبا نویدی کی نثری نعتیں ایک نیا تجربہ

علیم صبا نویدی ہمہ وصف وہمہ پہلو قلم کار ہیں جنہوں نے ادبی دنیا میں اعتبار پایا ہے۔ان کے یہاں بیک وقت تخلیقی،تنقیدی اور تحقیقی جوہر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔شعری اظہار میں نئے تجربات سے گزرنا ان کا مشغلہ اور ذوق ہے۔انہوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔آج بھی ان کا علمی اور ادبی کام جاری ہے۔برِ صغیر ہند و پاک کے زود نویس قلم کاروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔موصوف کا خمیر مدراس اور نواح مدراس کی مٹی سے اٹھا ہے جہاں سے بے شمار شعراء اور ادباء نے اردو زبان وادب میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔وہ ایک ماہرِ فن کی حیثیت سے ہر طرح کے تجربات سے گریز نہیں کرتے بلکہ مختلف ہیئتوں اور فارم کی شاعری میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور قوسِ قزح کی طرح فن کو بحسن خوبی مترشح کرتے ہیں کہ قاری اُن کے وسیع مطالعے اور گہرے مشاہدے کو محسوس کرتے ہیں۔اب تک ان کی زائد از پچاس تحقیقی،تنقیدی اور تخلیقی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

نعتِ شریف ایک مقدس صنف ہے جس کے ذریعے شاعروں نے اپنے پاکیزہ جذبات واحساسات کی ترسیل وابلاغ کرتے ہوئے قاری کے قلب ونظر کو مصفیٰ ومجلیٰ کیا ہے۔علیم صبا نویدی نے بھی اس مقدس صنف کی مختلف فارم اور ہیئتوں میں تخلیق کے جوہر ظاہر کر کے مسرت وسعادت مندی حاصل کی ہے اور عشق رسول ﷺ اور مدحتِ رسول ﷺ کو اپنی نعتیہ شاعری کا محور ومرکز بھی بنایا ہے۔ایک عاشقِ بامراد جس کا سینہ عشق محمدی ﷺ سے سرشار ہو وہی نعت جیسی تقدس آمیز صنف کو اپنے اظہار کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنی نجات کا راستہ بناتا ہے ایسے ہی بامراد عاشقوں میں علیم صبا نویدی کا نام بھی ہے جنہوں نے نعتیہ شاعری کے جلوے بکھیرے ہیں۔

فی زمانہ نثری نظموں کا بازار گرم ہے ہر کس وناکس اس جدید صنف سخن کو اپنے اظہار کا ذریعہ بنا رہا ہے۔ناقدین نے بھی اس نئی صنف پر اپنے خیالات رقم کئے ہیں۔مگر آج بھی اس نئی صنف کو وہ اعتبار حاصل نہ ہوسکا جو پابند شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔اگر پابند شاعری کرنے والے حضرات اس طرح کے تجربات کرتے ہیں تو ان کے تجربے نو واردان کے لئے نفع بخش ثابت ہوسکتے ہیں۔چونکہ علیم صبا نویدی نے پابند شاعری بھی کی ہے۔ غیر پابند شاعری میں تجربے کرنا گوارا کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے جدید اصناف جیسے ہائیکو،ترائیلے، آزاد غزل،آزاد نظم اور نثری نظم وغیرہ میں نعتیہ شاعری کو پیش کیا ہے۔نثری نظمیں نصف صدی کے عرصے میں اپنے لئے نئے امکانات پیدا کر لیے ہیں اور یہ نظمیں عصرِ حاضر کی بیانیہ بن کر سامنے آئی ہیں۔درج ذیل نثری نعتیہ نظمیں علیم صبا نویدی کو جدت پسندی اور عصری

حسیت کے ساتھ ساتھ ان کے عشق رسول ﷺ اور مدح رسول ﷺ کا اعلان نامہ ہیں:

سر جھکایا / تو سامنے / خلدِ بریں تھا / سر اٹھایا تو / نہ آسماں / نہ چاند / نہ ستارے / عجب بے خودی تھی / نورانی جلوؤں میں بھیگی رُتیں / مجھے / اپنی جانب بلا رہی تھیں / اور میں / آہستہ آہستہ / سچائی کا مقدس دامن تھامے / آگے بڑھ رہا تھا / حب محمدی کی روشنی میں / خود اپنی ہی آگہی میں۔

(نظم: حب محمدی)

میں خاک زاد ہوں / سراپا نور کونین آپ ﷺ / بس ایک کرن / آپ ﷺ کے چشمِ کرم کی / بھیک میں مل جائے مجھے / میں اپنے آپ کو تقسیم کر دوں / جہانِ عرفان میں / اور / انا میری / سکڑ کے رہ جائے / آپ ﷺ کے قدموں کی مقدس مٹی / جسے میں چوم لوں / کیا یہ ممکن ہے۔۔۔!!

(نظم: کیا یہ ممکن ہے)

میرا ماحول تعفن آمیز / میرے گھر کے لوگوں کے دل زنگ آلود / در و دیوار شکوک آور / بستر گناہوں سے ملوث / نیندیں چاک گریباں / خواب برہنہ / جسم ناپاک / آرزوئیں صد چاک / راتیں بیوہ / دن مخنث / عبادت گاہوں سے دور / رہنے والوں کے پاس / نہ خوف خدا / نہ حب رسول ﷺ / ہر طرف دھواں ہی دھواں / اے میرے محبوب خدا / اک نظر عنایت کی / اس طرف بھی۔

(اے میرے محبوب خدا)

انسانی حیات میں خوشی و شادمانی کے لمحات نعمتِ عظیم سے کم نہیں ہوتے جسے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے وہ خوش نصیب ہوتا ہے مگر کوئی بلا وجہ خوشیوں کا اظہار نہیں کرتا بلکہ اس کے پیچھے کوئی سبب کار فرما ہوتا ہے۔ عید بھی ایسی ہی خوشیوں میں شمار ہوتی ہے جو ہر سال پلٹ آتی ہے۔ لہٰذا اہلِ ایمان کے لئے ''ماہِ عید الاعیاد'' (بارہ ربیع الاول) ایک مقدس ترین دن ہے جس میں ولادت باسعادت سید البشر حضرت سید الکونین ﷺ ہوئی ہے۔ عوامی سطح پر اس دن خوشی کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ اس دن کی عظمت و رحمت کا خیال آتا ہے تو عشاقانِ رسول ﷺ کا قلب و نظر فخر و انبساط کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دن اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمتِ خاص

کے نزول کا دن ہے۔ اتنے اہم دن کا استقبال انتہائی عقیدت اور خلوص کے ساتھ ہونا چاہئے کہ ہم نبی پاک ﷺ کا پیغام اپنی عملی زندگی میں نافذ کر کے دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف پیغام رسول ﷺ بلکہ عشق رسول ﷺ کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ علیم صبا نویدی نے بھی حضور اقدس ﷺ کی آمد کا روحانی و جمالیاتی منظر ''نثری بیانیہ'' میں اس وارفتگی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ نظم میں لطف وانبساط پیدا ہوگیا ہے اور اور یہ نظم بصری پیکر کا ایک جمالیاتی اظہار بن گئی ہے:

یہ ہوا کے سرد جھونکے / لوبانی خوشبوئیں / فرحت بخش موسم / ساون رتیں / سرمستیوں کے
دن / مبارک راتیں / مقدس لمحات / روحانی تجلیاں / حضور ﷺ کی آمد کا صدقہ۔
(نظم: صدقہ)

مدح رسول کی ایک اور مثال جس میں ہجرت کے واقعہ کو نظمانے کی کوشش کی ہے اس نظم میں ہجرت کے واقعے کا جمالیاتی منظر پیش کیا گیا ہے۔ جس میں بنونجار کی لڑکیاں آپ ﷺ کے استقبال میں گیت گارہی ہیں۔ اس عظیم واقعے کی پیکر سازی کچھ اس طرح کی ہے کہ پوری نظم ایک تلمیحاتی منظر پیش کررہی ہے:

یہ دف بجاتی دوشیزائیں / رس بھرے راگوں کے دلکش باغ / مہکتے لمحوں کی باراتیں ۳ مسرت میں
جھومتی، مسکراتی شامیں / ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرند / شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں / لہلہاتے آنکھ مچولی
کھیلتے پودے / نور کی رتھ پہ آنے والی / سواری کے منتظر ہیں۔
(نظم: سواری)

علیم صبا نویدی کی ایک اور نثری نعت ''محروم فیضان رسول ﷺ'' ہے۔ اس نظم کے حوالے سے ایک عاشق صادق سامنے آرہا ہے اور گستاخوں کو للکارتے ہوئے انہیں تہذیب اور اسلاف کی روایت کا دشمن قرار دے رہا ہے اور ایسے لوگ نہ صرف تہذیب و صالح روایت کے دشمن ہوتے ہیں بلکہ انسانیت کے لئے بھی نقصاندہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے نامرادوں کو انہوں نے مردہ قرار دیا ہے کہ وہ فیضانِ رسول ﷺ سے ہمیشہ محروم ہونگے دراصل یہ نظم عظمت رسول ﷺ کے منکروں کے لئے ایک تازیانہ وعبرت سے کم نہیں ہے:

اس کی زبان نوچ لو / اس کے ہاتھ قلم کرو / اس کے احساس کو سولی پہ چڑھادو / اس کی فکر زندہ در
گور کردو / اس کے اظہار کو سیاہی کا کفن پہنادو / اس کے جذبوں کو گرم سلاخوں پہ رکھ دو / وہ
اپنے آباواجداد کی تہذیبوں کا دشمن ہے / وہ ان صالح روایات کا مخالف / وہ ان کے علمی اثاثے کا
ناقدرداں / وہ ان کے آثار قدیمہ کا منکر / وہ حضور ﷺ کے فیضان سے محروم / وہ زندہ ہے مگر

مردوں میں شامل۔

(نظم: محروم فیضانِ رسول ﷺ)

غرض علیم صبا نویدی نے جدت پسندی کے اس دور میں شعری اظہار میں سچے عشقیہ و تقدیسی اظہار کو نمایاں کیا ہے جو بے اعتبار سماج و اصلاح طلب معاشرے میں رسول مکرم ﷺ کی بے مثال سیرت اور اوصاف حمیدہ کا بیانیہ بن کر سامنے آئی ہیں۔ نثری نظموں کا تصور کسی بھی فنی پابندیوں کا پابند نہیں مگر ان کی نعتیہ شاعری بصری پیکر اور روایتی و نئی لفظیات کے بے شمار اوصاف سے متصف معلوم ہوتی ہے۔ ان کی نثری نعتوں کے مطالعے سے یہ بات بھی قاری محسوس کرسکتا ہے کہ شاعر کے خیالات، مروجہ خیالات سے مماثلت نہ سہی مگر ان کے اظہار کی زبان جدید شاعری کے وصف کی حامل نظر آتی ہے۔ ان نثری نعتوں میں عصری و دینی حسیت، عقیدت و مدحت کے نئے رنگ، نئی شاعری کا اظہار یہ ہیں۔ اس کے علاوہ شاعر کے وجدان و عشق کی حرارت اور اس حرارت سے پگھلتے احساسات و جذبات کی نیرنگیاں ان نثری نعتوں کو روایتی نعتیہ کلام سے مختلف بنا دیتی ہیں اور نثری نعتوں میں جدید نظم کا تسلسل، شاعرانہ حسی پیکر وغیرہ قاری اور سامع کو ایک بے کراں کائنات سے متعارف کرواتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی زبان و بیاں اور لفظیات کا دروبست ایک مخصوص لب ولہجہ کی تشکیل کرتے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ علیم صبا نویدی نے جہاں اپنی تحقیق و تنقید سے علمی و ادبی حلقوں میں شہرت حاصل کی ہے وہیں اردو کی جدید نعتیہ شاعری کی ترسیل و ابلاغ میں بھی اہم رول ادا کیا ہے۔ غرض نویدی صاحب کی عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی نثری بیانیہ سے مزین نعتیں قاری کو مسرت، بصیرت و بصارت کی حسین نورانی مثلث۔ سے سرشار کرتے ہوئے عشقِ محمدی ﷺ کی سرفرازیوں سے روشناس کرواتی ہیں۔ اس طرح عشقِ حقیقی کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔

شعبہ اردو فارسی گلبرگہ یونیورسٹی، گلبرگہ

☆☆☆

ڈاکٹر مشتاق احمد وانی کشمیر

نعت محمدیؐ میں نئی جہتیں

علیم صبؔا نویدی ایک ایسی مُتحیّر کُن ادبی شخصیت ہیں جنھوں نے اردو نثر و نظم میں تہلکہ سا مچادیا ہے۔ وہ ٹملناڈو کی راجدھانی چینئی میں سکونت پذیر ہیں اور ایک طویل عرصے سے اردو شاعری اور نثر نگاری کے ذریعے اردو کی آبیاری کرنے میں مُنہمک ہیں۔ اردو ادب میں اُن کی حیثیت نہ صرف ایک کہنہ مشق شاعر کی ہے بلکہ وہ محقق، نقاد، مترجم، افسانہ نگار، تذکرہ نویس اور سخن طرازی میں نئے شعری تجربوں کا بھی شعور رکھتے ہیں۔ ان کی درجنوں کتابیں تا حال منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ تامل ناڈو میں اردو کی تاریخ و تنقید اور زبان وادب کے منظرنامے سے وہ بخوبی واقف ہیں یوں تو علیم صبؔا نویدی کی تمام تصانیف گہرے فکر و احساس اور ادبی معیار کی حامل ہیں لیکن اُن کی حالیہ برسوں میں شائع شدہ تصنیف ''اردو شاعری میں ہیئتی تجربے'' بالکل اپنی ایک الگ نوعیت کی کتاب ہے جس میں انھوں نے ان تمام نئے شعری تجربوں کی تفہیم کروائی ہے۔ جن سے اردو شعراء کی ایک بھاری تعداد ناواقف تھی۔ میرے خیال میں ایک بڑا ادیب اپنی قلمی زندگی کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں بھی ایک بڑا انسان ہونا چاہئے۔ علیم صبؔا نویدی کی شعری و ادبی جہات میں مجھے ایک شریف النفس، خدادوست اور انسانی قدروں کو عزیز رکھنے والے شاعر و ادیب نما کردار جھلکتا نظر آتا ہے۔ میں وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ انھوں نے ذہنی عیاشی کے لئے نہ تو شاعری کی اور نہ ہی نثر لکھی بلکہ انھوں نے اپنے صالح جذبات واحساسات، تجربات و مشاہدات کی ترسیل کے لئے شعر و ادب کا سہارا لیا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے نہایت سنجیدگی اور ایمانداری سے لفظ و معانی کی حرمت کو بحال رکھا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اس وقت علیم صبؔا نویدی کی چند نثری نعتیہ نظموں کا مجموعہ میرے پیش نظر ہے۔ ان نثری نعتیہ نظموں میں انھوں نے حیات و کائنات میں پھیلی خدا کی صناعی اور اس کی ربوبیت کی تعریف و توصیف شاعرانہ پیرائے میں کی ہے۔ جن کی قرآت سے قاری کے شعور اور تحت الشعور میں یکے بعد دیگرے پیکر در پیکر کا ایک لامتناہی سلسلہ ترتیب پاتا ہے۔ خالقِ کائنات (خدا) اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس کہ جن کی آمد سے عرش و فرش کی ہر شئے رنگ و نور میں رنگ گئی یہ بھی ہمارے جزوِ ایمانی میں شامل ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت نہ ہوئی ہوتی تو اس دنیا پہ لاعلمی اور گمراہی کے بادل چھائے رہتے۔ علیم صبؔا نویدی کی نثری نعتیہ نظموں میں رسول پاک ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے کئی نورانی پہلوؤں کی طرف قاری کی توجہ مبذول کراتی ہیں۔ نمونے کے طور پر زیرِ نظر مجموعے کی پہلی نظم ''معجزہ'' ملاحظہ فرمائیں:

''کالی کملی

میرے سر پہ سایہ فگن کیا ہوئی

رحمتیں

میرے حق میں آ گئیں

میں

سراپا منور ہو گیا

میرے ظاہر و باطن کی کائنات

ذاتِ اقدسؐ کے جلووں سے

میرا سر

جو کل تک

سب کے آگے

سجدہ ریز تھا

آج میرے آگے

ایک دنیا سجدہ ریز ہے

یہ منظر

کتنا تعجب خیز ہے''

بحوالہ نعتیہ نظم شاعر کے پاکیزہ جذبے سے تعلق رکھتی ہے نبی رحمت ﷺ سے گہری عقیدت کے باعث شاعر کو اطمینان قلب کی جو سرشاری نصیب ہو رہی ہے وہ قابلِ رشک ہے۔ علیم صبا نویدی کے پاس خوب صورت اور پر کشش الفاظ، تشبیہات و استعارات، محاورات، تراکیب اور ضرب الامثال کا ذخیرہ موجود ہے۔ اُن کے شعری لب و لہجے اور فکر و احساس میں تازہ کاری، موضوعات میں تنوع اور وسعت پائی جاتی ہے۔ میں ان نثری نعتیہ نظموں کو پڑھتے ہوئے مسرور ہوا ہوں۔ خدا سے دعا گو ہوں کہ علیم صبا نویدی علم و ادب کے میدان میں پوری ذہنی یکسوئی اور ذوق و شوق کے ساتھ سرگرم عمل ہیں اور اردو والے ان کی شاعری اور زرین نثر پاروں سے مستفید ہوتے ہیں۔

بدر محمدی، ا، چندر پور، بریاپور، بسائی (بہار)

نویدی کی نثری نعتوں پر ایک نظر

"بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کوطول دینے کا سلسلہ ازل سے تاامروز جاری ہے۔اس سلسلے کو جاری رکھنے میں خدا اور خلق خدا دونوں شامل ہے۔ ہفت اقلیم کی دوسری بزرگ ترین ہستی کا اولین مدح سرا خود خالق کائنات ہے۔محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کی نعت قرآن مقدس کے صفحات پر بھی ہے اور فرشتوں کے لبوں پر بھی۔انہیں موذن بھی یاد کرتا ہے اور نمازی بھی۔آقائے دو جہاں ﷺ کے ذاتی اور صفاتی نام نعت ہی کے روپ ہیں۔اور ان پر بھیجے جانے والے درود سلام بھی اسی کا حصہ ہیں۔ان کے فضائل و کمالات کی حد ہے اور نہ ان کی مدح خوانی کی انتہا۔فخر دو عالم ﷺ کی نعت گوئی کی کوشش مختلف لوگوں کے ذریعہ اور مختلف طریقوں سے کی جارہی ہے۔ایسے ہی طریقوں میں ایک طریقہ شعر وادب کا بھی ہے۔عربی، فارسی اور اردو ادب میں یہ عمل صدیوں سے جاری ہے۔ایسا شاید ہی کوئی شاعر ہو جس نے تبرکاً نعت کے ایک دو شعر نہیں کہے ہوں۔ نعت رسول ﷺ کو باعث خیر و برکت سمجھا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسے شعری مجموعے کے ابتدائی حصے میں جگہ دی جاتی ہے۔ عام شاعری کی طرح نعتیہ شاعری بھی نعتیہ غزل، نعتیہ نظم، نعتیہ قطعات، نعتیہ رباعی، نعتیہ ماہیے، نعتیہ ثلاثی کی صورتوں میں معرض تخلیق میں آتی ہے۔ایسی نعتیہ شاعری کے ان گنت مجموعے منظر عام پر آکر حسن قبول حاصل کر چکے ہیں۔اس سرمائے میں حالیہ اضافہ علیم صبا نویدی کی نثری نعتوں کا گلدستہ ہے۔

شاعری کی ساری اصناف نعت گوئی کا جامہ پہن چکی ہیں۔تو نثری شاعری اس سے کیوں مبرا رہتی۔علیم صبا نویدی نے نثری نعتوں کو منصۂ شہود پر لا کر شاعری کی اس قسم کو واقعتاً خوش نصیب کر دیا ہے۔شاعر موصوف کی وابستگی شعر گوئی سے بھی ہے اور نثر نگاری سے بھی۔وہ ان دونوں کے مرد میداں رہے ہیں۔انہوں نے تیسرا میدان نثری شاعری اور نثری نعت نویسی کا اپنایا ہے۔انہیں ایسا کرنے سے نثری شاعری افادیت سے لبریز ہوگئی لگتی ہے۔یہ کام انہوں نے تجربے کے طور پر نہیں بلکہ عقیدے کے تئیں کیا ہے۔ان نثری نعتوں میں ان کا شعری تجربہ بیان ہوا ہے۔اردو شاعری پابند شاعری سے آزاد شاعری کی طرف آئی اور بعد از اں نثری شاعری کی جانے لگی۔بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی سے رائج نثری شاعری اردو ادب میں اپنی جڑیں مستحکم کر چکی ہے۔آج کی تاریخ میں اسے شرف قبولیت حاصل ہے۔علیم صبا نویدی نے نثری نعتیں پیش کر کے اسے مزید قبولیت سے ہمکنار کیا ہے۔ان کی یہ شاعری تبلیغی یا تحریکی جوش کے طور پر نمودار نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ شاعر کے عجز بیان کا ثمرہ ہے۔فطری نغمگی اور مستحکم آہنگ نے علیم صبا نویدی کی نثری نعتوں میں سحر کاری پیدا کر دی ہے۔

نثری شاعری چونکہ نظم کی شاعری ہے اس لئے نویدی نے نثری نعت بھی نظمیہ پیرائے میں پیش کی ہے۔ان نعتیہ نظموں کا عنوان بھی انہوں نے خوب دیا ہے۔ان میں کچھ عنوان شاہ امم ﷺ سے منسوب ہیں اور کچھ شاعر سے وابستہ۔قریب تین

در جن نثری نعتوں پر مشتمل ان کا شعری مجموعہ بلاشبہ اثر انگیز کیفیت کا حامل ہے۔نویدی کی نثری نعتیہ شاعری میں بحیثیت نظم متاثر کرنے کی پوری صلاحیت ہے۔اس کا وسیلۂ اظہار نثری ہے مگر یہ شاعری ہے۔رمز و ایما کی شاعری علائم و استعارات کی شاعری۔اس میں شاعری کی تمام خوبیاں ہیں سوائے موزونیت۔اس کا طرز بیان شاعرانہ ہے۔لفظوں کی ترتیب فطری اور دلکش ہے۔زبان کا تخلیقی استعمال رنگ سخن سے ہم آمیز ہے۔حسن کارانہ زبان کے باعث اس کی پہچان اچھی شاعری کے طور پر کیا جانا بجا ہے۔شاعری کی طرح نظر آنے والی یہ نثر واقعتاً شاعری ہے۔اس میں وہ چیزیں موجود ہیں۔جن سے شاعری اور اچھی شاعری عبارت ہے۔پابند شاعری کی لطف اندوزی سے بھرپور یہ شاعری شعری اثاثے کی طرح نقش چھوڑنے والی ہے۔

ہر وہ نثری نظم جس میں زبان کا تخلیقی استعمال ہو اور شاعری کا سارا ارتکاز اور لذت ہو اور جسے نظم کے طور پر سطروں اور بندوں میں پیش کیا جائے وہ نظم ہے۔لہٰذا علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں نظم ہیں اور عمدہ نظم ہیں۔ان میں موجود نثر آزاد نظم سے مختلف ہے۔نعت نویسی کی یہ نثری پیش کش مقفیٰ مسجع نثر سے بھی مختلف ہے۔اس میں شدت احساس،وحدت تاثر اور شعری معنی کا ارتکاز ہے۔معنیاتی تہہ داری ہے۔معنیٰ و احساس کی ترسیل ہے۔نثری شاعری ایک باغیانہ شاعری ہے مگر علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں ایسی نہیں۔یہ پر جوش تخلیق کا نمونہ ہیں۔شعر گو کے خیالات کی تازہ ہواؤں سے فن کی زمین زرخیز میں شاعری کی فصلیں لہلہا اٹھی ہیں۔ان میں درود کی کرنیں،وضائف کی بارشیں ہیں۔نیک لمحوں کی قربتیں،عبادتوں کی خوشبوئیں ہیں۔آسمانی احساس کا نورانی اعجاز ہے۔نکہت و نغمہ میں ڈوبا موسم ہے۔خود میں کھو جانے کی باتیں ہیں۔پنہاں رموز کو واضح کرنے کا عمل ہے۔سوچ کی نورس دھنک ہے۔محبت کے انمول جذبے ہیں۔جذبوں کا احساس ہے۔

علیم صبا نویدی کی جھولی میں عاقبت سنوارنے والی روشن دعائیں ہیں۔ان دعاؤں کا رشتہ شہہ دوسرا ﷺ کے دست مبارک کی خوشبوؤں سے ہے۔شاعر نے حضور اکرم ﷺ کے روئے مبارک کو قرآنی چہرہ،نورانی چہرہ سے موسوم کیا ہے۔جو چراغ فکر و احساس کو روشن کرتا ہے۔اور جس سے ملاقات نیکیوں سے دامن بھرنے کے مترادف ہے۔نعت گو نے نبی آخر ﷺ کو تہذیبوں کو نور دینے والا،لفظ و معنی کو شعور دینے والا،جذبوں کو جلوۂ ظہور دینے والا،سینوں کو قرآنی آیتوں سے معمور کرنے والا بتایا ہے۔نویدی نے انہیں خیر البشر اور نور مجسم ہونے پر زور دیا ہے۔ان کے نور کو نور اول کہا ہے۔اور ''اول ما خلق اللہ نوری'' کی تائید میں شعری وضاحت پیش کی ہے۔نورانی ملبوس،منور چہرہ،روشن زباں،نورانی جلوؤں،نورانی برسات اور نورانی سفر کے حوالے سے کیا گیا نور مجسم ﷺ کا ذکر روشن روشن لگتا ہے۔بعض نعتیہ نظم کا تو عنوان ہی انہوں نے اسی مناسبت سے رکھا ہے۔مثلاً نورانی تبسم،نورانی پتلیاں،نورانی لمحات،نور الٰہی،نور اول،اول ما خلق اللہ نوری وغیرہ۔اس سراپا نور سے خاک زاد نویدی چشم کرم کی ایک کرن بھیک میں چاہتا ہے۔کہ انہیں کا نور ہر سو رواں دواں ہے۔

تمام کائنات اور کائنات کی ساری چیزیں مثلاً ہوا کے جھونکے،لوبانی خوشبو،فرحت بخش موسم،ساون رت،ہر مستی کے دن،مبارک راتیں،مقدس لمحات اور روحانی تجلیوں کو علیم صبا نویدی نے مختار دو عالم ﷺ کی آمد کا صدقہ بتایا ہے۔انہوں نے

سارے اپنے پرائے کو مفاد پرست ٹھہرایا ہے۔ صرف شاہ عرب ﷺ کو سراپا غم خوار اور درد والم کا آسرا قرار دیا ہے۔ ان کے عقیدے میں پیارے نبی ﷺ کی ذات مقدس وہ ذات ہے کہ جس کی نظر التفات کی چند میٹھی بوندیں ٹپک جانے سے احساس کی کونپلیں تر و تازہ اور اظہار کے زمین و آسمان معطر و منور ہو جاتے ہیں۔ ذات انسانی میں نور نبی ﷺ سا جانے سے مقدر جوہری ہو جاتا ہے اور مسکراتے پھول، ہنستی کلیاں، سرسبز و شاداب کھیت، بہتی ندی، کوہسار کے آبشار سب سے مضبوط رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ شاعر کا عقیدہ ہے کہ نکہت و نغمہ میں ڈوبے موسم، سرسبز بیل بوٹے، شاداب باغ، چہچہاتی چڑیاں، ٹھنڈی ہوائیں یعنی دنیا کے سارے مناظر درود مصطفےٰ ﷺ میں محو ہیں۔ درود مصطفےٰ ﷺ کی مقدس آواز روشن ہونے سے لبوں پر نئی مسکراہٹ، سینے میں طمانیت اور تجلیوں کی نئی کائنات تخلیق ہوتی ہے۔ ہونٹوں پر درودوں کا سلسلہ ہونے سے لمحات معطر اور کائنات روشن ہو جاتی ہے۔

ثنا خوان محمد ﷺ علیم صبا نویدی نے خاک زمین مصطفےٰ ﷺ کو مرہم کا نام دیا ہے۔ اور اسے زخموں کا پھاہا بتایا ہے۔ شاعر کے دل میں ان کے قدموں کی مقدس مٹی کو چومنے کی تمنا ہے۔ نویدی کے لبوں پر انہیں کا نام نقش گر اور سینے میں جلوہ فشاں ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا نام سانسوں میں خوشبوئیں بھرتا ہے۔ علم و آگہی میں مہکتا، مسکراتا ہے۔ حبیب خدا ﷺ کا گھر آنا سانسوں کا مقدر سنور جانے سے تعبیر ہے۔ سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس کے آگے چاند سورج، زمین و آسمان سب کے سب باادب سر جھکائے خاموش کھڑے ہوتے ہیں۔ فیضان رسول ﷺ سے سرشاری جتنی بڑی بات ہے اس سے مایوسی اتنی ہی بری بات۔ ایسا شخص ناقدری کی حد کو پہنچ جاتا ہے۔ شہہ بطحیٰ ﷺ کے فیضان سے محروم زندہ ہوتے ہوئے مردوں میں شامل ہے۔ نویدی کی نعتیہ شاعری انہیں عاشق رسول ﷺ ہونے پر دال ہے۔ انہوں نے حب محمدی ﷺ کا خوبصورت اظہار کیا ہے۔ ان کے درون ذات نعت محمد ﷺ کی روشن کائنات لے کر ایک پیکر داخل ہے انکے ہونٹ مصروف تلاوت لہو سجدہ ریز، آنکھیں طواف میں مصروف اور سانسیں محو نظارہ ہیں۔ نویدی کی نعت گوئی اس منزل پر ہے کہ خوشبو ان کے وجود کو غسل دے رہی ہے۔ ان پر سرشاری کی ایسی کیفیتیں طاری ہیں کہ وہ، وہ نہیں رہے۔ ان کی آرزوؤں کے قدم عرش پر ہیں اور جذبے فلک سے بغل گیر۔ ان کے لئے نعت گوئی کا وسیلہ وہ وسیلہ ہے جس سے احساس آسمانی اور اظہار نورانی ہو جاتا ہے۔

علیم صبا نویدی کی نثری نعتوں کا آغاز پرکشش اور اختتام اثر انگیز ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں باتیں بیان ہونے سے ترسیل معنی میں دشواری پیش نہیں آتی۔ ان کی اس طرح کی نعتیہ گفتگو ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کشش اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کی نعت گوئی احساس کے آنگن میں اترنے کی کوشش ہے۔ اور اس کوشش میں بردباری اور عاجزی و انکساری ہے۔ انہوں نے رسول اعظم ﷺ کے سہارا کی بات یونہی نہیں کی ہے بلکہ پہلے وہ پس منظر پیش کیا ہے جس کی وجہ سے بے سہارے کو تاجدار کونین ﷺ سے آس لگی ہے۔ نویدی کی نثری نعتوں میں مناظر کی تصویر کشی خوش رنگ تتلیوں کی طرح ہے۔ عربی لفظیات کے اندر سے روشنی میں بھیگی ہوئی آنکھیں، پتوں کے ہونٹ سے جھانکتا ہوا تازہ پھول، نکہت و نغمہ میں

ڈوبے موسم، گرتی ہوئی چکنی مٹی کی دیوار، ارض وسما کی مقدس بارات، جلتے الفاظ کے درمیان سلگتے ہونٹ، ذہن آہ وفغاں کے شعلوں میں مقید، بدن کا ریشہ ریشہ زخموں سے چور، مسکراہٹ، ہونٹوں کو چھونے سے معذور، کمرے کی دیوار خوشبوؤں سے معطر، نوری کرنوں سے منور، خاموش چپ چاپ اپنے عکس میں پوشیدہ جیسی جاذب نظر تصویریت ان کے یہاں بہ کثرت ملتی ہیں۔

علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں وقیع اور قابل قدر ہیں۔ ان کی نوعیت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانۂ عقیدت کی ہے۔ اگرچہ نعتیہ شاعری میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ بات کیا کہی گئی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کیسے کہی گئی ہے تاہم شاعر نے صحت زبان کا پاس رکھا ہے۔ نویدی کی نثری نعت نگاری شاعری ہے۔ اس لئے کہ اس میں بندش الفاظ اور مرصع سازی ہے۔ انہوں نے فارسی تراکیب کے استعمال سے پابند شاعری کا سا شعری حسن پیدا کیا ہے اور ضرورتاً ہندی الفاظ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان کی نثری نعتوں میں الفاظ کی نشست و برخاست تراکیب کی شگفتگی، طرز ادا کی دل کشی، لہجے کی گھلاوٹ جیسے رنگ ونور کا سامان بے شمار موجود ہے۔ نعت گوئی مشکل فن ہے اور نثری شاعری بھی آسان نہیں مگر نویدی نے دونوں معرکے بہ حسن وخوبی سر کئے ہیں۔ ان کی نثری نعتوں سے مسلک شاعری واضح ہے۔ انہوں نے بارگاہ نبوت کا ادب شناس ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

علیم صبا نویدی کی نثری نعتوں میں اگرچہ پابند شاعری کا سا آہنگ نہیں مگر اس کی تلاش ضرور ہے۔ ان کا کلام از دل خیزد بر دل ریزد کی کیفیت سے مملو نہ سہی لیکن اس میں تخلیقی ہنر مندی ہے۔ سب کی سب نعتیں نورانی، ورعرفانی نہیں مگر ان میں عقیدت مندی کا اظہار ضرور ہے۔ مروجہ طرز سے الگ نعتیں کہہ کر انہوں نے ادب کی قسمت جگادی ہے۔ نعت گوئی کی اپنی فنی نزاکتیں ہیں۔ اس کے لئے ادب شناس ہونا ضروری ہے۔ یہ دوسری تمام اصناف سخن سے مشکل صنف ہے۔ چنانچہ نعت گوئی کی راہ پر چلنا وادئ پرخار سے گذرنا ہے، مگر اپنی گذرگاہ کو گلزار بناتے ہوئے۔ یہ مقدس وظیفۂ حیات ہے۔ اس لئے غیر مسلم نعت گو شعراء کی کاوش کی بھی پذیرائی کی جاتی رہی ہے۔ نویدی کی نثری نعت نویسی کی بھی پذیرائی ہوگی اور یقیناً ہوگی۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔ کیونکہ شاعر کو خدا سے امید قوی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی التفاتی نظروں سے ایک دن اسے ضرور نوازے گا۔

Badr Mohammadi
AT - Chandpur Fatah
P.O. - Bariarpur - 843102
Distt - Vaishali (Bihar)
Cell - 9939311612
E-mail:badrmohammadi1963@gmail.com

ڈاکٹر یس یم شکیل

علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں

چودہ سو برس قبل عربی میں نعت گوئی کی جو شمع حضرت حسانؓ بن ثابت نے روشن کی تھی، اسے فارسی میں خاقانی، نظامی، عرفی اور سعدی جیسے شعراء نے جلا بخشی۔ اردو شعرائے ہند نے آغاز سے ہی اس صنف کو گلے لگایا اور سرکار دو عالمؐ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

یوں تو نعت کے لغوی معنی تعریف و توصیف کے ہیں لیکن اب اس کی پہچان اس نظم سے ہے، جس میں رسول اکرمؐ کی تعریف و توصیف کی گئی ہو، نعت کی کوئی مخصوص ہیئت نہیں ہے، مختلف طریقوں سے شاعر اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن اسے اپنے جذبات کا اظہار کرتے وقت بیحد محتاط رہنا ہوتا ہے۔ ذرا سی غلطی دوزخ کی راہ دکھا سکتی ہے۔ اسی لئے شاعر کو زبان و بیان پر پوری قدرت اور فنی مہارت کے ساتھ ساتھ حضورؐ کی زندگی کے واقعات پر بھی گہری نظر کی ضرورت ہے۔ تبھی وہ نعت گوئی کا تھوڑا بہت حق ادا کر سکتا ہے۔ ورنہ عرفی کا وہ شعر یاد آتا ہے جس میں وہ کہتا ہے، "نعت گوئی تلوار کی دھار پر چلنے کے برابر ہے"۔

عرفی شتاب ایں رہ نعت نہ صحراست   آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

اب تک نعت ہماری شاعری کی روایت میں تو شامل تھی مگر اسے باضابطہ صنف سخن کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ مگر الطاف حسین حالی، امیر مینائی، محسن کاکوروی، امام احمد رضا وغیرہ نے نعت گوئی کو وہ وسعت عطا کی کہ نعت ہماری ادبی تاریخ کا جدا نہ ہونے والا ایک حصہ بن گئی۔ عصر حاضر کے شعراء نے اپنی فکری جدوجہد سے نعت کے خدوخال کو اور روشن کیا۔ نیز نئے نئے تجربے بھی کئے۔ ایسے ہی شعراء میں علیم صبا نویدی کا شمار ہوتا ہے۔

علیم صبا نویدی صوبہ تامل ناڈو کا ایک ایسا روشن مینار ہے جس کی تابناکی و روشنی سے اس صوبے کا اردو ادب جگمگا رہا ہے۔ علیم صبا نویدی نے بحیثیت افسانہ نگار، نقاد، محقق، نثر نگار، صحافی، تذکرہ نویس اور شاعر اردو ادب کی متعدد اصناف کو گلزار کیا۔ مختلف موضوعات پر تحریر کی گئی آپ کی کتب اردو ادب کا بیش قیمتی سرمایہ ہے۔ ایسا لگتا ہے زندگی کی ۷۰ بہاریں دیکھنے کے باوجود آج بھی آپ کا قلم نوجوانی کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ جو ہماری نسلوں کے لئے سبق آمیز ہی نہیں بلکہ مشعل راہ بھی ہے۔

علیم صبا نویدی شاعری میں جدّت کے لئے مشہور ہے وہ شاعری کو جدید پرائے بیان اور نئے انداز و تجربات سے ہمکنار کرنے کے قائل ہیں اور یہی خصوصیات انھیں ہمعصروں سے الگ کرتی ہیں۔ اپنی نعتیہ شاعری اور شاعری کے نئے تجربوں کے ذریعہ علیم صبا نے اپنا منفرد مقام شعر و ادب کی دنیا میں تسلیم کروالیا ہے۔ جس طرح سانیٹ اور ہائیکو کی ہیئت میں انھوں نے نعتِ رسولؐ پیش کی ہیں اسی طرح نثری نعتوں کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ پتہ نہیں نثری نعت کو کسی صنف کا درجہ و مرتبہ حاصل ہے یا نہیں مگر علیم صبا نئے نئے کامیاب تجربے کرتے جا رہے ہیں جس کے

لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہے۔۔ اصل ردیف، قافیہ، بحر وغیرہ تکنیکی ضروریات ہیں اصل شئے تخیل ہے شاعر کیا کہنا چاہتا ہے یعنی کیا پیغام دینا چاہتا ہے یہ ضروری ہے۔ غرضیکہ اظہار کسی بھی انداز وہیت میں کیا جاسکتا ہے۔ نثری نعت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو ادب میں اوّلین تجربہ کہا جاسکتا ہے۔ بعض اکثریت اب اسے بھی ماننے لگی۔ جس کی پذیرائی ہونا چاہئے۔ علیم صبا نویدی نے مختلف عنوانات کے تحت خوبصورت نثری نعتیں پیش کی ہیں۔ جس میں حضور اقدسؐ کی بے پناہ محبت وعقیدت نمایاں نظر آتی ہے۔

مثلاً

کیا ممکن ہے

میں خاک زاد ہوں
سراپا نور کونین آپؐ
بس ایک کرن
آپؐ کے چشم کرم کی
بھیک میں مل جائے مجھے
میں اپنے آپ کو تقسیم کردوں
جہانِ عرفان میں
اور
انا میری
سکڑ کے رہ جائے
آپ کے قدموں کی مقدس مٹی
جسے میں چوم لوں
کیا یہ ممکن ہے۔

ایسی کئی نثری نعتوں سے یہ گلدستہ مہک رہا ہے۔

آخر میں بس اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ علیم صبا نویدی کا نثری نعتوں کا یہ مجموعہ ایک ایسا مہکتا ہوا گلزار ہے جس کے لفظ لفظ اور صفحہ صفحے سے نبیؐ کی محبت وعقیدت پھوٹ پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا یہ مجموعہ تا قیامت اپنی خوشبو بکھرتا رہے گا۔

صدر شعبہء اردو۔ فارسی
سیوا سدن کالج، برہانپور (ایم۔ پی)
e-mail ID:drsmshakil1973@gmail.com
Mo.9425086923

ڈاکٹر یوسف صابر

نورانی نثری نعتوں کا شاعر......علیم صؔبا نویدی

نعت کی مختصر ترین تعریف ''محمدؐ کی منظوم تعریف'' ہے لیکن آج بھی اکثر شعراء اس کے مفہوم کو ٹھیک طرح سمجھ نہیں پائے۔ شاعری کی ہر صنف میں نعت کہی جا سکتی ہے اس کے باوجود بہت زیادہ نعتیں غزل کے فارمیٹ میں ہی تخلیق ہوئیں ہیں اور ہو رہی ہیں۔ چند شعراء ہیں جو کبھی نئی پرانی شعری اصناف استعمال میں لاکر نعت کہہ رہے ہیں۔ ان میں علیم صؔبا نویدی بھی ہیں جن کی نثری نعتیں عنقریب ایک نعتیہ مجموعہ میں شامل ہو کر شائع ہونے والی ہیں۔ میں ڈاکٹر جاویدہ حبیب کے اس خیال سے صد فی صد متفق ہوں کہ ''ہر شخص اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح ہمیشہ زندہ رکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔ شاید حضرت علیم صاحب بھی اسی خواہش میں اپنی ہمہ جہت صلاحیتوں کو بروئے کار لا رہے ہوں جس سے اردو ادب کو ضرور فائدہ ہے۔''

حمد اور نعت کے لئے سبھی اصناف سخن کا استعمال ہونا چاہئے اسی سوچ کو عملی صورت دینے والوں میں علیم صؔبا نویدی کا بھی نام تاریخ ادب میں سنہری حرفوں میں لکھا جائے گا۔ جدید ترین کئی اصناف کی طرح نثری نظم بھی آج بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے، عام شعراء کے لئے یہ صنف انتہائی خطرناک ہے، اس صنف کے ساتھ یہ خدشہ بھی لگا رہتا ہے کہ کوئی کچھ اوٹ پٹانگ بات لکھ کر اخبارات اور رسائل میں شائع کروا کے اپنے آپ کو زبردستی شاعر کہلوانا شروع کر دے۔ دراصل اسی قسم کی حرکتیں جدید شعری اصناف سخن کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ اردو ادب میں صدیوں سے ہزاروں لاکھوں قلم کار سچی لگن، محنت اور خلوص کے ساتھ اپنی فکری جہتوں کو کاغذات پر منتقل کرتے آ رہے ہیں۔ مگر ان میں چند قلم کار ہی ایسے ہوتے ہیں جن کا فن دائمی زندگی حاصل کرتا ہے، جو قلم کار لفظوں کو سیاہی کی شکل میں آب حیات پلاتے ہیں ان میں علیم صؔبا نویدی کا بھی شمار ہوتا ہے۔

نثری نظم میں پابند نظم جیسی کشش پیدا کرنا انتہائی مشکل کام ہے مگر علیم صؔبا نویدی یہاں بھی کامیاب ہوئے ہیں اس بات کا یقین ہمیں ان کی نعتیہ نثری نظمیں پڑھ کو ہو جاتا ہے۔

علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتیں نعت گوئی کا انتہائی اعلیٰ نمونہ ہیں۔ یہ نعتیں انتہائی خلوص دل سے عشق نبیؐ میں ڈوب کر تخلیق کی گئی ہیں۔ علیم صؔبا نویدی کئی برسوں سے اردو ادب جدید سے جدید تر اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے آرہے ہیں اور اُن کی محنت بھی رنگ لا رہی ہے، وہ یہ کام مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے اُن کی رفتار میں کبھی کمی محسوس نہیں ہوئی بلکہ ہمیشہ اس رفتار کو بڑھتے ہوئے ہی دیکھا گیا ہے۔

علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتیں عاشقِ نبیؐ کو لذتِ عشق سے محضوظ کریں گی۔ مسلمان قاری کے ایمان کی لو بڑھا کر اُس کے دل کو مزید منور کریں گی، حال و مستقبل کے شعراء کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی اور دانشوروں اور نقادوں کے لئے ایک اہم موڑ بھی۔ کیوں کہ ان میں توانائی ہے جو اس فن کے لئے درکار ہوتی ہے۔

علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتیں نفیس، دلکش اور تازگی کا پیکر ہیں۔ ان نعتوں کا ایک ایک لفظ قاری کے دل و دماغ میں جگنو کی طرح جگمگا کر روح کو منور کر دیتا ہے۔ علیم صؔبا نویدی کی نثری نعتیں ہر مسلمان کو محمدؐ سے محبت، عقیدت اور احترام کا احساس دلاتی ہیں۔ صؔبا نے ہر عاشق نبیؐ کے دل کی آواز کو الفاظ میں ڈھال کر نثری نعتوں کی شکل دی ہے۔ بطور نمونہ چند نثری نعتیں پیش ہیں۔

"اے میرے محبوب"

میرا ماحول تعفن آمیز
میرے گھر کے لوگوں کے دل زنگ آلود
در و دیوار شکوک آور
بستر گناہوں سے ملوث
نیندیں چاک گریباں
خواب برہنہ
جسم ناپاک
آرزوئیں صد چاک
راتیں بیوہ
دن مخنث
عبادت گاہوں سے دور
رہنے والوں کے پاس
نہ خوفِ خدا
نہ حبِ رسولؐ
ہر طرف دھواں ہی دھواں
اے میرے محبوبِ خدا
اک نظر
عنایت کی
اس طرف بھی

☆☆☆

"نورانی لمحات"

نکہت و نغمہ میں ڈوبے موسم
رنگ برنگی تتلیوں کا گیت
کھیتوں کی مسکان
پگڈنڈیوں کے راگ
سرسبز بیل بوٹے
شاداب باغ
ٹہنیوں پہ چہچہاتی چڑیاں
تالابی مناظر
سورج کرنوں کا جلوس
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں
ہواؤں کی سرمستیاں
نورانی لمحات
سب کے سب
محوِ درودِ مصطفٰے

☆☆☆

"نورانی پتلیاں"

اٹھو
اس سمت چلیں
جہاں رحمتیں ہی رحمتیں جلوہ ریز ہیں
جہاں شہادت کی انگلیاں
اشارے سے پڑھتی ہیں
درودِ مصطفٰے
ہم بھی
اسے وردِ جاں بنا کر
روشن زباں بنا کر
خالقِ کائنات سے پوچھیں
وہ کون ہے؟
یہ وہی تو نہیں
جس کا ہماری پتلیوں میں نور ہے
اور وہ نور
جو پتلیوں سے نکل کر
ہر سو رواں دواں ہے

☆☆☆

''روشن جھولی''

میری جھولی میں
دعائیں ہیں
اَن مول دعائیں
نورانی دعائیں
جن کے زیرِ سایہ
میں خود کو
اونچا اٹھالوں گا
عاقبت سنوارلوں گا
میری جھولی وہ دوعائیں ہیں
جن کا رشتہ
حضورؐ کے دست مبارک کی
خوشبوؤں سے ہے

☆☆☆

علیم صبا نویدی کی انتہائی مختصر نثری نعتیں بھی جامع ہیں۔ان نعتوں کے ذریعہ قاری ایک ایسی دنیا میں پہنچ جاتا ہے جہاں روحانیت اپنے جلوے دکھاتی ہے اس نمونے کی چند نثری نظمیں پیش ہیں۔

''صدقہ''

لب پر درودوں کا سلسلہ
جگمگاتی قرآنی آیتیں
معطر لمحات
روشن کائنات
محوِ عبادت
زمیں وآسماں
سجدہ زن
سرورؐ کونین کا صدقہ

☆☆☆

''مقام''

نعت نبیؐ
لکھتے لکھتے
سرشاری کیفیتیں
مجھ پر طاری ہوگئیں
اور میں
میں نہ رہا

☆☆☆

"سواری"

یہ دف بجاتی دوشیزائیں
رس بھرے راگوں کے دلکش باغ
مہکتے لمحوں کی باراتیں
مسرت میں جھومتی، مسکراتی شامیں
ٹہنیوں پہ چہچہاتے پرند
شاخوں پہ ڈولتی تتلیاں
لہلہاتے آنکھ مچولی کھیلتے پودے
نور کی رتھ پہ آنے والی
سواری کے منتظر ہیں۔

علیم صبا نویدی نے اپنی اکثر نثری نعتوں میں درود شریف کی اہمیت انتہائی پر اثر انداز میں اور مختصر ترین الفاظ میں گویا دریا کو کوزے میں بند کر کے بتلائی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں آنے والی نسلوں کو بھی بے حد پسند آئیں گی کیوں کہ ان میں جو تازگی، نفاست، دلکشی و جامعیت ہے وہ انھیں ہمیشہ روشن رکھے گی۔

ڈاکٹر یوسف صابر
مدیر: "عکس ادب" مالیگاؤں

باب خوشبوئے فردوس بریںﷺ

❋❋❋

پدم شری مجتبیٰ حسین

علیم صبا نویدی کی نعت گوئی

علیم صبا نویدی ہمارے ایک منفرد اور ممتاز ادیب اور شاعر ہیں۔ وہ ایک ایسی ریاست میں اردو کی شمع فروزاں کیے ہوئے ہیں جہاں اردو کا چلن کم ہے۔ شاید ہی کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہے جب ان کی یا ان کی صاحبزادی جاویدہ حبیب کی کوئی نئی اور پُر مغز کتاب دیکھنے میں نہ آتی ہو۔ میں نے ان کی تنقیدی اور تحقیقی کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی غزلیں اور نظمیں بھی نظر سے گزریں۔ میں اردو کے اس مخلص خدمت گزار کی کاوشوں کا زمانہ دراز سے مداح ہوں

علامہ شبلی نعمانی نے سیرت طیبہ پر اپنی یادگار کتاب لکھتے ہوئے کہا تھا

عجم کی مدح کی ، عباسیوں کی داستاں لکھی\
مجھے چندے مقیم آستانِ غیر ہونا تھا\
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرتِ پیغمبر خاتم\
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

علیم صبا نویدی صاحب کی نعتوں کا مجموعہ "اسم محمدؐ" شائع ہو چکا ہے اور شمع محمدی کے پروانوں کو اس سے روحانی سکون حاصل ہوا ہے۔ اب ان کی نثری نعتوں کا مجموعہ شائع ہونے کی منزل میں ہے۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ علیم صبا نویدی صاحب نے اس کا مسودہ مجھے روانہ کیا۔ اس کے مطالعے سے مجھے بڑا سکون ملا۔ یہ نثری نعتیں نہایت پُر اثر ہیں اور ان میں جذب و سُرور کی وہ کیفیت ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت و عقیدت سے حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ نعتیں نثر میں کہی گئی ہیں لیکن ان میں بھرپور شعریت موجود ہے۔ "سواری، نورانی تبسم، حُب محمدی، وہ کون تھے، نور الٰہی، روشن جھولی، نورِ اول، مقام لا، نہایت عمدہ نعتیں ہیں۔

میں علیم صبا نویدی صاحب کو اس مبارک و مسعود کتابچے کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مجتبیٰ حسین

حیدرآباد

21 جنوری 2014

❋❋❋

❀ ❀ ❀

پدم شری بیکل اتساھی

جناب علیم صبا نویدی کی نئی نعتوں کا مطالعہ اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود میں نے انہماک سے کیا ہے اوراس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ انھوں نے جتنا بھی کہا ہے وہ خلوص دل سے کہا ہے اور قرآن عظیم کا مطالعہ بڑے انہماک سے کیا ہے۔ ان کا ہر نعتیہ کلام قرآن عظیم کے لہجے کی چھاؤں چھاؤں میں شعور و سلیقے کا نورانی جلوہ بکھرا ہے۔ اسے جدت طرازی یا جدیدیت کا اہتمام بلکہ مابعد جدیدیت کے بہت آگے آگے قلم کاری کا سبزہ زار مہکایا ہے۔ آنے والی نسل یا آج کے نعت گو شعراء سے استفادہ کر کے اپنی قلمکاری کو نورانی بنا سکتے ہیں۔

علیم صبا نویدی نے اردو شاعری کی ہر صنف کو ایک نیا پن دیا ہے۔

❀ ❀ ❀

پروفیسر حامدی کاشمیری

آپ کی نثری پیرائے میں لکھی ہوئی نعتیں زبان و بیان کی تازگی اور تازگی اور تابندگی منور ہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور اس سے متعلق نورانی جہات کو تخلیقی انداز میں جس عقیدت اور عشق رسول کو اجاگر کیا ہے اس کا جواب نہیں۔

❀ ❀ ❀

باب خوشبوئے فکر آگیں

کے۔یم۔اشفاق الرحمن مظہرؔ

علیم صبانویدی کی نثری نعتوں میں روح پرور خوشبوئیں

علیم صؔبانویدی کے نعتیہ مجموعہ ''ن'' (مطبوعہ ۱۹۹۰ء) کے مرتب پروفیسر محبوب پاشاہ محبوب مرحوم نے علیم صؔبانویدی کا یوں تعارف پیش کیا ہے کہ ''علیم صؔبانویدی آرکاٹ کے ایک کارنامہ خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کا سلسلہ ددھیال وننھیال دونوں طرف سے روحانیت سے معمور ہے۔میرے خیال میں یہی روحانیت بصورت شعروادب ان کو ورثہ میں ملی ہے۔ان کا ددھیال ٹمل ناڈو کے مشہور ومعروف سادات حسینی سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے نانا بزرگوار مدراس کے مشہور عارف پیرومرشد شاہ محمد امین الدین چشتی قادری شطاری فاروقی التوفی (۱۹۳۸ء) تھے۔''

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ڈاکٹر جاویدہ حبیب نے اپنے ایک طویل مقدمہ میں علیم صؔبانویدی سے متعلق اس بات کا اظہار کیا تھا کہ ۲۰۰۸ء میں علیم صؔبانویدی انڈین کونسلیٹ ،جدّہ کی دعوت پر پندرہ یوم کے لئے مدعو تھے اور انھوں نے مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ کا سفر بھی عمرہ وزیارت کی غرض سے کیا تھا۔مکہ مدینہ کے قیام کے دوران وہ ذہنی طور پر مکہ مدینہ کی معطر اور منور فضاؤں سے معمور تھے۔مدینہ میں گنبد خضراء کے روبرو بیٹھ کر انھوں نے حضور سرورِ کائنات ﷺ پر ایک معرکہ آراء ''سلام'' بھی لکھا جو ان کے نعتیہ مجموعہ ''اسم محمدؐ'' (مطبوعہ ۲۰۱۳ء) میں شامل ہے۔پھر مکہ مدینہ سے واپسی کے بعد علیم صبانویدی نے نعتیہ شاعری میں نئے تجربوں کی طرف خاص توجہ دی۔موصوف نے نعتیہ ماہیے،نعتیہ دوہے،نعتیہ آزاد غزل،نعتیہ لوری اور نعتیہ رباعی کے ساتھ ساتھ بہت ساری نثری نعتیں بھی لکھیں۔آہستہ آہستہ نثری نعتوں کا ایک مجموعہ بھی موصوف نے ترتیب دے دیا ہے۔جو آج آپ کے پیشِ نظر ہے۔

راقم الحروف اپنی خوش قسمتی تصور کرتا ہے کہ ابھی ابھی راقم نے مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی حیات آفریں اور روح پرور فضاؤں سے معطر ہو کر جب چینئی کی سرزمین میں قدم رکھا تو سب سے پہلے علیم صؔبانویدی کا فون ایرپورٹ پر آ گیا اور ملاقات کی درخواست کی۔راقم نے علیم صؔبانویدی سے ملاقات کی غرض سے ڈاکٹر جاویدہ حبیب کے دولت کدہ پر گیا تو ڈاکٹر جاویدہ حبیب سے بھی ملاقات ہوگئی۔موصوفہ نے ''نعتیہ نبی میں نئی جہتیں'' کا مسودہ مجھے تھما دیا اور درخواست کی کہ حضرت علیم صؔبانویدی کے تازہ ترین زیرِ ترتیب نثری نعتوں پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

اس بات سے کسے انکار ہوگا کہ کائنات کی ہر مخلوق اللہ باری تعالیٰ کی تعریف وتوصیف میں حمد کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ ازل سے ساری اقلیم کائنات میں جگہ ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔

مولانا رشید وارثی کا بیان ہے کہ سرزمینِ عرب میں حمد گوئی کی تاریخ ''دورِ فترات'' سے شروع ہوتی ہے۔ یہ اس زمانے کو کہتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضورِ اکرم ﷺ کے درمیان کا ہے۔ حضورِ اکرمؐ کے زمانے میں جو شاعری ہوئی اس کا مقصد حمد و ثنا تھا جس کا ذکر خصوصی طور پر بہت سارے مضامین میں موجود ہے اور اُس دور کے شعراء میں حضرت ابو طالبؓ، حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ، حضرت علیؓ، کعب بن مالکؓ، حضرت حسان بن ثابت کے اشعار حوالے کے طور پیش کئے جاسکتے ہیں۔

صنفِ نعت گوئی کو بھی ہر دور میں ہر شاعر نے اپنایا اور نعت گوئی کے ذریعہ حبِّ رسول اکرمؐ میں اضافے کئے ہیں۔ نعت گوئی کے لئے علم، مذہب، قرآن و حدیث اور رسول کریمؐ کی حیات و شخصیت سے متعلق مکمل معلومات کے ساتھ ساتھ حضورِ اکرمؐ کی محبت اور احترام کے جذبات دل میں بدرجۂ اتم موجود ہوں تو نعت کا حق بھرپور ادا ہوتا ہے اور نعت کا حرف حرف خوشبوؤں سے معمور ہوجاتا ہے اور نعت نگار اپنی شناخت قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوجاتا ہے۔

مرزا غالبؔ کو نعت نبیؐ میں جو مقام ملنا تھا نہیں ملا۔ مرزا غالب کی مشہور فارسی غزل ان کی نہ صرف زندگی کا اہم کارنامہ ہے بلکہ اس میں خدا اور رسولؐ کے رشتے کی جس انداز سے وضاحت کی گئی ہے اس پر ہزاروں فلسفیانہ نکتہ دان نثار (حوالہ نعت رنگ نمبر ۱۲ مطبوعہ ۲۰۰۲ء کراچی)۔ بظاہر غالبؔ بادہ خوار تھے کوئی ولی نہ تھے لیکن حُبِّ رسولؐ میں سب سے زیادہ سبقت لے گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غالب کے نعت کی تخلیق کے وقت ان کے ذہن و دل پر حضورِ اکرمؐ کا خیال اور احترام مسلط رہا تھا۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے مرزا غالبؔ حُبِّ رسول میں کسی سے کم نہیں تھے۔

نعت گوئی کی تاریخ میں حضرت حسّان بن ثابت کا مقام اور مرتبہ بہت اونچا ہے چونکہ نعت گوئی کی ابتداء عہدِ رسالت مآب سے ہوئی اور اس عہد کے مشہور شاعر حسان بن ثابت تھے جنھوں نے اپنے قصائد پر حضور اکرمؐ سے نہ صرف داد حاصل کی تھی بلکہ حضورؐ کی صحبتوں سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ حضرت حسّان بن ثابت نے نعتِ رسولؐ میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور وہ پہلے شاعر تھے جنھوں نے حضورِ اکرم کی ذاتِ اقدس کی نورانی صفات کو اپنے بھرپور جذبۂ ایمانی سے اجاگر کیا تھا۔

ڈاکٹر طارق جمیل فلاحی کا بیان ہے کہ ''حسّان بن ثابت انصاری کی نعتیہ شاعری میں جدید دور کی صورت گری ہے۔'' حضرت ظہیر غازی پوری نے اپنے ایک مضمون ''نعتیہ شاعری کے لوازمات'' میں لکھا ہے کہ ''نعت کا موضوع اس امر کا متقاضی ہے کہ جدید ہیئتوں میں زیادہ سے زیادہ برتا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہمارے شعراء نے عموماً ہیتوں یعنی غزل کی ہیت کو اپناتے ہوئے نعتیں لکھی ہیں۔ اس مسئلے پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ خطرہ

ہے کہ اردو نعت گوئی صنفِ غزل کی ہیئت میں بند ہو کر محض جلسوں اور جلوسوں میں ترنم سے پڑھنا اور محفلوں میں گانے کا سرمایہ بن کر رہ جائے گی۔''

حضرت علیم صبا نویدی کو شاید اس خطرے کا احساس تھا انھوں نے ۱۹۸۶ء میں ''ترسیلے'' چند نثری نعتیں پیش کیں پھر ان کے ہائیکوز کے مجموعہ ''شعاع مشرق'' مطبوعہ ۱۹۸۷ء اور تشدید مطبوعہ ۱۹۸۹ء میں نثری نعتوں سے ہٹ کر سانیٹ کی ہیئت میں بھی ایک مکمل مجموعہ ''نور السمٰوٰت'' مطبوعہ ۱۹۸۹ء بھی پیش کیا جس کو ساری ادبی دنیا کی شہرتیں نصیب ہوئیں۔ مسرت اس بات کی ہے کہ آج حضرت علیم صبا نویدی صاحب نے نثری نعتوں کا مجموعہ ''نعتِ نبیؐ میں نئی جہتیں'' لے کر ادبی دنیا کے افق پر قدم رکھا ہے کہ یہ افق حضور اکرمؐ کی بے پناہ محبتوں اور بے کراں عقیدتوں کی خوشبوؤں سے نہ صرف معمور ہے بلکہ منور و معطر بھی ہے۔

آیئے اب حضرت علیم صبا نویدی کی چند ایک نثری نعتوں پر ایک نظر ڈالی جائے۔ ویسے تو موصوف کی تمام نثری نعتیں نہ صرف نثری نظم گوئی کے فن پر کھری اترتی ہیں بلکہ نعت گوئی کے معیار پر بھی بلند نظر آتی ہیں۔ لیکن ان کی نثری نعتیں مثلاً اے میرے محبوبِ خدا، آسرا، نئی منزل، ندامت، مقام لا اور حضورؐ ایسی نثری نعتیں ہیں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہیں اور قاری کو پُر نور وادیوں اور معطر فضاؤں کی سیر کراتی ہیں اور قاری نہ صرف مسحور ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ قاری کا دل و دماغ حضورؐ کی پاک محبت و احترام کے جذبوں سے سرشار ہو کر طمانیت اور آسودگی محسوس کرتا ہے۔ ایک مثال پیش کر کے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ ؎

حضورؐ
آپ کے درود کا فیضان
انگلیوں سے روشنی آ گئی
سوچوں میں وسعتیں

قرطاس و قلم
مقدس فکر و اظہار سے
بغل گیر ہو گئے ہیں
اور فرشتے
مجھ سے ملاقات کے خواہاں

مجھے یقین ہے کہ نثری نعتوں پر مشتمل ایک مکمل مجموعہ پیش کرنے کا سہرا بھی شاید حضرت علیم صبا نویدی کے سر ہی ہوگا۔ اب یہ ارباب فکر و نقد پر ہے کہ موصوف کی فکری پرواز کی سربلندیوں کا محاکمہ کر کے ان کا صحیح مرتبہ و مقام تعین فرمائیں۔

کے۔یم۔ اشفاق الرحمن مظہر
سابق سکریٹری/رجسٹرار
تملناڈو اسٹیٹ اردو اکیڈمی، چنئی

پروفیسر سید سجاد حسین

علیم صبا نویدی کی نثری نعتیں

نعت شریف ایک مقدس صنف ادب ہے جس کی ابتداء سے متعلق غور کیجئے تو سب سے پہلے مدح نبی علیہ الصلوٰۃ السلام پر ارشاد باری تعالی سے ہوتی ہوئی نظر آتی ہے اور اس کے لئے آیات قرآن مجید ورفعنا لک ذکرک، وما ارسلنک الله رحمت اللعالمین، انک خلق عظیم وغیرہ بطور شواہد سامنے آتے ہیں۔ نعت گوئی دراصل مراقباتی شاعری ہے اس کے لئے عشق رسول ﷺ کی ضرورت ہے۔ اگر اس سے شاعر کا دل خالی ہے تو وہ نعت میں روح اثر پیدا نہیں کرسکتا۔ نعت کہنے کے لئے صرف عشق ہی نہیں عشق میں سرشاری بھی چاہئے تاکہ حدود آداب بھی ملحوظ رہیں اور ہر طرح کی احتیاط کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ سرور کونین کی محبت دراصل دو جہاں کی نعمتوں میں عظیم ترین نعمت ہے یہ جسے مل جائے وہ ساری کائنات خلق سے مستغنی ہوجاتا ہے۔ حبیب کبریا سے محبت ذات کبریا تک پہنچادیتی ہے۔

عربی میں حضور انور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن واحہ اور حضرت کعب بن زبیر اول اول نظر آتے ہیں۔ فارسی میں نعت گوئی کا آغاز حضرت فخرالدین اسد گرگانی سے ہوتا ہے اور اردو میں نعت شریف کہنے کی سعادت سلطان محمد قلی قطب شاہ کے حصے میں آئی۔

نعت گوئی انتہائی مشکل اور معظم فن ہے جسے عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ عرفی شیرازی نے نعت کہنے کو تلوار کی دھار پر چلنے سے تعبیر کیا ہے۔ یہ وہ عظیم شاعری ہے جو بقول ڈاکٹر سید حامد حسین گہری ارادت اور عقیدت کے تاثیرات سے تحریک پاتی ہے۔ اس میدان میں شاعر نہ تو اپنی فکر کو بے لگام چھوڑ سکتا ہے اور نہ ہی موضوع سخن کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ اسی لئے اچھی نعتیہ شاعری غزل کی روایتی شاعری سے کہیں مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھے غزل گو شعراء کی ایک لمبی فہرست دستیاب ہے جبکہ اچھے نعت گو شعراء کے نام انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔

صوبہ تمل ناڈو میں اردو شاعری کی روایت اور تاریخ کافی پرانی ہے۔ حضرت قربی ویلوری، حضرت ذوقی ویلوری اور حضرت لطیف آرکاٹی اس صوبہ کے متقدمین شعراء کی فہرست میں اہم مقام کے حامل ہی نہیں اپنی ایک علاحدہ شناخت بھی رکھتے ہیں۔ ان شعراء نے اردو شاعری کی روایت کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ سرزمین تمل ناڈو میں اس کی بنیادوں کو مستحکم بھی بنایا۔ ان شعراء کا کلام بیشتر غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی اور تاریخ گوئی پر مشتمل ہے۔ نعتیہ

کلام کے جو چیدہ چیدہ نمونے ان شعراء کے دیوان میں ملتے ہیں ان کو پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ نعت گوئی کو انہوں نے فنی اظہار کے لئے نہیں بلکہ حضور کی شان اقدس میں عقیدت مندی کا نذرانہ پیش کرنے کو اپنی سعادت اور نجات کا ذریعہ سمجھا۔ والا جاہی خاندان کے چشم و چراغ اور تاجدار سلطنت نواب غلام غوث خاں کے عہد میں لسان الحکمت نواب شاطر مدراسی اور مولانا تجمل حسن ایمان گوپاموی کے یہاں نعتیہ شاعری کے نمونے ہمیں مل جاتے ہیں جو نہایت عقیدت و عزیمت اور روایتی انداز سخن کی غمازی کرتے ہیں۔ ان شعراء نے نعتیہ کلام کی صورت میں باضابطہ طور پر اپنا کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں کیا البتہ غزل گو شعراء کی ایک طویل فہرست مل جاتی ہے جنھوں نے نعت گوئی میں تبرکاً و عقیدتاً طبع آزمائی کی۔ تمل ناڈو میں خالص نعتیہ کلام ترتیب دے کر شائع کرنے والے شعراء کی فہرست انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ شریف مدراسی نے اپنے نعتیہ کلام کو کتابچوں کی صورت میں شائع کیا۔ دانش فرازی ایک طویل نظم 'محسن اعظم' لکھ کر نعت گو شعراء کے زمرے سے وابستہ ہوگئے۔ عبداللہ شرقی کے نعتیہ کلام کا مجموعہ نعت گوئی کے میدان میں ایک اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ 'رحمت اللعالمین' فرید مدراسی کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ ہے۔ سہیل راشد کا مجموعہ 'منزل نما' مطبوعہ ۱۹۶۴ء نعتیہ شاعری کی منزل کے تعین میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعقوب اسلم نے 'رسول عربی' مطبوعہ ۱۹۸۷ء کو شائع کر کے نعت گو شاعر ہونے کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ راہی فدائی کا 'مصداق' نعت اور جدید نظموں پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔

علیم صبا نویدی صوبہ تمل ناڈو کا وہ جدید لب ولہجہ کا شاعر ہے جس کے شعری تجربات بقول رضا نقوی واہی زیادہ وزنی، وسیع اور مجتہدانہ ہوتے ہیں۔ فکر و خیال کے نئے زاویوں کا تعین ہو یا اصناف شاعری میں نئی جہتوں کی شناخت کا مسئلہ ہو وہ دیدہ دلیری سے ان نئی راہوں کو اپنی شدت طلب سے نہ صرف ہموار بنا دیتا ہے بلکہ اپنے ارادوں سے حاصل ہونے والی روشنی سے تاریک منزلوں کو اجاگر بھی کر دیتا ہے۔

راہ کتنی ہی کٹھن ہو مگر اے پایہ طلب
روشنی عزم کی کر دیتی ہے منزل روشن

انفرادیت کا حامل، جدیدیت کا علمبردار، نئی جہتوں کا متلاشی اور نت نئے تجربات کو شعر و ادب میں روا رکھنے والے اس عظیم فنکار نے اپنی شاعری کو آفاقیت کی حدوں میں پہنچانے کے لئے نعت گوئی کو اپنی فکر و آہنگ کا محور بنایا اور چند ہی برسوں کے اندر یکے بعد دیگرے کئی نعتیہ کلام کے مجموعے شائع کر دئے جن میں 'ترسیلے' نظموں اور نعتیہ ہائکو کا مجموعہ مطبوعہ ۱۹۸۶ء، 'شعاع شرق' خالص نعتیہ ہائکو نظموں کا مجموعہ مطبوعہ ۱۹۸۷ء، 'مراۃ النور' نعتیہ کلام کا مجموعہ مطبوعہ ۱۹۸۸ء، 'نـور السمـٰوٰت' اردو زبان و ادب میں نعتیہ سانیت کا پہلا مجموعہ مطبوعہ ۱۹۸۹ء اور 'ن' نعتیہ کلام کا مجموعہ مطبوعہ ۱۹۹۰ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علیم صبا نویدی کے مذکورہ بالا مجموعوں کو دیکھنے کے بعد قاری اس کے حساسات وجذبات کی صالحیت،

خیر وحسن اور صداقت پر ایمان ہی نہیں بلکہ اسے ایک منفرد نعت گو شاعر کی حیثیت سے تسلیم بھی کرتا ہے۔ کیونکہ حمد ونعت جیسی قدیم اور متبرک اصناف کو اس نے اظہار وشعور کے نئے انداز وسلیقے عطا کئے اور اس میں وسعت وکشادگی پیدا کی نیز اس نے حمد ونعت کی اصناف کو نئی شعری ہیئتوں کا لبادہ پہنا کر ان مقدس اصناف میں دوبارہ زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔ عبدالمتین نے آزاد نظم میں اور کرم حیدری نے کثیر البحر پابند نظم میں نعتیں کہی ہیں۔ نئی نسل کے شاعروں میں اس نوعیت کے تجربے تحسین فراقی، راسخ عرفانی اور رشید قیصرانی بھی کررہے ہیں۔ انور سدید، مظفر وارثی، حفیظ صدیقی، کوثر ناہید اور پروین شاکر وغیرہم نے بھی آزاد نظموں کی ہیئت میں نعتیں کہی ہیں لیکن یہ سب کے سب پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اردو ادب کے آسمان کی کہکشاں میں جہاں کئی فنکاروں، دانشور محققوں کی ان تھک محنت، لگن، خلوص اور کمٹ منٹ کی ضوافشانی ہے وہاں ایک ضوفگن ستارہ علیم صبا نویدی بھی ہے۔ دنیا کی دوسری زبانوں کی شعری اصناف میں نعت گوئی کا تجربا کرنا یقیناً ایک ایسا اہم کارنامہ ہے جو بغیر روغن نیم شبی جلائے ممکن نہیں جو اردو ادب کی دنیا میں نہ صرف پذیرائی کا مستحق ہے بلکہ فکر وتحقیق کے لئے اہم ترین وسیلہ بھی ہے۔ اردو ادب کی تقریباً تمام اصناف پر علیم صبا نویدی نے جس دیدہ ریزی اور ژرف نگاہی سے کام کیا ہے اور مختلف ابعاد تلاش کئے ہیں وہ ان کی دیدہ وری اور درایت کے زندہ شواہد ہیں۔۔ Genious کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے سے آگے کی بصیرت سے مالا مال ہوتا ہے اور مستقبل کی ضمانت بنتا ہے۔ بقول علامہ اقبال

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

یہ گوہر فردا ہی درایت کا وہ تحفہ ہے جو اردو ادب کو علیم صبا نویدی کی مستقل شناوری اور غواصی نے عطا کیا۔ وہ ایک ایسا فنکار ہے جس کا مذہب ہی ادب کی آبیاری ہے۔ علم کی جستجو اور نئی منزلوں کی تلاش علیم صبا نویدی کو Ulysees کے مقابل لا کھڑا کردیتی ہے جو زندگی کے ایک ایک لمحے کو نئے تجربے کی تلاش میں نچوڑ کر پی لینا چاہتا تھا۔ Ulysees مغربی شاعر ٹینی سن کا وہ کردار ہے جو To know the unknown کی طلب میں عمر کی آخری منزل میں بھی زندگی کی ہر تھکن کو جی لینا چاہتا تھا۔ اسی زندہ حوصلے کا زندہ کردار آج ہمارے سامنے علیم صبا نویدی بن کر Inspire کررہا ہے۔ وہ صرف ایک شخص ہی نہیں بلکہ ایک زندہ تحریک ہے جس نے اردو زبان وادب کے سرمایہ کو اعتبار بخشا ہے۔ جس نے ادب کے Stream میں کئی نئے Revulets اس فنکاری سے ہم آمیز کئے ہیں جس سے ادبی Stream کا Volume کافی وسیع ہوا ہے اور جس کی تخلیقی زرخیزی کے فوائد ونتائج تنقیدی سرزمین پر بکھرے پڑے ہیں۔ استعارہ کی زبان میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ علیم صبا نویدی ایک سیل پرجوش کی طرح اردو ادب کے دریا میں داخل ہوئے اور فکر وتحقیق کی طغیانی سے ادبی روایتوں اور رسومات کی آہستہ روی کو ایک نئی توانائی اور

تندی عطا کی۔ جس طرح سیلاب اپنے ساتھ نئی زرخیز مٹی لاتا ہے، افزودگی کے لئے نئے بیج فراہم کرتا ہے اور دریا کے کناروں کو وسعت دیتا ہے اسی طرح کچھ علیم صبانویدی کی درایت نے کر دکھایا ہے۔

اگر چہ علیم صبانے دنیا کی دیگر زبانوں کی شعری اصناف میں نعتیہ کلام پیش کیا اور نئی شعری ہیئتوں میں نعت گوئی کے کامیاب تجربے بھی کئے لیکن اس تگ ودو اور مسلسل ذہنی سفر کے باوجود بھی اس کی ذات میں کہیں تھکن کا شائبہ تک محسوس نہیں ہوتا اور وہ ایک اسپ تازی کی طرح اپنی فکر اور رہوار قلم دونوں کو روبہ تحریک رکھنا پسند کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی تازہ ترین مثال علیم صبانویدی کے نثری نعتوں کا مجموعہ 'نعت نبی میں نئی جہتیں' ہے جو علیم صبانویدی کی فکری وفنی ابعاد کا ایک منارہ نور ہے۔ اس مجموعہ میں تقریباً پچاس نثری نعتیں ہیں اور بارہ نعتیں نثری ہائکو کے روپ میں پیش کی گئی ہیں۔ علیم صبا کی ان نثری نعتوں کے مطالعے سے ان کی گہری بصیرت اور رسول پاک ﷺ سے ان کی والہانہ محبت کا ثبوت جا بجا ملتا ہے۔ ان نعتوں میں اسلوب کی تازہ کاری، ندرت خیال اور پیکر تراشی نہایت خوبی سے ادا ہوئی ہے۔ ان نثری نعتوں میں علیم نے انداز پیش کش کے اعتبار سے بھی ایک نئی کروٹ لینے کی جرأت کی ہے اور ساتھ ہی نئی طرز سے نعتوں کو معنویت عطا کی ہے۔ اس طرح علیم نے نثر میں بھی نعتیہ میدان کو اپنے ذوق کی بنیادوں سے مستحکم بنانے کی کوشش کی ہے۔ ایک جگہ درود کی فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے اس طرح گویا ہوتے ہیں

درود پڑھو
عطر کی خوشبوؤں سے گھر مہکاؤ
صبح نورانی ہو جائیگی
رات سہانی
سینہ جگ مگائے گا
سانسیں قرآنی
اور
آنکھیں رحمانی

اور پھر درود کی برکت اور اس کے فیضان وفیوض کا اظہار اپنے منفرد لہجے میں اس طرح کرتے ہیں۔

حضور
آپ کے درود کا فیضان
انگلیوں میں روشنی آگئی
سوچوں میں وسعتیں
قرطاس وقلم

مقدس فکر و اظہار سے

بغل گیر ہو گئے ہیں

اور فرشتے

مجھ سے ملاقات کے خواہاں

حضرت علیم اپنی نثری نعتوں میں جہاں درس و پیغام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں ان کی نعتوں میں طنز کے لطیف نشتر بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں لیکن یہ طنز برائے طنز نہیں ہے بلکہ طنز کے پردے میں بھی وہ قاری کو ایک پیام دینا چاہتے ہیں۔ یہ نعت ملاحظہ کیجئے

میز پر رکھی کتابیں

کتابوں سے جھانکتی نئی تہذیب

نئی روشنی

نئی نسل

ہمیں حضور کی صحیح شناخت دینے سے

معذور ہے

ایسا کیوں؟

سرورِ کونین سے اظہارِ عقیدت اور عشقِ صادق کے ساتھ ہمیں ان نثری نعتوں میں اسلوب و طرزِ ادا کی ندرت، تخلیقی عمل کی تازگی اور لہجے کے نئے پن کا احساس بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ 'نعت نبی میں نئی جہتیں'، علیم کی نثری نعتوں کا نمونہ ہے۔ ایک طویل عرصے سے کسی شاعر نے نثری نعتیں لکھنے کی طرف توجہ مرکوز نہیں کی اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ علیم صبا کی جودتِ طبع کا وہ کارنامہ ہے جس کے وسیلے سے علیم صبا کی ادبی شخصیت میں یقیناً ایک امتیازی جہت کا اضافہ ہوگا۔

علیم صبا نویدی کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ انھوں نے اپنی شعری نعتوں کی طرح نثری نعتوں میں نہ صرف سرشاری اور سپردگی کو قائم رکھنے کی کوشش کی ہے بلکہ جذبہ کی وارفتگی کے احساس کو بھی بڑی حد تک برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ سے متعلق علیم صبا کا انفرادی اظہارِ فکر دیکھئے

مصطفائی تہذیب کا

یہ شہر کتنا خوبصورت ہے

ہم سب کی جبینوں پر قرآنی نور

اور اس نور کے آگے

زمیں آسماں

چاند سورج

سمندر ستارے

سبھی محو سجدہ ہو گئے ہیں

عرفان ذات میں کھو گئے ہیں

گویا علیم نے مدینہ منورہ کو عرفان ذات کا مظہر بنا دیا ہے۔ مصطفائی تہذیب کی ترکیب نے اس نعت کی عظمت کو دوبالا کر دیا ہے۔

نبی کریم کی ذات والا صفات کی توصیف وستائش کرنا دربار رسالت سے نور وبصیرت کی بھیک طلب کرنا ہر مرد مومن کا وطیرہ رہا ہے لیکن اس موقع پر بھی حضرت علیم بارگاہ رسالت میں جس انکساری وخاکساری کے ساتھ اپنا مدعا سناتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی ایک نعت آرزو ملاحظہ کیجئے

میں خاک زار ہوں

آپ سراپا نور کونین

تھوڑی سی روشنی سہی

مل جائے بھیک میں

میں اپنے آپ کو تقسیم کر دوں گا

علم کی وسعتوں میں

جہاں میری انا کی تشنگی

فکر کی آفاقیت

سکون وطمانیت کی سانس لے

آپ کی مبارک سرزمین کی مٹی

میرے زخموں کا مداوا سہی

میری آرزوؤں کا منبع نہیں

جس طرح علیم کی نثری نعتوں میں ان کی فکر کی تازہ کاری کا احساس ہوتا ہے اسی طرح ان کی نثری ہائکو بھی حضرت علیم کی جولانی فکر کا ثبوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضرت علیم کا انداز فکر ایسا منفرد اور جداگانہ ہوا کرتا ہے جو اس کی نثری ہائکوؤں کو بھی نئی جہت عطا کر دیتا ہے۔ ذیل کے نثری ہائکو میرے اس بیان کی توثیق کے لئے کافی ہیں

وحشی لوگ
خون خوار رشتے
ہے آپ کی ضرورت،

بے لباس قومیں
داغدار معاشرے
نظر کرم آپ کی

کالی کملی اوڑھ لو
اس میں بھید
پوشیدہ دنیا کے

تہذیب زخمی
گندہ ماحول
آپ کو کہاں ڈھونڈیں

ان کی سبز گنبد کی خوشبو
میں لے آیا ہوں
مجھ سے گلے مل لو

حضرت علیم جدت پسند ہیں اس لئے نعت شریف میں بھی تازہ مضمون اور ندرت فکر پیدا کرتے ہیں۔ اس عمل میں بیشتر آمد کی صورت ہے۔ آورد اور تصنع یا سعی بے جا کا دخل نہیں۔ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ سرور کونین سے ان کی محبت میں کسی بناوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے۔ جب عشق صادق ہو تو تازہ کار و تازہ خیال بنا ہی دیتا ہے کیونکہ اس کے انداز اور اس کے روپ ہزاروں ہیں جب یہ دل میں گھر کر لے تو حبیب کے جلوے طرح طرح سے آنکھوں میں سماتے ہیں اور اس کا خیال ہر لمحہ ایک نئی تڑپ اور ایک نئی آرزو پیدا کرتا ہے۔ یہ نثری نعتیں ملاحظہ ہوں

نفرتیں پھینک دو
دور........بہت دور
جانا ہم سب کو
ایک منزل کی تلاش میں
جس کی راہبر کی روشنی
ہمارے سینوں میں
ہمارے دلوں میں
ہماری آنکھوں میں
جلوہ فگن ہے

میں خاک زار ہوں

سراپا نور کونین آپ

بس ایک کرن

آپ کے چشم کرم کی

بھیک میں مل جائے مجھے

میں اپنے آپ کو تقسیم کردوں

جہان عرفاں میں

اور

انا میری

سکڑ کے رہ جائے

آپ کے قدموں کی مقدس مٹی

جسے میں چوم لوں

کیا یہ ممکن ہے.........

حضرت علیم کی سب سے بڑی پہچان ان کی نئی بندشیں اور نئے تراکیب ہیں جو ان کی نثری نعتوں میں بھی جا بجا ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس کی چند مثالیں دیتے ہوئے میں اپنے بیان کی توثیق کرنا چاہوں گا مصطفائی تہذیب، آرزوؤں کے قدم عرش پر رکھنا، نوری کرنوں سے منور کرنا، ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اجالا، نیندیں چاک گریباں، پوشیدہ رموز کے در واہ کرنا، لوبانی خوشبوئیں، سانسوں میں خوشبوئیں بھرنا، سورجی کرنوں کا جلوس، وظائف کی بارشیں، کشکولِ ندامت، خواہشوں کے فاصلے ناپنا، سوچ کی نورس دھنک، یہ وہ چند مثالیں ہیں جن کی کثرت و وقعت سے 'نعت نبی میں نئی جہتیں' کی نثری نعتیں گراں پایہ وہ گراں مایہ ہوگئی ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ادب میں نئی جہتوں کی تخلیق حضرت علیم کا نصب العین ہے۔ اصناف ادب میں ان کے نئے نئے تجربات سے یقیناً نعت جیسی مقدس صنف میں نہ صرف وسعت و کشادگی آئی بلکہ بے شمار تبدیلیاں بھی پیدا ہوئیں۔ یہ تبدیلیاں روایت شکن ضرور ہیں لیکن نعت گوئی کے باب میں ایک خوشگوار اضافہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بے شک علیم صبا نویدی کا زیر نظر مجموعہ 'نعت نبی میں نئی جہتیں' تخلیقی جواہر اور فنکارانہ صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ حضرت علیم خلاقانہ ذہنیت اور فنکارانہ تخئیل کے باوجود ان کا عقیدت مند دل سراپا نیاز بن کر خاصہ خاصان رسل کی مدحت سرائی میں اپنی بے کراں وارفتگی کے سبب گہری محویت اختیار کرلیتا ہے۔ یہی وہ وصف ہے جو نعت گوئی کے میدان میں حضرت علیم کی کامیابی کا ضامن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت علیم کا زیر نظر نثری نعتوں کا مجموعہ اپنی وحدت فکر و فن کے اعتبار سے شہرت دوام سے ہمکنا ہوگا۔

پروفیسر و صدر، شعبہ عربی، فارسی و اردو،
مدراس یونی ورسٹی

ڈاکٹر حیات افتخار

علیم صبانویدی کی نثری نعتوں کی فکری جہتیں

علیم صبانویدی، ریاست ٹمل ناڈو کے گلشنِ ادب کا وہ گل سر سبد ہیں جس کی شاعری کی مہک سے دنیائے اردو ادب معطر ہے۔ وہ اپنے شعری مجموعوں اور تحقیقی وتنقیدی کتب کا ڈھیر لگانے کے باوجود مطمئن اور قانع ہو کر بیٹھنے والے شخص نہیں۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کی شاعری بھی پارہ صفت ہے جو ہمیشہ متحرک رہنے پر مائل رہتی ہے اور یہاں بھی وہ نت نئے تجربے کرنے کے قائل ہیں چنانچہ انھوں نے نثری نعتوں پر مشتمل ایک شعری مجموعہ شائع کرنے کا تہیہ کیا ہے، جس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

علیم صبانویدی نے اس جدید صنف سخن میں خیر البشر اور محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کیا ہے روایتی شاعری میں قافیہ اور ردیف کی پابندیوں اور بحر و وزن کی جکڑ بندیوں کی وجہ سے بعض اوقات شاعر فکر و احساس اور جذبے کی صداقت کا مکمل اظہار کرنے سے قاصر رہتا ہے چنانچہ غالباً یہی وجہ رہی ہوگی کہ علیم صبانویدی نے حضور ﷺ کی بارگاہِ مطہرہ میں اپنے پُر خلوص جذبات اور احساسات کو پیش کرنے کے لئے نثری نعتوں کا تجربہ کیا ہو۔ اردو شاعری کو جدید ہیئتوں سے روشناس کرانے اور ان میں طبع آزمائی کے ذریعہ اپنی شعری صلاحیتوں کے اظہار میں علیم صبانویدی ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں چاہے ہائیکو ہو یا آزاد غزل یا نثری نظم آپ کو ان اصناف کے پیش رووں میں گنا جا سکتا ہے نثری نعتوں کا یہ مجموعہ بھی، اسی سلسلے کی ایک کڑی ثابت ہوگا جس کے ذریعہ آپ نے جہاں ایک عظیم ادبی خدمت انجام دی ہے وہاں آخرت میں مغفرت کا سامان بھی پیدا کر لیا ہے۔

نعت نبی ﷺ کا موضوع نہایت ہی پاکیزگی اور تقدیس کا حامل ہے۔ عشق نبی ﷺ اور حبِّ رسول ﷺ آپ کی ذات بابرکات کے تئیں اپنی عقیدت اور خلوص کا اظہار کرتے ہوئے الفاظ کا انتخاب آپ کے شایانِ شان کرے اور جذبات واحساسات کے بیان میں رمق بھر بھی ریاکاری نہ برتے۔ بہر حال اس سلسلے میں تمہیدی کلمات سے گریز کرتے ہوئے علیم صبانویدی کی نثری نعتوں کے حوالے سے اپنے چند تاثرات قلمبند کرنے کی سعی کروں گا۔

کسی بھی نظم کا ماحصل وہ . مدت تاثر ہے جو ہمیں نظم کے اختتام پر حاصل ہوتا ہے۔ شاعر اگر موضوع کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے مناسب وموزوں الفاظ میں قاری کو اسی جذبے اور احساس سے

دو چار کر دے جو اس کا منشا ہے تو وہ کامیاب شاعر کہلائے گا یا اگر وہ اپنی نظم میں کوئی ایسی بات کہہ جائے جو فکر کو مہمیز کرے تو بھی وہ اس کی کامیابی کی دلیل ہوگی۔

پہلے پہل میں ان کی چند فکر انگیز نثری نعتوں کی نشاندہی کروں گا جو اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ایک نثری نعت جس کا عنوان ہے''معجزہ'' جس میں شاعر کہتا ہے کہ اس کے سر پر کالی کملی والے کی رحمتوں کا سایہ پڑنے کی وجہ سے نہ صرف اس کا ظاہر و باطن نورانی ہو گیا بلکہ وہ اتنا سرفراز ہو گیا کہ دنیا اس کے آگے سجدہ ریز ہوگئی۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضور ﷺ کی سربلندی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''رفعنا علیٰ ذکرک'' میں نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا۔یعنی اتنا بلند کر دیا کہ جہاں تک رسائی کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کے چاہنے والوں کو بھی اتنا سرفراز کرتا ہے کہ ساری دنیا ان کے آگے سجدہ ریز ہو جاتی ہے بس نعت میں ''میں'' سے مراد صرف شاعر نہیں ہے بلکہ سچے عاشقِ رسول اور محبِ نبی ﷺ ہے اس سیاق و سباق میں ان کی اس نظم کی آخری سطروں کو ملاحظہ کیجئے۔

میرا سر
جو کل تک
سب کے آگے
سجدہ ریز تھا
آج میرے آگے
ایک دنیا سجدہ ریز ہے
یہ منظر
کتنا تعجب خیز ہے

ایک اور فکر انگیز نثری نعت جو استفہامیہ انداز میں ہے۔آج کے نئے معاشرے کے پروردہ انسانوں سے جنھیں اپنی تہذیب پر ناز ہے ان سے سوال کیا گیا ہے اور یہ نعت باشعور قاری کے ذہن میں اس کا جواب بھی چھوڑ جاتی ہے اس نثری نعت کی آخری سطریں ملاحظہ ہوں۔

میز پر رکھی کتابیں
کتابوں سے جھانکتی نئی تہذیب
نئی روشنی
نئی نسل

ہمیں حضورؐ کی صحیح شناخت دینے سے معذور ہے

ایسا کیوں؟

علیم صبا نویدی کی شاعری کا اہم وصف پیکر تراشی ہے چاہے ان کی غزلیں ہوں یا نظمیں یہ وصف نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ شاعر نظم لکھنے سے قبل اپنے ذہن میں ایک تصویر بناتا ہے اور اس کو الفاظ کا پیکر عطا کرتا ہے اور اس میں اپنے تخیلاف کے رنگ بھرتا ہے۔ان کی نثری نعتیں مثلاً نورانی تبسم، نورانی پتلیاں، مقدس روانی، مبارک چہرہ اور اول ماخلق اللہ نوری وغیرہ میں بھی یہ وصف نمایاں ہے ان نظموں کے مطالعہ سے قاری کے ذہن میں ایک نورانی پیکر اُبھرتا ہے اور اس کا دل اس نورانی کیفیت سے سرشار ہو جاتا ہے مثلاً ایک نثری نعت بعنوان ''مبارک چہرہ'' کی چند سطریں ملاحظہ ہوں

ایک مبارک چہرہ

جس کے آگے محوِ سجدہ کائنات

چاند، سورج، زمین، آسمان، سمندر

جس کی پتلیوں کے نور سے

نمودار ہوکر

سب کے سب مسرور مست ہیں

ایک اور نثری نعت ''اول ماخلق اللہ نوری'' کی چند سطریں ملاحظہ ہوں۔

عرش تا فرش کے بھیدوں کی گرہ کھولنے والا

وہ کون تھا

تہذیبوں کو نور دینے والا

لفظ و معنی کو شعور دینے والا

جذبوں کو جلوۂ ظہور دینے والا

سینوں کو قرآنی آیتوں سے معمور کرنے والا

وہ نور ہی نور تھا

جو پھیل کر کائنات بنا

ارض و سما کی مقدس بارات بنا

کسی بے جان شئے میں الفاظ کے ذریعہ جان ڈال دینا اور اس سے مخاطب ہوکر اپنے دل کی بات

کہہ دینا محاسنِ شعری کہلاتی ہیں اور علیم کی شاعری میں یہ محاسن بدرجۂ اتم موجود ہیں انھوں نے اپنی نعت ''سنہری آیتیں'' میں بے جان لمحے کو صدیوں کی آواز عطا کی ہے۔اس نعت کی چند سطریں پیش ہیں۔

وہ ایک
معتبر
روشن لمحہ
میرے سامنے کھڑا تھا
میں دیکھ رہا تھا
خاموش
چپ چاپ
لمحے کے ہونٹوں پر
مبارک لفظوں میں
سنہری آیتیں نقش فشاں تھیں

اسی طرح حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ جس کی زیارت ہر سچے مسلمان کی زندگی کا حاصل ہوتی ہے اور دینی اور مذہبی لحاظ سے شہر مدینہ کو تقدس حاصل ہے اس مقدس شہر کا ذکر کرتے ہوئے جس طرح علیم صاحب نے اسے ایک نورانی پیکر عطا کیا ہے وہ ان کے تخیل کا نورانی کرشمہ ہے یہ پوری نظم پڑھنے اور روحانی سرور محسوس کرنے سے تعلق رکھتی ہے، اس نظم کا عنوان ہے ''شہر مصطفیٰ'' اس کی چند سطریں ملاحظہ ہوں۔

یہ شہر پھول والوں کا ہے
اس شہر میں
نور مصطفائی ہے
خوشبوئے خدائی ہے

علیم صبا نویدی کی نثری نعتوں کے اس مختصر سے جائزہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی یہ نثری نعتیں یہ مختلف ادبی محاسن کی حامل ہونے کے ساتھ روحانی کیفیتوں سے بھی سرشار ہیں۔امید ہے کہ ادبی دنیا میں اس کی پذیرائی ہوگی اور آخرت میں بھی مغفرت کا سامان ثابت ہوں گی۔

حیات افتخار
سابق صدر شعبۂ اردو، قائد ملت کالج، میڈاوا کم، چنئی۔

مولانا سید محمد رضاالحق آمری چینائی

علیم صبانویدی ایک عہد ساز نعت گو

محترم علیم صبانویدی صاحب قبلہ کا نام میرؔ و غالبؔ و انیسؔ کے ناموں کے ہمراہ میری سماعت میں دورانِ طالب العلمی ہی میں رس گھولنے لگا۔ علیم صبانویدی کو میں بنیادی طور پر جدیدیت کے علمبردار شعراء میں شمار کرنے لگا مگر مجھے بہت جلد ہی اپنے اس خیال خام پر ہنسی آنے لگی درحقیقت علیم صاحب کسی ایک اسکول کی سکہ بندی شاعری کی لکیر پیٹنے والے فنکار نہیں ہیں۔ علیم صاحب کی شاعری کلاسیکی شاعری کے خانہ رکھی جا سکتی ہے نہ ترقی پسند ادب کی نثر و نظم سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ جدید شاعری کے منتخب ناموں میں بھی علیم صاحب کے قد کا کوئی شاعر میری نظر سے نہیں گذرا۔ علیم صاحب کی منفرد فکر اتنی متنوع ہے کہ محمد قلی قطب شاہ سے لیکر مظفر حنفی، کاوشؔ بدری، دانش فرازی، بشیرؔ بدر، جون ایلیا، پیرزادہ قاسم، ڈاکٹر وحید اختر، منوّر رانا، پروفیسر حامدی کاشمیری، شکیب جلالی، امجد اسلام امجد، رازؔ امتیاز تک ان کے جذبے اور فکر کی انفرادیت اور لہجہ کی تازگی اور حکیمانہ معصومیت کی وجہ سے سینکڑوں آوازوں میں ان کی آواز کا پرچم اپنی شناخت کھو کر سرنگوں نہیں ہوتا۔ با ایں ہمہ مجھ ہیچمداں کو یہ کہتے ہوئے کوئی باک محسوس نہیں ہوتا کہ میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، علامہ اقبالؔ، شادؔ عظیم آبادی، خواجہ میر دردؔ، راہیؔ فدائی اور مظفر حنفی ان کے ہم سفر اور ہمصفیر ہیں ان کا کثیر الجہات فن اور ان کا تیز روی میں یگانہ روز کا قلم اپنے اس دعوے میں حق بجانب ہیں کہ ؎

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں ایسی نہ سنئے گا
پڑھتے کسی کو سنئے گا تو دیر تلک سر دھنئے گا (میر تقی میرؔ)

اور

مری خلق محو کلام سب مجھے چھوڑتے ہیں خموش کب
مرا صرف رشکِ کتاب ہے مری بات لکھنے کا باب ہے (میر تقی میرؔ)

یوں تو اس قد آور فن کار نے ہر صنفِ سخن کو اپنے خونِ جگر سے نیا نکھار عطا کیا ہے لیکن نعت گوئی کا سلیقہ اور ادب ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا۔ عرفیؔ نے سچ کہا ہے کہ ؎

عرفیؔ مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بردم تیغ اس قلم را

بحمدہٖ تعالیٰ علیم صاحب نے اس دیار میں اپنے اَن مٹ نقوش اردو ادب کے قارئین اور نعت گوئی کے فن کے قدردانوں کے لئے رہتی دنیا تک کے لئے چھوڑ کر ایک انقلاب آفریں کارنامہ انجام دیا ہے۔

انہوں نے نثری نعتیں کیا کہیں کہ ایک نئی دنیا سے نئے فکری جزیرے ابھرنے لگے۔ نعتیہ شاعری کا ایک نیا باب کھولا۔ زبان و بیان کو ایک نئی سمت میں سفر کا حوصلہ ملا۔ خوشبو کو زنجیر کرنے کا یہ عمل علیم صبؔا صاحب کو حیات جاوید سے ہمکنار کرنے کے لئے کافی ہے۔

● کالی کملی

میرے سر پر سایہ فگن کیا ہوئی
رحمتیں
میرے حق میں آگئیں
میں سراپا منور ہو گیا
میرے ظاہر و باطن کی کائنات
ذاتِ اقدس کے جلووں سے
نورانی ہو گئی

میرا سر
جو کل تک
سب کے آگے
سجدہ ریز تھا
آج میرے آگے
ایک دنیا سجدہ ریز ہے
یہ منظر
کتنا تعجب خیز ہے

یہ شاعری نہیں ہے عشق رسولؐ کا اعجاز ہے۔ اور کالی کملی کے جلوؤں کی سحر آفرینی ہے۔ علیم صاحب کا قلم حقائق رقم دیار نبی میں اس قدر مؤدب نظر آتا ہے کہ ان کے قاری کو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

''محتاج سہارا'' ان کی ایک حیرت انگیز اور لرزہ خیز نثری نعت ہے جس میں ان کا فن سنہری جالیوں کو تھام کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ آنسوؤں کی زبان کے ذریعے حالات کی ستم ظرفی کی شکایت کر رہے ہیں۔

- آسماں
سہارا دینے سے مجبور
زمین
سنبھالا دینے سے معذور
سمندر
پی جانے پر آمادہ
ہمالہ
ٹوٹ کر گرنے کے لئے تیار
دور دور تک
بہی خواہی
خیر خواہی ناپید
گویا
ہر شئے کے چہرے پر
نفرت کے شعلے
آگ کے گولے
ایسے میں
ستم رسیدہ
گناہگار
مجروح احساس لئے
کدھر جائے گا
آپ کا سہارا
نہ ملے گا تو مر جائے گا

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر قاضی حبیب احمد

فن نعت گوئی کا امکانی تناظر

اردو شاعری کی اصناف میں نعت ہی ایک واحد صنف ہے جو فنی تحدیدات سے بڑی حد تک ماورئی اور مستغنی ہے۔نعت گوئی کے لئے جو بھی اصول وقیود رائج ہیں اگر نئی حد بندیاں قائم بھی نہ کی جائیں تو ان کا بھی احاطہ کم ہی کیا گیا ہے۔نعت گوئی کے فن پر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر طلحہٰ رضوی برق، ڈاکٹر ریاض مجید کے علاوہ کچھ ریسرچ اسکالرس کی تحریریں بھی دستیاب ہیں جو ناکافی ہیں اور اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ نعت گوئی کے فن پر اصول وضوابط کے ساتھ ساتھ اس کے امکانی تناظر پر بھی روشنی ڈالے۔

اردو میں نعت گوئی کی پیش رفت بڑی حد تک یکجہتی کا شکار رہی ہے نعت میں ہیئتوں کے تجربے بہت کم ہوئے ہیں۔موضوعاتی اعتبار سے بھی نعت گوئی کے فن میں توسیع دینے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر نعت کا ایک ہی موضوع رہا ہے یعنی حب رسول۔اس میں شک نہیں کہ حضورﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار نعت نبی کی اساس ہے اور نعت کا مزاج سندان عشق کا خوگر ہے۔جس طرح مرثیہ میں آہ وبکا سے کیفیت پیدا کی جاتی ہے اسی طرح نعت میں عشق ومحبت اور عظمت وعقیدت سے ایک سماں باندھا جاتا ہے۔اردو شاعری میں حقیقت اور تخیل کی مدد سے نعت گوئی کے ایسے ایسے جواہر پارے پیش کئے گئے ہیں کہ ان کی مثال کسی بھی زبان میں مشکل سے مل سکتی ہے۔یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا نعت نبی کا صرف ایک ہی موضوع ہے؟ حب رسول کے اظہار کے سوا کسی اور موضوع پر نعت نہیں کہی جاسکتی؟ میرے خیال سے حب رسول کے ساتھ ساتھ سیرت کے دیگر پہلوؤں جیسے خصائل وشمائل، اقوال نبی اور احوال نبی کو بھی نعت کے موضوعات میں شامل کیا جاسکتا ہے۔اور اس طرح نعت گوئی کے فن میں زیادہ وسعت اور نیرنگی، موضوعات میں تنوع اور فکر میں عمق اور گہرائی پیدا ہوسکتی ہے۔علیم صبا نویدی کی زیر نظر کتاب 'نعت نبی میں نئی جہتیں' اس تجدیدی کوشش کی ایک اہم کڑی ہے۔

جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے اس میں نعت گوئی کے موضوعات کا دائرہ کار نہایت وسیع رہا ہے قصیدہ بانت سعاد میں آں حضرتﷺ کی حیات طیبہ کو موضوع بنایا گیا ہے۔آپ کی اعلیٰ صفات اور اخلاق حسنہ کا جامع انداز سے احاطہ کیا گیا ہے۔اسی طرح قصیدہ بردہ میں آپ کی ثناء ومدح اور عظمت وعقیدت کے اظہار کے ساتھ ساتھ آپ کے خصائل وشمائل کا بھی نہایت خوبصورت تذکرہ کیا گیا ہے۔عربی میں جس قدر نعتیہ کلام دستیاب ہے اس کی اساس حب رسول ہی ہے لیکن ضمنی طور پر احوال نبی کا بھی تذکرہ بڑے عمدہ انداز سے کیا گیا ہے۔نہ صرف عربی بلکہ فارسی اور اردو میں بھی متقدمین شعراء کے ہاں ہمیں نعت کے موضوعات میں فراخی اور وسعت نظر آتی ہے۔

اردو شاعری کا جہاں تک تعلق ہے یہ روایت بن چکی ہے کہ ہر شاعر بلا استثنیٰ مذہب وعقیدہ اپنے کلام کا آغاز

حمد یہ ونعتیہ کلام ہی سے کرتا ہے۔ اس طرح کی روایتی شاعری میں البتہ ہم کو نعتیہ کلام کا دائرہ صرف مدح سرائی تک محدود نظر آتا ہے لیکن جن شعراء نے اپنی پہچان نعت سے کروائی اور وافر مقدار میں نعتیہ کلام کہا ان کے ہاں موضوعاتی وسعت اور گہرائی نظر آتی ہے۔ اس سلسلے میں دکنی شعراء کے خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کو اردو کا پہلا نعت گو شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔ نظامیؔ، قلی قطب شاہ، وجہیؔ، نصرتیؔ، غواصیؔ، طبعیؔ، ابن نشاطیؔ، فتاحیؔ، فائزؔ، بلاقیؔ، ولیؔ دکنی اور سراج اورنگ آبادی کا نعتیہ کلام اگر الگ سے جمع کیا جائے تو نعت گوئی کی فنی تحدیدات متعین کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ قربیؔ ویلوری کا 'معراج نامہ'، باقر آگاہ کی 'ہشت بہشت'، شاہ عبدالحئیؒ احقر بنگلوری کی 'جنان السیر' نعت گوئی پر مستقل تصانیف ہیں جو متقدمین اردو شعراء کے قابل قدر نمونے ہیں۔ ان تمام شعراء کے ہاں نعتیہ کلام میں تنوع، موضوعاتی نیرنگی اور ہیئتوں کا بھی اختلاف نمایاں نظر آتا ہے۔

جہاں تک اردو کی نعتوں میں موضوعاتی تنوع اور ہمہ جہتی کا تعلق ہے اس کی مثالیں کم ہیں مگر نابود نہیں ہیں۔ نواب عبدالرحمٰن خاں شاطر مدراسی کے قصیدۂ 'اعجاز عشق' کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں جو نعت گوئی کی عام روش سے یکسر مختلف ہیں؛

کی نبیؐ نے کھوکلی سرمایہ داری کی بنا
پیٹتا ہے سینہ و سر آج بھی سرمایہ دار
حق پرستی آئی زائل ہوچکا ظلم عظیم
مستیٔ توحید ہے کبریٰ انیت کی بہار
قبل بعثت سب کہا کرتے تھے اُنؐ کو امیں
بعد بعثت جاہلوں نے اس کے رکھے نام چار
شعب میں وہ مستقل تھا نام دیوانہ ہوا
سن کے قرآں سمجھے جاہل شعر ہے اس کا شعار
معجزے دیکھے تو ساحر کا لقب اس کو دیا
کاہنوں میں مخبر، صادق کو کرتے تھے شمار
اس کے چاروں نام ہیں خود اس کے دعوے کی دلیل
کاش نادانوں پہ ہوتے ان کے اسرار آشکار

موجودہ دور میں صنف نعت کے موضوع کو وسعت دینے اور جدید اسلوب وانداز سے آشنا کرانے کا کام پہلے تو دانش فرازی اور پھر ان کے تلمیذ خاص جناب علیم صبا نویدی نے سرانجام دیا ہے۔ دانش فرازی کا نعتیہ مجموعہ "محسن اعظم" تین شعروں پر مبنی بندوں پر ہے۔ آپ نے احوال نبی ﷺ کو دلنشین پیرائے میں اشعار کا جامہ پہنایا ہے۔ ایک بند ملاحظہ ہو جو عالم جاہلیت کی ایک قبیح رسم کا الم ناک اظہار ہے۔

دو پہر کی دھوپ، تپتی ریت لُو کی یورشیں

اور اک معصوم لڑکی لرزہ بر اندام ہے
باپ کی آنکھوں کی تیور سے ہے خطروں کی نمود
ہر صدا کھرپے کی گویا موت کا پیغام ہے
قبر کھودی جارہی ہے ہستی معصوم کی
دو پہر ڈھلنے نہ پائی زندگی کی شام ہے

علیم صبا نویدی نے فن نعت گوئی میں وسعت وجدت کے مشن کو بام عروج تک پہنچادیا۔انھوں نے علائم و استعاروں کی مدد سے نعتیہ شاعری کی اور ہیئتوں کے نئے نئے تجربوں کے ساتھ حضور ﷺ کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کیا ہے۔ دانش فرازی نے تین شعروں پر مبنی بندوں میں نعت کہی ہے تو علیم نے سہ مصرعی نظم کو آلہ کار بنایا ہے۔معراج کا ذکر وہ یوں کرتے ہیں؛

ایک لمحے میں طے ہزاروں میل
ایک آہٹ پہ روبرو منزل
خشک موسم میں گنگناتی جھیل

علیم صبا نویدی نے نہ صرف نعت کے موضوعات میں توسیع دی ہے بلکہ انھوں نے مختلف نئی اور پرانی ہیئتوں میں اور اصناف شعر میں نعت کہنے کے کامیاب تجربے کئے ہیں۔ ہیئتوں کے تجربے ویسے بھی علیم صاحب کا شروع سے محبوب مشغلہ رہا ہے اور یہ کام ان سے بہتر شاید کوئی انجام نہ دے سکے کیونکہ اس کے لئے جس خبط وجنون کی ضرورت ہے وہ سوائے علیم صبا نویدی کے نئی پود میں نابود نظر آتا ہے۔

قلی قطب شاہ نے پہلی بار اردو میں غزل کی ہیئت میں نعت کا تجربہ کیا۔نعت گوئی کے لئے کسی ایک صنف کی تخصیص نہیں تھی۔ مثنوی، قصیدہ، رباعی، دوہا بلکہ مرثیوں میں بھی نعتیہ اشعار کا استعمال ہوتا تھا۔عربی زبان میں نعت گوئی محض قصیدہ کی ہیئت میں ہوئی ہے لیکن اردو میں اظہار کے وسیلے اس قدر مختلف اور متنوع ہیں کہ نعت گوئی کے عمدہ نمونے ادب کے سرمایے میں سے کھوج کر الگ کئے جاسکتے ہیں۔علیم صبا نویدی اپنی کتاب 'تمل ناڈو میں نعت گوئی' میں یوں رقم طراز ہیں؛

"قصائد کو بھی نعت شریف کے زمرے میں لا کر اس صنف کی توسیع لازمی ہے کیونکہ مختلف زبانوں میں مدح رسول کے کئی طریقے ہیں"

علیم صبا نویدی اردو ادب کے ممتاز نعت گو شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔آپ کے نعتیہ مجموعے "مراۃ النور'، 'نورالسموات'، 'بج'، 'نوراعظم' منظر عام پر آچکے ہیں۔نورالسموات میں آپ نے اپنا نعتیہ کلام سانیٹ کی صنف میں پیش کیا ہے اور زیر نظر نعتیہ مجموعہ 'نعت نبی میں نئی جہتیں' غیر معریٰ نعتیہ نظمیں ہیں یہ نظمیں اشاروں، کنایوں، علائم،

تلمیحات اور استعاروں سے مزین ہیں۔علیم صاحب نے اس نئے تجربے میں اپنی طویل زندگی کا پورا تجربہ نچوڑنے کی کوشش کی ہے۔ان کی نظم ''سفر'' ملاحظہ ہو؛

پرانے آسماں سے
طلوع ہونے والا نیا سورج
سب نے دیکھا
لیکن چند ذہین آنکھوں نے
اس کو چھوا ہے
اس کی خوشبو کا ذائقہ چکھا ہے
کہیں وہ خاموش اتھاہ سمندر ہے
کہیں ان دیکھی دھڑکنوں کا نورانی اجالا ہے
کہیں وہ تجلی کا ظہور
وہ سفر جس کا کوئی انت نہیں

علیم صاحب کی جدت طرازی صرف ہیئتی تجربوں تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ تراکیب بھی انوکھی استعمال کرجاتے ہیں جیسے اس مجموعے میں شکوک آور، تبسم تیز، جلوہ ریز، خاک زاد، سجدہ زن، نقش فشاں، خاکِ زمینِ مصطفیٰ وغیرہ ان کی طبعی جدت اور نئے الفاظ کی وضع داری کی بین دلیل ہے۔فیض احمد فیض کی ترکیب سازی نے اردو ادب میں ایک انقلاب برپا کیا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہر شاعر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے مناسب تراکیب خود وضع کرے اس کے لئے ہمیشہ مروجہ الفاظ کا تکیہ ضروری نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تراکیب جائز اور برمحل ہو۔ یہ حق ہر نثر نگار کو حاصل نہیں ہے۔اس لئے کہ لغت نویس بھی اپنی دلیل اور حجت کے لئے اساتذہ کے کلام ہی کا حوالہ دیتا ہے۔

اس نئی تصنیف کے ساتھ نئے نئے جہانوں کے متلاشی علیم صبا نویدی نے ایک نئی جہت کھوج نکالی ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ تجربہ ہوا ہے لیکن علیم نے ایک نعتیہ مجموعہ غیر معریٰ نظموں کا اردو دنیا کو دے کر احسان عظیم کیا ہے۔امید ہے کہ اس روش پر چلنے کی کوشش ہوگی۔نعت گوئی کے ظرف میں وسعت پیدا ہوگی اور صحت مند اضافے ہوں گے اور علیم صبا نویدی ادب میں نئی جہتوں کی تلاش کا سفر جاری رکھیں گے۔

قاضی حبیب احمد
شعبہ عربی، فارسی واردو، مدراس یونی ورسٹی

نقوشِ خوشبوئے رسول

سہ سطری نثری نعتیں

✵ برکات کی یہ راتیں
لمحاتِ عقیدت کے
خوشبوئیں درودوں کی

✵ شہر شہر وحشی لوگ
اور لہو لہو چہرے
آپؐ کی ضرورت ہے

✵ آپ روبرو ہیں
میری پتلیوں میں
ہے نور آپ کا

✵ وسعت کائنات میں
میرے نبیؐ کی عظمتیں
نور آور

✵ لے آیا ہوں میں
سبز گنبد کی مہکتی خوشبو
مجھ سے گلے مل لو

✵ ڈوبتا ہوا سورج
چومتا ہے سبز گنبد کو
بڑی عقیدتوں کے ساتھ

✵ آپؐ کی آمد
ظلمتیں کافور
رحمتوں کا ظہور

✵ مسکرا کر آپؐ نے
میری طرف دیکھا
بے خودی چھا گئی

✵ میرا کفن معطّر ہے
میری لحد منوّر ہے
فیض ہے درودوں کا

✵ نام لیوا آپؐ کا
سربلندی پا گیا
کس قدر مشہور ہے

✵ آپؐ تشریف لائے
ہے زباں پر درود
دل ہوا آئینہ

✵ میرے باطن
میرے ظاہر میں
آپؐ ہیں عکس فشاں

❋ کالی کملی کے اندر
راز ہیں پوشیدہ
کون ومکاں کے

❋ فرش سے عرش تک
میرے آقا کے جلوے
دونوں عالم ہیں دارالسرور

❋ شہر مکہ سے
محبت کا پیام لایا ہوں
نفرتیں پھینک دو

❋ زخم خوردہ شاعری
لہو سے تر بہ تر الفاظ
آپ کی نذر

❋ آؤ سو جائیں
چپکے سے آقا کے
آغوشِ تصور میں

❋ خاموش اُنگلیاں
بولنے لگیں
نعتِ نبیؐ کا فیض

✹ میری کائنات کا سورج
میری زندگی کا محور
نورِ محمدیؐ

✹ سارے انبیاء
سر بہ سجدہ
ہر سو نور مصطفائیؐ

✹ اک بہار کے آجانے سے
گلشن گلشن نوارنی
اور رشتے مضبوط

✹ حضور کی نسبت سے میں
معتبر ہو چکا ہوں
منور ہو چکا ہوں

✹ غیر مہذب ماحول
دم توڑ گیا
اک نورؐ کے آنے سے

✹ دیوارِ نفرت گری
دلوں میں وسعتیں پیدا ہوئیں
شاہِ عربؐ کا فیضان

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نئی جہتیں

علیم صبا نویدی

مرتب: پروفیسر کرامت علی کرامت